قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی

بعونہ تعالی شانہ و حسن توفیقہ و بطفیل رسول انام علیہ الصلوۃ والسلام نسخہ متبرکہ موسومہ بعدیل

# محبوب الرغائب ۱۲۷۵



# لب لباب اسنی المطالب فی نجاۃ ابی طالب

مصنفہ [illegible] عاشق اہل بیت کرام جناب مولانا مولوی حاجی محمد نجم الدین علی خان صاحب [illegible] مدراسی

مطبع محبوب شاہی واقع [illegible] دکن

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ

بعونہ تعالیٰ شانہ وحسن توفیقہ وبطفیل رسول انام
علیہ الصلوۃ والسلام نسخہ متبرکہ بیعدیل موسوم بہ

# محبوب الرغائب
ترجمہ
# لب لباب اسنی المطالب فی نجاۃ ابی طالب

از واعظ شیرین بیان عاشق اہل بیت [illegible] جناب مولوی حاجی
محمد نجم الدین علی صاحب [illegible] ساکن [illegible] حیدرآباد [illegible] محمد صاحب [illegible] قریشی

در مطبع محبوب شاہی واقع حیدرآباد دکن طبع شد

بسم الله الرحمن الرحيم

هو الذی فاطر السموات والارض عالم الغیب والشهادة رب
کل شیٔ وملیکه اشهد ان لا اله الا هو وحده لا شریک له
واشهد ان محمدا عبده ورسوله اللهم صل علی سیدنا
محمد النبی الامی الذی ارسلته رحمة للعالمین عدد ما فی علمک
وزنة ما فی علمک وعدد خلقک وعدد کل ذرة اضعافا مضاعفة
فی کل یوم ولمحة ولحظة وطرفة عین یطرف بها اهل السموات
والارض وعلی اهل بیته الذی قال فی حقه قل لا اسئلکم علیه اجرا
الا المودة فی القربی وعلی صحبه الذین قال فی حقهم رضی الله عنهم

رَضُوا عَنْہُ اَجْمَعِیْنَ اِلیٰ یَوْمِ الدِّیْنِ - بعد حمد و صلوٰۃ خادم الواعظین
محمد نجم الدین علی مدراسی حال متوطن حیدرآباد دکن عاشقان اہل بیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ نجات ابی طالب عم
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین جو گفتگو علماء سنت و جماعت سنے کی وہ علی سبیل
الاختلاف ہے جس طرف جسکی راے گئی اوسی کے مناسب اوس نے
دلایل و براہین قایم کر دیے ہین - ہمیشہ طبیعت جویا ایسی کتاب کی رہی
جس سے یہہ اختلاف رفع ہوا ور دل ایک سو ہو آجکل میرے نظر سے
ایک کتاب گزری جسکا نام **اسنی المطالب فی نجات ابیطالب** ہے
سید احمد بن سید زینی دحلان شیخ العلماء الاعلام مسجد الحرام نے
اوسے تصنیف فرمایا زاد اللہ شرفاً و تعظیماً کتاب کے مطالعہ سے
معلوم ہوا کہ اسی بحث کو علامۂ بزرگ مولانا سید محمد بن رسول البرزنجی
نے ۱۱۰۰ ہجری مین بہت زور سے لکھا ہے اور دلائل ساطعہ اور براہین
لامعہ سے نجات حضرت ابوطالب کو اسطرح ثابت کیا ہے کہ گویا شب تار
مین چراغ روشن کر کے وہ چیز دکھا دی جو تاریکی کے وجہ سے دکھائی
نہین دیتی تھی - یا یون کہا جاوے کہ جو چیز بوجہ بُعدِ نظر دو صورت سے
دیکھی جاتی تھی اور ہر یک کا خیال وہ صورت پیدا کرتا تھا جس سے شبہہ
ایک صورت معلوم نہ کی جاوے علامۂ موصوف نے قریب لا کر

آنکھون کے سامنے کر دیا جس سے آیندہ کسی کو شک و شبہ نرہ سکے
یہ کتاب مولانا نے دقیق اسقدر کر دی ہے جس کے فہم معنی کے واسطے
ضرورت کافی استعداد کی ہے اسکی تسہیل شیخ دحلان محدث نے کی
اور بہت کچھ اہتمام فرمایا کہ عبارت برزنجی رح کی دقت غیر مدرک
نرہے۔ یہ کتاب اسنی المطالب فی نجات ابی طالب اگرچہ نہایت سلیس
عبارت مین تحریر فرمایا ہے تاہم اسکا فائدہ اوہنین کے واسطے خاص ہے
جو دولت عربیت سے کامیاب ہین عام وہ لوگ اس سے فائدہ نہین اُٹھا سکتے
جو بجز اردو زبان کے عربی استعداد نہین رکھتے پس عاصی نے بنظر فائدہ
عام اردو زبان مین اوسکا ترجمہ کیا تاکہ کسی کو نجات حضرت ابیطالب مین
شبہہ نرہے اور ہر شخص اپنا شبہہ رفع کر کے مستحق نجات ہو۔
ترجمہ کے ساتھ اصل کتاب بھی چھاپدی گئی تاکہ ترجمہ کی افراط و تفریط
اوس کے مقابلہ و ملاحظہ سے غیر مشہود نرہ سکے۔ چونکہ یہ ترجمہ سلطان بہ
آستان آفتابِ دولت و اقبال اعلیحضرت قدر قدرت رستم دوران
فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علی خان بہادر
آصفجاہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے عہد معدلت مہد
مین ہوا اور اہنین کے دار الحکومت مین اس وجہ سے اس کا نام
محبوب الرغائب رکھا تاکہ اس کے ساتھ بادشاہِ عہد کا

نام گرامی بھی یادگار رہے اللہ تعالیٰ سعی عاصی مترجم کی مشکور فرماوے اِنَّہٗ
قَرِیْبٌ مُّجِیْبُ الدَّعَوَاتِ اور اس کے صلہ مین شفاعتِ نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم میرے حق مین قبول اور دنیا مین محبت اہل بیت اور
مرنا خاک پاک مدینہ طیبہ مین اور خاک ہوجانا اوسی زمین مقدسہ ومطہرہ
مین بقول شہیدی ؎ تمنا ہے درختون پر ترے روضہ کے جا بیٹھو مان
قفس جسوقت ٹوٹے طایر روح مقید کا ٭ یارب اپنے فضل و کرم سے
بادشاہ دکن جنکے نام سے یہہ کتاب شہرت پاویگی اون کو اور
اون کے وزیر باتوقیر قدردان علم وہنر پایہ شناس اہل جوہر
نواب وقارالامرا بہادر ادام اللہ اقبالہ جن کے عہد وزارت مین
یہ عاصی نے ترجمہ کیا اور جمیع ارکان دولت اور ندماء صحبت اور تمام
مسلمانون کو اطاعت شرع شریف اور محبت اہل بیت کی توفیق
دے آمین ثم آمین۔

# اسنی المطالب فی نجاۃ ابی طالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین **اما بعد** فیقول العبد الفقیر خادم طلبۃ العلم بالمسجد الحرام کثیر الذنوب والآثام المرتجی من ربہ الغفران احمد بن زینی دحلان قد وقفت علی تالیف جلیل للعلامۃ النبیل مولانا السید محمد بن رسول البرزنجی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین
حمد و صلوٰۃ کے بعد بندۂ فقیر گنہگار مسجد حرام کے طلبہ علم کا خادم اپنے پروردگار سے امیدوار غفران احمد بن زینی دحلان کہتا ہے کہ علامہ مکرم مولانا سید محمد بن رسول البرزنجی کہ جنہوں نے سنہ گیارہ سو تین ہجری مین انتقال فرمایا انکی ایک معظم تالیف پر مین نے اطلاع پائی جو نجات والدین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان مین ہے اور جس کے خاتمہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے نجات کا بیان ہے جس مین علامہ موصوف نے انکی نجات کو ثابت کیا ہے اور اسپر کتاب

المتوفی سنة الف ومائة وثلاثة فی نجاة ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وذیلہ فی اخرہ بخاتمة فی نجاة ابیطالب عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم
واثبت نجاتہ واقام ادلة علی ذلک وبراھین من الکتاب والسنة واقوال
العلماء یحصل لمن تاملھا انہ ناج بیقین مع بیان معان صحیحة للنصوص التی
تقتضی خلاف ذلک حتی صارت جمیع النصوص صریحة فی نجاتہ وسلک
فی ذلک مسلکا ما سبقہ الیہ احد بحیث ینقاد لادلتہ کل من انکر نجاتہ

وسنت واقوال علماء سے ایسے ادلہ قایم کیا ہے کہ اون مین جو شخص
تامل کرے اوسکو اس امر کا یقین حاصل ہو جاویگا کہ وہ ناجی ہین اور
اس کے ساتھ علامہ نے صحیح معانی اون نصوص کے بھی بیان کر دئے
ہین جو اسکے خلاف کے مقتضی تھے یہانتک کہ تمامی نصوص انکی
نجات پر صریح الدلالت ہو گئے۔ اور علامہ نے اسبارہ مین ایسا
مسلک اختیار کیا ہے کہ نجات ابی طالب کا ہر ایک منکر اسکے
ادلہ کا مطیع ہو جائے یہہ وہ مسلک ہے کہ انکے پیشتر کسی نے
اسپر نہین چلا اور قائلین عدم نجات کے ہر ایک دلیل کو اونھی پر
لوٹ دیا اور اوسیکو نجات کی دلیل بنا دیا۔ اور ہر ایک شبہہ کو جسپر
عدم نجات کے قائلین نے تمسک کیا ہے بیان کر کے اوسکی تردید
اور اپنے دعوی پر دلیل قایم کی۔ چونکہ ان مباحث مین بعض ایسے دقیق

وجحد کل دلیل استدل به القائلون بعدم نجاته قلبه علیهم وجعله دلیلا لنجاته وتتبع کل شبهة تمسک بها القائلون بعدم النجاة علیهم وازال ما اشتبه بسببها واقام دلیلا علی دعواه وکان فی بعض تلک المباحث مواضع دقیقة لا یفهمها الا الفحول من العلماء ویعسر فهمها علی القاصرین من طلبة العلم وبعض تلک المباحث زائدة عن اثبات المطلوب ذکرها تقویة لما اثبته وکشفا للحجاب کل محجوب فاردت ان الخص فی هذه الوریقات المقاصد

مقام تھے کہ جنکو علماء جید کے سوا سے اور لوگ نہین سمجھہ سکتے تھے اور اونکا سمجھنا کم مایہ طالب العلمون پر دشوار تھا اور بعض مباحث اثبات مطلوب سے زاید تھے جنکو صرف تقویت اور زیادتی انکشاف کے واسطے ذکر کیا تھا اس لئے مین نے اون مقاصد کے خلاصہ کرنے کا ارادہ کیا کہ جن سے علامہ نے نجات ابیطالب کو ثابت کیا ہے تاکہ اوسکا عارف ہر محفل مین غالب رہے اور مین نے ان دقیق مباحث کے عبارات کو سلیس کرنے مین حتی الامکان سعی کی اور مقصود سے جو امور زاید تھے اونکو حذف کیا اور اس قضیہ کے مناسب جو کلام کو مواہب لدنیہ اور سیرت حلبیہ مین پایا اوسکو داخل کیا۔ پس ایک عمدہ مجموعہ جو تحصیل مراد کیواسطے کافی اور انشاء اللہ تعالی اوس کے مطالعہ کرنے والے کے لئے نافع ہو مرتب ہو گیا اور اسکا نام مین نے اسنی المطالب فی نجات ابیطالب

التی اثبت بہا نجاۃ ابیطالب لیکون من عرفہا فی کل محفل ھو الغالب واجتہدت
فی تسہیل عبارات تلک المباحث الدقیقۃ حسب الامکان وحذفت ما کان
زایدا عما ھو المقصود بالبیان وزدت کلاما یتعلق بذلک وجدتہ فی المواہب
اللدنیہ والسیرۃ الحلبیۃ لہ مناسبۃ لھذہ القضیۃ فجاء الجمیع وافیا بتحصیل المراد
نافعا انشاء اللہ کل من وقف علیہ من العباد وسمیت ھذا المولف (اسنی المطالب
فی نجات ابی طالب) واسأل اللہ تعالی الاعانۃ والتوفیق والاخلاص والقبول

رکہا اور اللہ تعالی سے بوسیلۂ مرتبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعانت وتوفیق
واخلاص وقبول اور حسن خاتمہ کا سائل ہون - پس مین کہتا ہون کہ علامہ
برزنجی نے حجج وبراہین سے اولاً ایمان ابی طالب کو اور بعد ازان اونکے
نجات کو ارجح اقوال محققین سے ثابت کیا۔ لیکن ایمان کا اثبات اولاً معنی
ایمان کے معرفت پر موقوف ہے اور اوسکا معنی شرعاً وحدانیت خدا اور رسالت
رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی تصدیق قلبی اور ان امور کا
سچ جاننا ہے جنکو آپ نے خدا کے طرف سے لایا اور اسلام شرع مین
افعال ظاہرہ شرعیہ کے اتباع کا نام ہے اور اسی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہہ ارشاد دلالت کرتا ہے اَلْاِسْلَامُ عَلَانِیَۃٌ وَالْاِیْمَانُ فِی الْقَلْبِ
یعنے اسلام علانیہ ہوتا ہے اور ایمان قلب مین - پس ایمان واسلام
دونون کبہی جمع ہو جاتے ہین - اور یہ اجتماع اوس شخص مین ہوتا ہے

وحسن الختام بجاہ سیدنا محمد علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوۃ والسلام

**فاقول** ان العلامۃ البرزنجی اثبت اولاً حصول الایمان لابی طالب بالحجج والبراھین ثم اثبت لہ النجاۃ وخرج ذلک علی ارجح الاقوال عند المحققین اما اثبات الایمان فانہ یتوقف اولاً علی معرفۃ معنی الایمان ومعناہ شرعاً التصدیق القلبی بوحدانیۃ اللہ تعالیٰ وبرسالۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتصدیق بکل ما جاء بہ عن اللہ تعالیٰ واما الاسلام شرعاً فھو الانقیاد

جو تینہا وتین کی تصدیق دل سے اور اوسکا اقرار زبان سے کرے۔ اور اوس منافق مین جو بظاہر کلمہ بھی پڑہتا ہے اور احکام اسلام کی اتباع بھی کرتا ہے صرف اسلام پایا جائیگا۔ بغیر ایمان کے کیونکہ وہ دل مین مکذب ہے اور جو شخص دل مین سچ جانتا ہو مگر عناد سے نہ کلمہ پڑہے اور نہ افعال ظاہرہ شرعیہ کا عامل ہو تو اوسمین صرف ایمان پایا جائیگا بغیر اسلام کے۔ یہ بات اون اکثر علماء یہود مین تھی جو سیدنا رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تہا کہ آپ سچے رسول ہین مگر اونہون نے نہ کلمہ پڑہا اور نہ آپکی اتباع کی۔ انہین کی شان مین خدا نے فرمایا ہے یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَھُمْ سورہ بقر یعنے پہچانتے ہین اوسکو جیسے پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو۔ پس ان لوگون نے آپکی رسالت کا اقرار صرف عناد سے نہین کیا اور دعوی رسالت مین آپ کے صادق

بالافعال الظاهرة الشرعية ویدل لهذا قوله صلی الله علیہ وسلم الاسلام علانیة والایمان فی القلب فقد یجتمعان وذلک فی المصدق بقلبہ المقر بالشہادتین وینفرد الاسلام عن الایمان فی المنافق الذی ینطق بالشہادتین وینقاد لاحکام الاسلام ظاہرا وهو بقلبہ مکذب غیر مصدق وینفرد الایمان عن الاسلام فیمن یصدق بقلبہ ولا ینطق بالشہادتین عنادا ولا ینقاد للافعال الظاہرة الشرعیة وذلک ککثیر من علماء

ہونے کا اون کے دلون مین پورا اعتقاد تھا۔ پس یہہ لوگ باطن مین مومن تھے اور ظاہر مین بوجہ عناد منکر۔ پس اونکو یہہ باطنی ایمان کچھ نفع ندیگا کیونکہ انکی ظاہری تکذیب بوجہ عناد تھی۔ مگر ظاہری اتباع نہ کرنی اور کلمہ شہادتین کا نہ پڑہنا اگر صرف کسی عذر سے ہو نہ عناد کیوجہ سے تو ایمان باطنی ایسے مومن کو اللہ کے پاس دار آخرت مین فی الحقیقت نفع دیگا لیکن ظاہر مین اونکے ساتھ کفار کا معاملہ کیا جائیگا۔ اور بحسب احکام دنیا کہا جائیگا کہ وہ کافر ہے۔ اور جو عذر کہ انقیاد ظاہری کا مانع ہوتا ہو اوسکے کئے سبب ہین۔ مثلاً ظالم سے اس امر کا خوف کہ اگر اسلام ظاہر کیا جاوے تو قتل کردے یا ایسی اذیت پہونچائے کہ جسکی برداشت نہوسکے یا اولاد واقارب سے کسی کو اذیت پہونچاوے اس صورت مین اخفاء اسلام جائز ہے بلکہ اگر ظالم کلمہ کفر کے کہنے پر مجبور کرنے تو

الیهود الذین عرفوا ان سیدنا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رسول صادق ولم ینطقوا بالشہادتین ولم یتبعوہ ولم ینقادوا لما جاء بہ وقد قال اللہ تعالی فیہم یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم فہم لم یقروا برسالتہ عنادا ویعتقدون فی قلوبہم صدقہ فی دعوی الرسالۃ فہؤلاء مؤمنون بہ فی الباطن مکذبون بہ فی الظاہر عنادا فلا ینفعہم الایمان الباطنی حیث کان تکذیبہم الظاہری عنادا واما اذا کان عدم الانقیاد

کہنا بھی جایز ہے اور اسی کے طرف حق سبحانہ و تعالی نے اپنے اس قول مین اشارہ فرمایا ہے اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ سورہ نحل رکوع ۱۴ یعنے مگر وہ نہین جسپر زبردستی کی اور اسکا دل برقرار ہے ایمان پر لیکن جو کوئی دل کہول کر منکر ہوا سو اونپر غضب ہے اللہ کا اور اونکو بڑی مار ہے۔ اور ابی طالب کا اپنے بہتیجے (یعنے سیدنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پر خوف کیوجہ سے اتباع ظاہری سے باز رہنا اسی قبیل سے ہے کیونکہ وہ آپ کی حمایت و مدد اور آپ سے ہر ایک اذیت کو دفع کرتے تھے تاکہ آپ خدا کی رسالت کو پہونچا سکین اور کفار قریش ابی طالب کی رعایت اور حمایت کیوجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت سے باز رہتے تھے اور عبد المطلب کے بعد قریش کی

الظاهري وعدم النطق بالشهادتين لعذر لا لعناد فان الايمان الباطني ينفع صاحبه باطنا عند الله في الدار الآخرة ولكنه في الظاهر يعامل معاملة الكفار فيقال انه كافر بحسب احكام الدنيا والعذر الذي يمنع من الانقياد في الظاهر لها اسباب منها الخوف من ظالم بان خاف ان اظهر اسلامه وانقياده ان يقتله او يوذيه اذي لا يحتمل او يوذي احدا من اولاده او اقاربه فهذا يجوز له اخفاء اسلامه بل

سرداری ابیطالب کو تھی اسیواسطے ابوطالب کا حکم اونپر نافذ تھا اور انکی حمایت قریش کے پاس مقبول تھی اور اونکو یہہ بھی معلوم تھا کہ ابی طالب اونہی کے دین وملت پر ہے۔ اگر اونکو یہہ معلوم ہوجاتا کہ ابوطالب اسلام لایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ہے تو وہ ابوطالب کی حمایت ونصرت کو ہرگز قبول نہ کرتے بلکہ اون کے ساتھ مقاتلہ کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑہکر انکو ایذا پہونچاتے۔ اور اسمین شک نہین کہ ابیطالب کو بھی عذر قوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور انقیاد ظاہری کے اظہار کا مانع تھا۔ پس اسیواسطے ابیطالب قریش پر یہہ امر ظاہر کرتے تھے کہ وہ اونہی کے دین وملت پر ہے اور صرف قرابت کیوجہ سے ہر ایک اذیت کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دفع کیجاتی ہے اور قریش بھی یہی سمجھتے تھے کہ ابیطالب

لو اکرھه الظالم علی التلفظ بالکفر فانه یجوز له ان یتلفظ به وقد
اشار سبحانه وتعالی الی ھذا بقوله الا من اکره وقلبه مطمئن بالایمان
ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیھم غضب من الله ولھم عذاب عظیم
ومن ھذا القبیل امتناع ابی طالب من الانقیاد فی الظاھر خوفا علی ابن
اخیه وھو سیدنا محمد صلی الله علیه وسلم فانه کان یحمیه وینصره
ویدفع عنه کل اذی لیبلغ رسالة ربه وکان کفار قریش

صرف حمیت کے سبب سے حمایت و نصرت کرتے ھین نہ بوجہ اتباع
دین - بلکہ اوس حمیت کے وجہ سے جو عرب مین مشھور تھی - اور باطن مین
انکا قلب بوجہ مشاھدہ معجزات کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے
لبریز تھا چنانچہ ان تمام کی تصریح قریب آوےگی - اور ظاھر مین ایسے الفاظ
کہتے تھے کہ جن سے تصدیق قلبی معلوم ھوتی تھی اور اسی امر کے شبہہ
وتہمت کو کہ وہ نبی کا تابع ہے دفع کرنے کے غرض سے دوسرے
ایسے الفاظ بھی کہتے تھے کہ جن سے کفار سمجھتے تھے کہ وہ اونھی کے
دین پر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع نہین ہے تاکہ قریش انکی
حمایت و نصرت کو چلنے دین - اس کے بعد برزنجی نے نطق شھادتین
کے متعلق علماء کا اختلاف بیان کیا کہ آیا یہہ ایمان کا جزء ہے یا اجراء
احکام دینویہ کے لئے شرط ہے - پس جزء ہونے کی صورت مین

يمتنعون من ايذاء النبي صلى الله عليه وسلم رعاية لابي طالب و
لحمايته وكانت رياسة قريش بعد عبد المطلب لابي طالب فكان امره
عليهم نافذا وحمايته عندهم مقبولة لعلمهم بان ابا طالب على ملتهم ودينهم
ولو علموا انه اسلم وتبع النبي صلى الله عليه وسلم فانهم لايقبلون حمايته
ونصرة بل كانوا يقاتلونه ويؤذونه ويفعلون معه من الاذى
اكثر مما يفعلونه بالنبي صلى الله عليه وسلم ولا شك ان هذا عذر

---

باوجود قدرت کے اوسکا تارک کافر ہوگا۔ اور ہمیشہ آگ مین رہیگا۔ اور شرط
ہونے کی صورت مین اوسکا تارک ہمیشہ آگ مین نہ رہیگا۔ پس کہا شرح تمہید مین
سغاقی نے کہا ہر کہ ایمان کا صرف تصدیق ہونا یہی روایت صحیحہ ابی حنیفہ
رضی اللہ عنہ سے ہے۔ اور علامہ عینی نے شرح بخاری مین کہا ہے کہ
صرف اجراے احکام دنیوی کے لئے اقرار باللسان شرط ہے یہان تک
جس نے رسول کی تصدیق جمیع احکام مین کی تو وہ مومن ہے اگرچہ زبان
سے اقرار نہ کرے۔ اور حافظ الدین نسفی نے کہا کہ یہی مروی ہے ابی
حنیفہ سے۔ اور اسی کے طرف گئے ہین امام ابوالحسن اشعری اصح روایتین
مین اور وہ ابی منصور ماتریدی کا قول ہے اور کتاب مواقف مین امام
عضد الدین نے بیان کیا کہ ہمارے نزدیک ایمان اون امور مین رسول
کی تصدیق کرنی ہے جنکو اونہون نے لایا اسکا شارح سید شریف نے کہا

قوي لابی طالب مانع من اظهار الانقیاد الظاهر والاتباع للنبی صلی اللہ
علیہ وسلم فلہذا کان یظہر لہم انہ علی دینہم وملتہم وانہ انما یدفع
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاجل القرابۃ التی بینہ وبینہ و
کانوا یعتقدون انہ انما یحمیہ وینصرہ للحمیۃ لا للاتباع فی الدین
بل للحمیۃ التی کانت مشہورۃ بین العرب وقد کان فی الباطن
قلبہ مملوا بتصدیقہ صلی اللہ علیہ وسلم لما شاہدہ من المعجزات

کہ ہمارے نزدیک امام ابی الحسن اشعری کے پیرو مراد ہین۔ اور غزالی
رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب احیاء العلوم مین اسی مذہب کو ثابت کیا اور اسباب
مین بہت کچھہ لکھا ہے۔ اور یہی قول ہے امام الحرمین اور اشاعرہ اور قاضی
باقلانی اور استاذ ابی اسحق اسفراینی کا۔ اور تفتازانی نے اسکو جمہور
محققین کے طرف منسوب اور اوسیر کئی احادیث سے استدلال کیا ہے
کہ جن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہہ قول ہے مَنْ عَلِمَ اَنَّ اللّٰہَ رَبُّہٗ
وَاَنِّی نَبِیُّہٗ صَادِقًا عَنْ قَلْبِہٖ حَرَّمَ اللّٰہُ لَحْمَہٗ عَلَی النَّارِ رواہ الطبرانی
فی الکبیر عن عمران بن حصین یعنے جس نے صدق دل سے خدا کو اپنا رب اور مجھکو
اوسکا نبی سمجھے تو خدا اوس کے گوشت کو دوزخ پر حرام کریگا۔ اور طبرانی نے کبیر مین
عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ عثمان بن عفان رض سے بخاری اور مسلم نے
روایت کی ہے کہ فرمایا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ مَاتَ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنْ

فی الدین بل للحمیة التی کانت مشهورة بین العرب وقد کان فی الباطن قلبه مملوأ بتصدیقه صلی اللہ علیه وسلم لما شاهده من المعجزات کما سیأتی ایضاح ذلك کله وکان یأتی فی الظاهر بالفاظ تدل علی ذلك وبألفاظ أخری یوهم بها علی الکفار انه علی دینهم ولیس متابعا للنبی صلی اللہ علیه وسلم لیدفع بها عن نفسه الشبهة والتهمة من انه متبع للنبی صلی اللہ علیه وسلم لینفذ وا حمایته ونصرة (ثم ذکر البرزنجی) اختلاف العلماء فی النطق بالشهادتین هل هو

---

یہانتک کہ فرمایا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خارج کرونگا دوزخ سے اون لوگون کو جنکے قلب مین ادنیٰ ادنیٰ ادنیٰ مقدار دانہ خردل سے ایمان ہے لفظ ادنیٰ تین مرتبہ تکرار سے فرمایا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْرِجْ مِنَ النَّارِ مَنْ فِیْ قَلْبِہٖ اَدْنٰی اَدْنٰی اَدْنٰی مِنْ مِثْقَالِ حَبَّۃِ خَرْدَلٍ مِنْ اِیْمَانٍ الحدیث بِتَکْرِیْرِ اَدْنٰی ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اسی طرح کے احادیث صاحب برزنجی نے اپنی کتاب مین تحریر کیا ہے ہر ایک حدیث دال ہے کہ جس کے قلب مین ادنیٰ ادنیٰ مقدار خردل سے ایمان ہو تو دوزخ مین ہمیشہ نرہیگا تفتازانی شرح مقاصد مین اور کمال بن الہمام مسایرۃ مین اور ابن حجر شرح اربعین مین نقل کرتے ہین کہ آخرت مین نجات کی شرط یہہ ہے کہ جب طلب نکیا جاوے اقرار شہادتین کا زبان سے۔ اگر طلب کیا جاوے اور مطلوب عناداً یا کراہۃً منکر ہوا ہو

شطر أي جزء من مسمى الايمان أو شرط لاجراء الاحكام الدنيويه فيترتب
على كونه شطرا أي جزا ان تارك ذلك مع القدرة يكون كافرا مخلدا في النار
وعلى كونه شرط لاجراء الاحكام الدنيوية يكون غير مخلد فقال قال النسفي
في شرح التمهيد ان كون الايمان هو التصديق فقط هو الرواية الصحيحة
عن الامام أبي حنيفة رضى الله عنه **وقال** العلامة العيني في شرح
البخاري ان الاقرار باللسان شرط لاجراء الاحكام حتى ان من صدق الرسول

قولا ان نجات نہو گا قید مذکور سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی بعد از مطالبہ بلا عناد
کسی عذر سے مقر نہ ہوا حالانکہ اوسکا قلب مطمئن بالایمان ہے تو
عند اللہ وعند الرسول کافر نہ ہوگا اگرچہ الفاظ کفر باسباب ظاہر اوسکی
زبان سے نکلے ہوں اور یہ حالت اوس کے لئے مضر نہ ہوگی بمصداق
قولہ تعالیٰ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ جمیع نصوص مذکورہ اسی
پر دال ہیں کہ ایمان فقط تصدیق قلبی ہے جن لوگوں کا قول ایمان فقط
تصدیق بالقلب ہی نہیں بلکہ اقرار باللسان بھی ضرور ہے اون کے
نزدیک اوس شخص کے لئے خلود فی النار ہے جس نے باوجود قدرت
اقرار لسانی نہ کی ہو اور کہا اکثر کا اتفاق اسی پر ہے ۔ شرح مسلم میں امام
نووی نے بیان کیا کہ جمیع محدثین وفقہاء اور متکلمین کا اتفاق قول مذکور
پر ہی ہے اور دلائل وحکایات اسی پر پیش کئے ۔ ائمہ اربعہ کا قول ابن حجر

فی جمیع ما جاء به فهو مؤمن فیما بینه وبین الله تعالیٰ وان لم یقر بلسانه وقال حافظ الدین النسفی ان ذلك هو المروی عن أبی حنیفة والیه ذهب الامام أبو الحسن الاشعری فی أصح الروایتین عنه وهو قول ابی منصور الماتریدی وقال الامام عضد الدین فی المواقف الایمان عندنا هو التصدیق للرسول فیما علم مجیئه به ضرورة قال شارحه السید الشریف یعنی بقوله عندنا اتباع الامام أبی الحسن الاشعری وقد قرر الغزالی رحمه الله

نے شرح اربعین مین بیان کیا کہ تارک تلفظ شہادتین عاصی ہے قول جمہور اشاعرہ اور بعض محققین طریقہ حنفیہ مثل قول کمال بن الہمام وغیرہ کے پایا گیا یعنے اجراء احکام دنیا کے لئے اقرار باللسان شرط ہے فقط بعد ازان برزنجی نے اختلاف علما بیان کیا کہ آیا شرط ہے تلفظ شہادتین الفاظ معروفہ سے یا کافی ہوگا اون الفاظ سے جو ایمان پر دلالت کرین مسئلہ مذکورہ مین علماء کے دو قول ہین بعض نے کہا کہ الفاظ معروفہ شرط ہین دوسرے الفاظ کافی نہونگے۔ قول راجح خصوصیت الفاظ معروفہ کی نہین بغیر الفاظ معروفہ ایمان منعقد ہوتا ہے۔ اور عبارت برزنجی معلوم ہوا کہ نطق بالشہادتین سے نطق مخصوصہ مراد نہین اس باب مین امام غزالی کا خلاف ہے جسطرح امام نووی نے کتاب روضہ مین ذکر کیا قول مذکور کو منسوب بجمیع علماء کیا ہے۔ منہاج مین حلیمی رح نے نقل

هذا المذهب فی احیاء علوم الدین وأطال فیه وهو قول امام الحرمین وقول الاشاعرة وقول القاضی الباقلانی والاستاذ ابی اسحاق الاسفراینی ونسبه التفتازانی الی جمهور المحققین واستدل له باحادیث منها قوله صلی اللہ علیه وسلم من علم ان اللہ ربه وانی نبیه صادقا عن قلبه حرم اللہ لحمه علی النار رواه الطبرانی فی الکبیر عن عمران بن حصین وروی البخاری ومسلم عن عثمان بن عفان أن رسول اللہ صلی اللہ

کیا کہ بلا اختلاف بغیر قول مشہور ایمان منعقد ہوتا ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ کے مقام پر لا الٰہ غیر اللہِ یا ما عدا اللہِ یا سِوَی اللہِ یا ما من الٰہ الا اللہ یا لا الٰہ الا الرحمٰن یا لا رحمٰن الا اللہ یا الا الباری کہی بعینہ مقر لا الٰہ الا اللہ کا ہے علیٰ ہذا القیاس کسی نے کہا کہ محمد نبی اللہ یا مبعوثہ یا احمد یا ماحی سوائے اوس کے جو الفاظ اسی معنی پر دال ہوں یا بلغات عجمیہ ادا کیا صحیح الاسلام اور مسلم کہا جائیگا۔ بعد ازاں برزنجی نے کہا کہ مسائل مذکورہ کو جب مین نے جان لیا تو کہہ سکتا ہون کہ ابو طالب محب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ کے محافظ اور معین اور ناصر تبلیغ احکام کے لئے اور اقوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق جانتے تھے اور اطاعت کے لئے اپنی اولاد کو ہمیشہ حکم کرتے رہے جیسا جعفر اور علی رض کو اتباع و نصرت کے لئے۔ اور زبان سے مقر تھے کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم دین

علیه وسلم قال من مات وهو یعلم ان لا اله الا الله دخل الجنة وروی الطبرانی عن سلمة بن نعیم الاشجعی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لقی الله لا یشرک به شیئا دخل الجنة قال قلت یا رسول الله وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قال وفی احادیث الشفاعة من هذا شیء کثیر حتی یقال له صلی الله علیه وسلم أخرج من النار من فی قلبه أدنی أدنی أدنی من مثقال حبة خردل من ایمان تکریراً دسے

حق ہے پس اون کے مشہور کلام سے ہے یہ شعر وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ ٭ مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّةِ دِیْنًا ٭ یعنی بالیقین مجھکو معلوم ہوا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا دین تمام ادیان سے بہتر ہے اور یہ شعر بھی آپکا ہے شعر اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا ٭ رَسُوْلًا کَمُوْسٰی خُطَّ ذٰلِکَ فِی الْکُتُبِ یعنے آیا تم نے نہین جانا کہ ہم نے پایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مثل موسی کے ثابت ہے یہ مضمون کتابون مین - اور آپکی اطاعت کے لئے قریش کو وصیت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا کی قسم ہے بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ ہوگا اور اون کے پاس عرب اور عجم جمع ہو جاوینگے ایسا نہ ہو کہ اور عرب تمپر سبقت لیجائین اور تم سے بڑھکر اونکو سعادت نصیب ہوجاے اور اس وصیت کو بارہا فرمایا کبھی بنی ہاشم سے اور کبھی کافہ قریش سے اور اپنی موت کے قریب قریش کو ایک طویل وصیت کی کہ اے معشر قریش

ثلاث مرات وعقد البرزنجی فصلا مستقلا ذکر فیہ کثیرا من تلک الاحادیث وکلها دالة علی ان من کان فی قلبه أدنی أدنی أدنی مثقال حبة من ایمان لا یخلد فی النار ونقل التفتازانی فی شرح المقاصد والکمال بن الھمام فی المسایرة وابن حجر فی شرح الاربعین ان شرط النجاة فی الاخرة اذا لم یطالب به أي النطق بالشهادتین فاذا طولب به وامتنع عنادا و کراهة للاسلام أی امتنع امتناعا علی وجه الاباء عن الاسلام والکراهیة

تم برگزیدۂ خلایق ہو اور تم قلب ہر عرب کے اور تم مین اطاعت کرنیکے لایق ایک سردار ہے بڑا بہادر اور روا سع البیعت۔ اور معلوم کرو کہ عرب مین کوئی کار خیر ایسا ہنین ہے جس کو تم نے حاصل نہ کیا ہو اور کوئی بزرگی ایسی ہنین ہے جس کو تم نے نہ پائی ہو اسی وجہ سے تمکو اور لوگون پر فضیلت ہی اور اسی وجہ سے تم اونکے وسیلہ ہوا اور تعظیم کعبہ کے لئے بھی تمکو وصیت کرتا ہون۔ اس مین خدا کی خوشنودی اور معاش کا انتظام اور اتفاق کا ثبات ہے۔ اور صلہ رحم کیا کرو کیونکہ اسمین آیندہ کی کشایش اور تم لوگون کی کثرت ہی۔ اور بغاوت و نافرمانی والدین کو چھوڑ دو انھی اسباب سے اگلی امتین ہلاک ہوئین اور اللہ کے طرف بلانے والے کو قبول کرو اور عطا کرو سائل کو کہ اسمین حیات و ممات کی بزرگی ہے۔ اور راستی گفتار و ادا امانت کو لازم کر لو اس سے خواص محبت کرینگے اور

والعناد فلا ینجی ویفهم من هذا القید انه لو ترک النطق بعد المطائبة
لا اباء عنه ولا عناد ابل لعذر صحیح وقلبه مطمئن بالایمان انه لا یکون
کافرا فیما بینه وبین اللہ تعالی بل لو تکلم بالکفر والحالۃ هذہ لا یضرہ قال تعالی
الا من اکرہ وقلبه مطمئن بالایمان فهذہ النصوص کلها تدل علی ان
الایمان هو التصدیق فقط ویقابلها القول بان التصدیق وحدہ لا یکفی
بل لا بد من النطق باللسان مع التصدیق فمن لم ینطق مع قدرته کان

عوام مین بزرگی ہوگی اور تم کو وصیت کرتا ہون خیر کی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کے ساتھ۔ وہ قریش مین امین ہے اور عرب مین سچا۔ اور وہی صفات
مذکورہ کا جامع ہے اور بالتحقیق ایسا امر لایا ہے جسکو دل قبول کر لیئے اور
انکارِ زبان خوف دشمنی سے ہے۔ خدا کی قسم گویا بالتحقیق مین دیکھ رہا ہون کہ
اسکی دعوت کو فقراء عرب اور دوسرے اہل اطراف اور ضعفاء نے قبول
کرلیا ہے اور اس کے کلمہ کی تصدیق اور امر کی تعظیم کی ہے اور سختیان
بھی انپر وارد ہوسے اس کے بعد رؤسا، اور صناوید قریش ذلیل اور
اون کے مکان خراب ہوگئے اور ضعفاء سردار بن گئے اب اونمین
کے بڑے سردار اوس کے زیادہ تر محتاج ہین اور بہت دور کے
اشخاص اوس کے پاس سرفراز ہین۔ اوس کے ساتھ عرب نے خالص
دوستی کی ہے اور اپنی اختیار کی رسیون کو اوس کے سپرد کر دیا ہے

مخلد فی النار و قال بهذا کثیرون و نقل النووی فی شرح مسلم اتفاق اهل السنة من المحدثین والفقهاء والمتکلمین علی هذا القول و عنی صنوا علیه فی حکایة الاتفاق قال ابن حجر فی شرح الاربعین ان لکل من الائمة الاربعة قولا بانه مؤمن عاص بترك التلفظ بل الذی علیه جمهور الاشاعرة و بعض محققی الحنفیة کما قال المحقق الکمال بن الهمام و غیره ان الاقرار باللسان انما هو شرط لاجراء احکام الدنیا فحسب انتهی ثم ذکر اختلاف العلماء فی انه

اے معشر قریش ہو جاؤ تم اوس کے دوست اور اوس کے لشکر کے حامی خدا کی قسم جو شخص اوس کے طریقہ پر چلیگا رشید ہوگا۔ اور جو شخص اسکی ہدایت پر عمل کریگا سعید ہوگا۔ اگر میری زندگی وفا کرتی تو بیشک مین اوس سے سختیون اور آفتون کو دفع کرتا۔ پس اے واقفین وصیت مذکورہ دیکھو کہ کسطرح پر وہ تمام امور واقع ہو گئے جنکو ابو طالب نے سچی فراست سے (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق پر دال ہے) کہا تھا۔ اور ایک مرتبہ یہہ کہا کہ اے قریش تم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے ہمیشہ خیر ہی سنتے رہے مگر تابع نہ ہوے پس اطاعت کرو فلاح پاؤگے۔ اور بالتحقیق ابو طالب قبل از بعثت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے آپ کی نبوت سے خبردار تھے کیونکہ اوہنون نے ذکر کیا تھا اسکو خطبہ مین جسوقت نکاح ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ۔ پس کہا اوہون نے

هل يشترط لفظ الشهادتين بلفظهما المعروف أو يكفي الاتيان بغير المعروف مما يدل على الايمان ذكر فيه قولين للعلماء فقيل انه يشترط اللفظ المعروف ولا يكفي غيره والراجح انه لا يشترط خصوص اللفظ المعروف وان الايمان ينعقد بغير اللفظ المعروف **وعبارت البرزنجي** ثم ليعلم ان المراد بالنطق بالشهادتين ليس النطق بخصوصهما خلافا للغزالي كما ذكر ذلك النووي في الروضة ونسبه الى الجميع فنقل عن الحليمي في منهاجه انه لاخلاف ان

---

خطبہ مین یہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَزَرْعِ إِسْمٰعِيلَ وَضِئْضِئِ مَعَدٍّ وَعُنْصُرِ مُضَرَ وَجَعَلَنَا حَضَنَةَ بَيْتِهِ وَسُوَّاسَ حَرَمِهِ وَجَعَلَ لَنَا بَيْتًا مَحْجُوجًا وَحَرَمًا آمِنًا وَجَعَلَنَا الْحُكَّامَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ إِنَّ ابْنَ أَخِي هٰذَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُوزَنُ بِرَجُلٍ إِلَّا رَجَحَ شَرَفًا وَنُبْلًا وَفَضْلًا وَعَقْلًا وَهُوَ وَاللّٰهِ بَعْدَ هٰذَا لَهُ نَبَأٌ عَظِيمٌ وَخَطَرٌ جَسِيمٌ یعنے حمد ہے اوس جناب باری کی کہ جس نے کیا ہمکو ذریت ابراہیم اور اولاد اسمعیل اور اصل معد اور بنیاد مضر سے اور گردانا ہمکو اپنے مکان کا محافظ اور اپنی حرم کا سیاست کنندہ اور ہمارے لئے گردانا ایک مکان جوحج کرین اور ایک حرم امن دینے والا اور ہمکو خلق پر حاکم بنایا پس میرا یہہ بھتیجا محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) شرف وعظمت وفضل وعقل مین کوئی شخص اوسکا مقابلہ نہ کرسکیگا۔ یہہ ایسا شخص ہے کہ چند روز کے بعد شہرت عظیم اور بزرگی جسیم

الايمان ينعقد بغير القول المعروف وهو كلمة لا اله الا الله حتى لو قال
لا اله غير الله أو ماعدا الله أو سوى الله أو مامن اله الا الله او لا اله
الا الرحمن أو لا رحمن الا الله أو الا الباري فهو كقوله لا اله الا الله و
كذا لو قال محمد نبي الله أو مبعوثه أو أحمد أو الماحي أو غير ذلك
باللغات العجمية صح اسلامه وحكم بكونه مسلما (ثم قال البرزنجي) اذا
علمت ذلك فنقول تواترت الاخبار ان أبا طالب كان يحب النبي صلى الله

حاصل کریگا۔ یہہ خطبہ بعثت کے پندرہ برس پہلے کا ہے۔ پس ابوطالب
کی فراست پر نظر کرو قبل از بعثت شان و مرتبت رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم کو بیان کیا ہے۔ جیسا اونہوں نے کہا ویسا ہی ہوا۔ اور یہ بڑی
قوی دلیل ہے ابوطالب کے ایمان و تصدیق کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ جبکہ اونکو خدا نے مبعوث کیا۔ عقیل ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ
سے تاریخ بخاری مین مذکور ہے کہ قریش نے ابی طالب سے کہا کہ تمہارا
یہہ بھتیجا ہمکو اذیت دے رہا ہے ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ و
سلم سے کہا کہ تمہارے یہہ چچا زاد بھائی زعم کرتے ہین کہ اونکو تم اذیت
دیتے ہو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ میرے
دہنے آفتاب اور میرے بائین مہتاب رکھو تو بھی مین اس امر کو
نہ چھوڑونگا یہانتک اللہ تعالی اوسکو ظاہر کرے یا مین ہلاک ہو جاؤن

علیه وسلم ویحوطه وینصره ویعینه علی تبلیغ دینه ویصدقه فیما یقوله
ویأمر اولاده کجعفر وعلی باتباعه ونصرة وکان یمدحه فی أشعاره بما یدل
علی تصدیقه وکان ینطق بان دینه حق فمن کلامه المعروف

| ولقد علمت بأن دین محمد | | من خیر ادیان البریة دینا |
| --- | --- | --- |

## ومن شعره قوله

| الم تعلموا أنا وجدنا محمدا | | رسولا کموسی صح ذلک فی الکتب |
| --- | --- | --- |

بعد ازان رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم روتے ہوے پلٹے ابوطالب نے
کہا کہ اے میرے بھتیجے جو امر تمکو محبوب ہے اوسکو کہا کرو قسم ہے خدا کی
مین ہرگز تم کو اونکے سپرد نہ کرونگا۔ اور قریش کو کہا کہ خدا کی قسم میرا بھتیجا
ہرگز کاذب نہین ہے۔ دیکھو کہ دشمنون کے سامنے بھی جنہون نے
شکایت لائی تھی قسمیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی کذب کی اور
ابوطالب کا یہ قول بھی (زعم کرتے ہین کہ آپ اونکو اذیت دیتے ہین)
قابل غور ہے صرف یہہ نہین کہا کہ آپ اونکو اذیت دیتے ہین بلکہ
اذیت کو قائلین کے زعم پر محمول کیا اونکا یہ زعم ہے کہ یہہ منجانب اللہ
نہین ہے بلکہ آپ کے طرف سے ہے۔ پس ابوطالب نے کہا کہ اگر یہ
اذیت جیسا اونکا زعم ہے تو باز آجاؤ لیکن جبکہ کہا آپنے کہ یہہ
یقیناً منجانب اللہ ہے جیسا کہ تمکو اس آفتاب کے دیکھنے سے یقین

وقد أوصى قريشا باتباعه وقال والله لكأني به وقد غلب ودانت له العرب

والعجم فلا يسبقنكم إليه سائر العرب فيكونوا أسعد به منكم وهذه الوصية

تكررت منه مرارا تارة يوصي بها بني هاشم وتارة يوصي بها كافة قريش

وأوصى قريشا عند قرب موته بوصية طويلة ولفظها يا معشر قريش

انتم صفوة الله من خلقه وأنتم قلب العرب وفيكم السيد المطاع

والمقدام الشجاع والواسع الباع واعلموا انكم لم تتركوا للعرب في المآثر

حاصل ہے تو ابوطالب نے آپ کی تصدیق کی اور کہا خدا کی قسم

میرا بھتیجا ہرگز جھوٹ نہین کہا۔ اور ابوطالب سے احادیث وکلمات

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہین جن سے ظاہر ہے کہ ابوطالب

کا قلب ایمان سے لبریز تھا پس امنین سے ہی یہ روایت جنکو خطیب

بغدادی نے باسناد صحیح امام جعفر صادق وہ امام محمد باقر سے

وہ اپنے پدر امام زین العابدین سے وہ اپنے والد حسین علیہ السلام

سے وہ اپنے باپ علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے روایت

کرتے ہین کہا کہ مین نے سنا ابوطالب کہتے تھے کہ میرا بھتیجا

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے حدیث بیان کی (خدا کی قسم وہ سچا ہے)

ابوطالب نے کہے کہ مین اون سے پوچھا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

تم کس لئے مبعوث ہوئے جواب دیا صلہ رحم اور اقامۃ صلوۃ اور

نصیبا الا آخرتموہ ولا شرفا الا ادرکتموہ فلکم بذلك على الناس الفضیلة ولهم به الیکم الوسیلة والناس لکم حرب وعلى حربکم الب وانی أوصیکم بتعظیم هذه البنیة یعنی الکعبة فان فیها مرضاة للرب وقواما للمعاش وثباتا للوطأة وصلوا ارحامکم فان فی صلة الرحم منسأة أی فسحة فی الاجل وزیادة فی العدد واترکوا البغی والعقوق ففیهما هلکت القرون قبلکم واجیبوا داعی الله واعطوا السائل فان فیهما شرف الحیاة والممات

ایتاء زکوۃ کے لئے۔ صلوٰۃ سے مراد دو رکعت قبل طلوع آفتاب اور دو رکعت قبل غروب آفتاب ہے جو اوایل اسلام مین تھے یا مراد صلوۃ تہجد ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء بعثت سے اوسکو ادا فرماتے تھے۔ نماز پنجگانہ پر اس صلوۃ کا حمل صحیح نہین ہے اسواسطے کہ صلوۃ خمسہ شب معراج مین فرض ہوی اور معراج موت ابوطالب کے ڈیڑھ سال بعد ہوی بعثت کے دسوین سال نصف شوال مین ابوطالب کا انتقال ہوا انکی عمر اسی برس چند مہینون کی تھی۔ اور مراد زکوٰۃ سے مطلق صدقہ اور مہمان نوازی اور یتامی کی بار برداری اور مثل اس کے ہے صدقات مالیہ سے اور ابوطالب کثیر الصدقات اور کثیر الضیافات تھے۔ اور زکوۃ سے زکوۃ شرعیہ معروفہ اور زکوۃ فطر مراد نہین ہے۔ کیونکہ یہہ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ مین فرض ہوی اور یہ تمام امور موت ابوطالب کے

وعلیکم بصدق الحدیث وأداء الامانة فان فیهما محبة فی الخاص ومکرمة فی العام وأوصیکم بمحمد خیرا فانه الامین فی قریش والصدیق فی العرب وهو الجامع لکل ما أوصیتکم به وقد جاء بأمر قبله الجنان وأنکره اللسان مخافة الشنآن وأیم الله کانی انظر الی صعالیك العرب وأهل الاطراف والمستضعفین من الناس قد أجابوا دعوته وصدقوا کلمته وعظموا أمره فخاض بهم غمرات الموت فصارت رؤساء قریش وصنادیدها اذنابا ودورها خرابا وضعفاءها اربابا

بعد ہوے۔ خطیب بسند صحیح روایت کی ابو رافع مولائی ام ہانی دختر ابو طالب سے کہ سنا مین نے ابو طالب سے کہا کہ مجھکو حدیث کیا میرا برادر زادہ محمد کہ تحقیق اللہ تعالیٰ حکم کیا اوسکو صلہ رحم اور عبادت الٰہی کا اسطرح پر کہ اللہ کے ساتھ اور کسیکی بندگی نہ ہو۔ اور کہا کہ میرے نزدیک محمد صادق وامین ہے۔ اور یہہ بھی ابو طالب نے کہا کہ میرے برادر زادہ نے کہا ہی کہ شکر کرو رزق پاؤ گے اور کفران نعمت مت کرو عذاب پاؤ گے اور روایت کی ابن سعد و خطیب ابن عساکر نے عمرو بن سعد سے کہ کہا ابو طالب نے کہ ایک وقت مین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقام ذی المجاز[1] مین تھے مجھکو تشنگی غالب ہوی مین نے شکایت غلبۂ تشنگی کیا اوس کے نزدیک کوئی شئی نہ تھی اپنی سرین کو تیڑا فرمایا اور اوترا اور متوجہ فرمایا اپنی ایڑی کو زمین کے طرف دفعتاً پانی پیدا ہوا مجھکو کہا کہ اے چچا پانی پی

[1] ایام جاہلیت مین ایک بازار کا نام تھا

واذا أعظمهم عليه احوجهم اليه وأبعدهم منه أحظاهم عنده قد محضته العرب ودادها واعطته قيادها یا معشر قریش کونوا له ولاة ولحزبه حماة وفی روایة دونکم وا بن ابیکم کونوا له ولاة ولحزبه حماة واللہ لا یسلك أحد سبیله الا رشد ولا یأخذ أحد بهدیه الا سعد ولو کان لنفسی مدة ولاجلی تأخیر لکففت عنه الهزاهز ولدفعت عنه الدواهی فانظر واعتبر أیها الواقف علی هذه الوصیة کیف وقع جمیع

پس ہین نے پیا- برزنجی کا قول ہی اگر ابو طالب مومن وموحد نہوتے تو وہ پانی جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرمایا اور جو آپ کوثر و زمزم سے افضل تھا اوسکو اللہ تعالی نصیب نہین فرماتا- برزنجی کا قول ہے کہ جو شخص اسقدر معجزات کثیرہ معاینہ کرے پھر کیونکر تصدیق قلبی اوسکو حاصل نہوگی اور بھی ایمان ابی طالب پر بہت سے قراین دال ہین- انس ابن مالک سے ابن عدی راوی ہے یک وقت ابو طالب کے مریض ہونے سے عیادت کے لئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوے ابو طالب صحت کے لئے خواہان دعاء رسالت مآب ہوے اوسوقت حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اشفِ عَمّی یعنے یا اللہ میرے چچا کو تندرستی عطا کر بمجرد دعا کے ابو طالب صحیح وحشاش وبشاش کھڑے ہوگئے روایت کیا ابو نعیم نے ابی بکر بن عبد اللہ بن جہم سے

ما قاله ابو طالب بطريق الفراسة الصادقة الدالة على تصديقه النبي صلى الله عليه وسلم وقال لهم مرة لن تزالوا بخير ما سمعتم من محمد و ما اتبعتم أمره فاطيعوه ترشدوا وقد نوه ابو طالب بنبوة النبي قبل ان يبعث صلے الله عليه وسلم لانه ذكر ذلك في الخطبه التي خطبها حين تزوج صلى الله عليه وسلم بخديجة رضى الله عنها فقال في خطبته تلك الحمد لله الذي جعلنا من ذرية ابراهيم وزرع اسمعيل وضئضئ معد

وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے کہا کہ ابو طالب نے بیان کیا کہ عبدالمطلب نے دیکھا رویاء مین اپنی پشت سے ایک درخت اوگا جس کا سر آسمان پر تھا اور ڈالیان مشرق ومغرب کو پہونچ گئے تھے۔ نور سے درخشان جو ستر حصے آفتاب سے زاید چمکتا تھا عرب وعجم سجدہ کر رہے تھے اور درخت مذکور ہر ساعت عظمت و نور وارتفاع مین ترقی کر رہا تھا اور ایک ساعت مخفی رہتا اور ایک ساعت نمایان اور دیکھا قریش سے ایک گروہ کو ڈالیون سے آویزان اور ایک قوم قریش سے ارادہ قطع درخت کرتے تھے جبکہ پہاڑ سے قریب ہوسے تو پکڑ لیا اون کو ایک شخص جوان خوشرو اور خوشبو کہ مثل اوس کے کبھو نہ دیکھا قاطعین کے پشتون کو توڑتا تہا اور انکے آنکھون کو نکالتا تہا مین نے اپنے ہاتھ کو بلند کیا دستیاب نہوا۔ مین نے کہا کہ یہہ درخت کن شخصون

وعنصر مضر وجعلنا حضنة بيته وسواس حرمه وجعل لنا بيتا محجوجا وحرما آمنا وجعلنا الحكام على الناس ثم ان ابن أخي هذا محمد بن عبد الله لا يوزن برجل الا رجح شرفا ونبلا وفضلا وعقلا وهو والله بعد هذا له بناء عظيم وخطر جسيم وكان هذا قبل بعثته صلى الله عليه وسلم بخمس عشرة سنة **فانظر** كيف تفرس فيه أبو طالب كل خير قبل بعثته صلى الله عليه وسلم فكان الامر كما قال وذلك من اقوى الدلائل

کے حصے ہوگا کہا کہ جو لوگ آویزان ہین اوہنین کو نصیب ہوگا۔ پس مین ہوشیار ہوا حالانکہ متوحش تھا اور کاہنہ جو قوم قریش کے لیئے تھے اوسکو رویاے مذکورہ سے خبر کیا مجرد سماعت دیکھا کہ اوسکا چہرہ متغیر ہوا بعدازان کہا کہ تیرا رویا راست ہے البتہ تیرے پشت سے یک شخص ظاہر ہوگا جو مالک مشرق و مغرب ہو اور خلق اوسی کے دین پر ہوئیگے عبد المطلب نے ابوطالب سے کہا کہ شاید یہ مولود تو ہی ہو۔ پس حدیث مذکور ابوطالب بیان کرتے تھے اور رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے۔ اور ابوطالب کہتے تھے کہ درخت مذکور واللہ یہی ابوالقاسم امین ہی۔ ابوطالب سے کہا گیا کہ تم کس لئے ایمان نہین لاتے جواب دیتے تھے کہ بوجہ طعن و تشنیع و عار کے۔ قول مذکور سے پوشیدگی غرض تھی تا قریش کو یہی ظاہر رہے کہ اپنے دین پر ہے۔ اور نبی صلی اللہ

علی ایمانه و تصدیقه بالنبی صلی الله علیه وسلم حین بعثه الله تعالی
وروی البخاری فی تاریخه عن عقیل بن ابیطالب رضی الله عنه
ان قریشا قالت لابی طالب ان ابن اخیك هذا قد آذانا فقال للنبی
صلی الله علیه وسلم ان بنی عمك هؤلاء زعموا انك توذیهم فقال
لو وضعتم الشمس فی یمینی والقمر فی شمالی علی ان اترك هذا الامر
حتی یظهره الله او اهلك فیه ما ترکته ثم استعبر رسول الله صلی الله

علیہ وسلم کے لئے اونکی نصرت وحمایت پوری ہوسکے اس لئے کہ جبکہ اونکے
معلوم تہا کہ ابوطالب اونہی کے ساتھ ہے اور اونہی کے دین پر ہے
تو اونکی حمایت کو قبول کرتے تھے برخلاف اوس صورت کے کہ جبکہ
اونپر ظاہر ہوجاتی مخالفت قریش کی اور اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
پس یہی عذر تھا ابوطالب کے اس قول مین کہ طعن وتشنیع وعار اور یہی عذر تھا
ابوطالب کے بالظاہر قایم رہنے کا دین قریش پر روایت کیا ابن سعید
عبداللہ بن ثعلب بن صغیر العذری سے کہ ابوطالب اپنے مرض الموت کے
وقت اولاد عبدالمطلب کو بلا کے کہا کہ تم محمد سے خیر ہی سنتے رہے لیکن
تابع نہ ہوے پس اوسکی اتباع اور اعانت کرو فلاح پاؤ گے برزنجی
نے کہا کہ یہہ امر نہایت بعید ہے کہ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی
اتباع مین فلاح سمجھے اور اغیار کو اتباع کا حکم کرے اور خود اوسکو چھوڑ دے

عليه وسلم باكيا فقال أبو طالب يا ابن أخي قل ما احببت فوالله لا أسلمك لهم أبدا وقال لقريش والله ما كذب ابن أخي قط **فانظر** الى نفي الكذب عنه بالحلف بحضور خصمائه قريش وقد جاءوه يشكون اليه **وانظر** الى قوله زعموا انك تؤذيهم حيث لم يطلق القول بأنه يؤذيهم بل جعل لك أذى باعتبار زعمهم وانهم يزعمون انه من قبل نفسه وليس من عند الله فقال ان كان أذى أي كما زعموا فانه عن أذاهم فلما قال له انه من عند الله

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے حافظ ابن حجر اصابہ مین روایت کیا کہ فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے کہ جب مین اسلام لایا ابوطالب نے کہا کہ ہمیشہ اپنے چچیرے بہائی کے ساتھ رہا کر۔ عمران ابن حصین نے روایت کیا کہ ابوطالب نے اپنے فرزند جعفر سے کہا کہ اپنے چچازاد بہائی کے ساتھ نماز پڑھ پس نماز پڑہی جعفرؓ نے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسطرح نماز پڑہی تہی علی رضی اللہ عنہ نے۔ برزنجی کا قول ہی اگر ابوطالب دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مصدق نہ ہوتے تو اپنے دونون فرزندون کو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے اور نماز پڑھنے کی اجازت نہ دیتے بلکہ اپنے بیٹون کو نماز کا حکم بھی نہ دیتے کیونکہ اشد عداوتون سے عداوت دینی ہے جسطرح کہا گیا ہی **شعر**

كُلُّ الْعَدَاوَاتِ قَدْ تُرْجَى اِمَاتَتُهَا ۔۔۔ اِلَّا عَدَاوَةَ مَنْ عَادَاكَ فِي الدِّيْنِ

بيقين كما انكم على يقين من رؤية هذه الشمس صدقه ونفى عنه الكذب وقال والله ما كذب ابن أخي قط **وقد** روى أبوطالب احاديث عن النبي صلى الله عليه وسلم وكلمات تدل على ايمانه وامتلاء قلبه من التوحيد **فمن ذلك** ما رواه الخطيب البغدادي باسناده الى جعفر الصادق عن أبيه محمد الباقر عن ابيه زين العابدين عن ابيه الحسين عن ابيه علي بن أبيطالب قال سمعت أباطالب يقول حدثني

یعنے سب عداوتون کا مٹنا ممکن ہے مگر وہ عداوت کہ بسبب دین کے ہو پس ان تمام اخبار سے ثابت ہی کہ ابوطالب کا قلب ایمان بنبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لبالب و پُر تھا۔ اور انہی اخبار سے یہہ بھی ہے کہ ابوطالب نے شام کا سفر کیا پس آپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمراہ رکہا اوسوقت سن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نو سال کا تھا بحیرا راہب نے رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا اور آپ مین علامات نبوت دیکھ کر ابیطالب کو خبر دی اور اونکو تاکید کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکۂ معظمہ روانہ کیجیے کیسلیے قوم یہود سے خوف ہی۔ لہذا ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس بہ مکہ معظمہ کردیا۔ اور یہی انہین اخبار سے ہی کہ عبد المطلب نے بوسیلہ نبی صلی اللہ وسلم طلب باران رحمت کیا تہا سو ابوطالب نے دیکہا تھا پس خطابی نے روایت کیا کہ زندگی مین عبد المطلب کے بسبب ہونے بارش کے

محمد بن اخي وكان الله صدوقا قال قلت له بم بعثت يا محمد قال
بصلة الارحام واقامة الصلاة وايتاء الزكوة والمراد من الصلاة
ركعتان قبل طلوع الشمس وركعتان قبل غروبها كانتا في اوائل الاسلام
أو المراد صلاة التهجد فانه صلى الله عليه وسلم كان يفعله من اول
بعثته ولا يصح حمل الصلوة على الصلوات الخمس لانها انما فرضت ليلة
الاسراء وكان ذلك بعد موت ابيطالب بنحو سنة ونصف وكان موت
ابيطالب في النصف من شوال في السنة العاشرة من البعثة وعمره
بضع وثمانون سنة والمراد من الزكاة مطلق الصدقة واكرام الضيف وحمل
الكل ونحو ذلك من الصدقات المالية ومثل هذه الاشياء كان أبو طالب

قحط عظیم ہوا تھا تو عبد المطلب بعد بوسہ رکن کعبہ مع
جماعت قریش کے ابو قبیس پر چڑھے۔ عبد المطلب نے اپنی
گردن پر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اوٹھایا اور اوس وقت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم خردسال تھے اور بوسیلہ رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم دعا کی فی الفور باران رحمت نازل ہوا
اور جمیع خلایق سیراب وشاداب ہوے۔ اور بعد وفات
عبد المطلب زمان ابی طالب مین قحط شدید ہوا تھا ابو طالب سے قریش

اسمها ومعدنها وليس المراد الزكاة الشرعية المعروفة ولا زكاة الفطر لان ذلك
انما فرض بعد الهجرة فی المدینة وکل ذلك کان بعد موت ابیطالب **واخرج**
الخطيب أيضا بسندہ الی ابی رافع مولی ام ھانی بنت ابی طالب انه سمع
اباطالب يقول حدثنی محمد ابن اخی ان الله امرہ بصلة الارحام وان
يعبد الله لا يعبد معه أحدا قال ومحمد عندی الصدوق الامین **وقال**
أيضا سمعت ابن أخی يقول اشكر ترزق ولا تكفر تعذب **واخرج**
ابن سعد والخطیب وابن عساکر عن عمرو بن سعید أن أبا طالب قال كنت
بذی المجاز مع ابن اخی فادرکنی العطش فشکوت اليه ولا اری عندہ شيئا
قال فثنی ورکه ثم نزل فأھوی بعقبه الی الارض فاذا بالماء فقال اشرب یا عم

---

خواہان امداد ہوے پس نکلے ابوطالب اور رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم اون کے ساتھ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حال صغر سنی مین
پس اوٹھا لیا اون کو ابوطالب نے اور اونکو کعبہ سے ملصق
کرکے اون کے اونگلیون سے آسمان طرف مثل التجا کنندہ کے
اشارہ کیا اوسوقت آسمان پر ابر کا تکڑا بھی نہ تھا پس فوراً ادھر
اودھر سے ابر جمع ہو گیا اور اسقدر بارش ہوی جو تمامی صحرا
پانی پانی ہوگیا اور اسی قصہ کے متعلق ابوطالب نے نبی صلی اللہ

فشربت قال البرزنجي فلو لم يكن موجد الما رزقه الله الماء الذي نبع للنبي صلى الله عليه وسلم الذی هو افضل من ماء الكوثر ومن ماء زمزم وقال البرزنجي الذی یری مثل هذه المعجزة كيف لا يقع التصديق فی قلبه وقد كثرت القرائن الدالة على التصديق واخرج ابن عدي عن انس بن مالك رضی الله عنه قال مرض ابو طالب فعاده النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا ابن اخي ادع الله ان يعافيني فقال اللهم اشف عمي فقام كانما نشط من عقال واخرج ابو نعيم من طريق ابي بكر ابن عبد الله بن الجهم عن ابيه عن جده قال سمعت ابا طالب يحدث عن عبد المطلب انه رای فی منامه ان شجرة نبتت من ظهره قد نال رأسها السماء وضربت

---

علیہ وسلم کی بعثت کے بعد قریش سے آنحضرت کے ہاتھ اور اسکی برکت کا ذکر جو خردسالی سے اون پر ہے کرکے ان اشعار سے یاد دلایا کرتے تھے۔ **شعر** وَابْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَتُهُ لِلْاَرَامِلِ يَلُوذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ فَهُمْ عِنْدَهُ فِيْ نِعْمَةٍ وَفَوَاضِلِ یعنے ابر سے نورانی چہرہ والا پانی مانگتا ہے ✱ فریادرس یتیموں کا اور شرم رکہنے والا بیواؤں کا ✱ آپ ہی سے پناہ مانگتے ہین آل ہاشم ہلاکت سے ✱ پس وہ لوگ آپ کے نزدیک نعمت و فواضل مین ہین ✱ پس ان تمام

اعضائها المشرق والمغرب قال وما رأيت نورا ازهر منها اعظم من نور الشمس سبعين ضعفا ورأيت العرب والعجم ساجدين وهي تزداد كل ساعة عظما ونورا وارتفاعا ساعة تخفى وساعة تظهر ورأيت رهطا من قريش قد تعلقوا باعضائها وقوما من قريش يريدون قطعها فاذا دنوا منها أخذهم شاب لم ار قط أحسن منه وجها ولا اطيب ريحا فيكسر اظهرهم ويقلع أعينهم فرفعت يدي لا تناول نصيبا فلم انل فقلت لمن النصيب فقال النصيب لهؤلاء الذين تعلقوا بها فانتبهت مذعورا فأتيت كاهنة لقريش فاخبرتها فرأيت وجه الكاهنة قد تغير ثم قالت لان صدقت رؤياك ليخرجن من صلبك رجل يملك المشرق والمغرب وتدين له الناس

آثار واخبار سے ثابت ہر کہ ابو طالب کو آیات ومعجزات اور خوارق عادات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھے تھے اس لئے حضرت کی تصدیق اور اونپر ایمان یقینی حاصل تھا کہ جس مین کوی تردد نہین ماسواے معجزات مذکورہ اور بھی معجزات صغر سنی مین آپ سے دیکھے تھے از انجملہ یہہ کہ ابو طالب قلیل المال وکثیر العیال تھے اگر تمامی اولاد ایک ساتھ یا علحدہ علحدہ کہاوین توپر شکم نہوتے تھے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اونکے ساتھ کہاتے توسب سیر ہوجاتے اور جب ابو طالب اپنے عیال کو صبح وشام کا کہانا کہلانے کا ارادہ

فقال عبد المطلب لابی طالب لعلك ان تكون هو المولود فكان ابو طالب
يحدث بهذا الحديث والنبی صلى الله عليه وسلم قد بعث ويقول كانت الشجرة
والله أبا القاسم الامين فيقال له الا تؤمن فيقول السبة والعار وانما كان
يقول ذلك تعمية وتستر او اظهار القريش انه على دينهم ليتم له نصرة النبی
صلى الله عليه وسلم وحمايته لانهم حيث علموا انه معهم وعلى دينهم يقبلون حمايته
بخلاف ما لو اظهر لهم مخالفتهم واتباعه النبی صلى الله عليه وسلم فهذا هو العذر
له فی قوله السبة والعار وفی بقائه ظاهرا على دينهم (واخرج ابن سعيد
عن عبد الله بن ثعلب بن صغير العذری ان ابا طالب لما حضرته الوفاة
دعا بنی عبد المطلب فقال لن تزالوا بخير ما سمعتم من محمد وما اتبعتم امره

کرتے تھے تو کہتے تھے کہ تم ایسے ہی رہو یہانتک کہ میرا بیٹا آجاے
پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آتے اور اون کے ساتھ کہاتے
اور کہانا بچ جاتا تہا۔ اور جب دودہ پیتے تو جس قدح مین دودہ
ہوتا اولاً رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نوش فرماتے بعد ازان اوسی قدح
سے تمامی اولاد وغیرہ سیر شکم ہوتے حالانکہ دودہ اسقدر ہوتا تہا
جو اون کے عیال سے ایک ہی شخص پی جاوے۔ پس ابو طالب
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے کہ بیشک تم صاحب برکت ہو۔ ابن سعد
سے ابو نعیم وغیرہ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

فاتبعوہ و اعینوہ ترشدوا **قال البرزنجی** قلت بعید جدا ان یعرف ان الرشاد فی اتباعہ و یأمر غیرہ ثم یترکہ ھو و **روی الحافظ بن حجر** فی الاصابة عن علی رضی اللہ عنہ انہ لما اسلم قال لہ أبو طالب الزم ابن عمک و **اخرج** ایضا عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہما ان ابا طالب قال لابنہ جعفر صل جناح ابن عمک فصلی جعفر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما صلی علی رضی اللہ عنہ **قال البرزنجی** فلولا انہ مصدق بدینہ لما رضی لابنیہ ان یکونا معہ وان یصلیا معہ بل ولا کان یأمرھما بالصلاة فان عداوة الدین اشد العداوات کما قیل

| | |
|---|---|
| کل العداوت قد ترجی اماتتھا | الا عداوة من عاداک فی الدین |

ابو طالب انتہا محبت رکہتے تھے اپنے اولاد سے اونکو ایسی محبت نہ تھی اور اسی واسطے ہمین سوتے تھے مگر آپ کے بازو اور جب باہر جاتے حضرت کو ساتھ لیجاتے انتقال ابی طالب کے بعد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قریش نے مجھکو وہ اذیت پہونچائی جسکی طمع وہ زندگی ابی طالب مین ہمین کرتے تھے اور یہ بھی فرمایا کہ انتقال ابی طالب تک قریش نے کوئی شئی مکروہ مجھکو ہمین پہونچائی اور جب قریش کو دیکھا کہ اذیت پر ہجوم کئے ہین آپ نے فرمایا یا عَمّٰاہ مَا اَسرَعَ مَا وَجَدتُ بَعدَکَ کہ اے

فهذه الاخبار کلها صریحة فی ان قلبه طافح ومملی بالایمان بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم
ومن ذلک ایضاً ان اباطالب سافر الی الشام وکان عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذ ذاک تسع سنین فصحبه معه فرآه بحیرا الراهب بفتح الباء ورأی فیه علامات
النبوة فاخبر عمه اباطالب وأمره بارجاعه الی مکة مخافة علیه من الیهود فرده
الی مکة ومن ذلک ایضا ما شاهده ابوطالب فی زمن عبدالمطلب من
استسقائه بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد روی الخطابی ان قریشا تتابعت
علیهم سنو جدب فی حیاة عبدالمطلب فارتقی هو ومن حضر معه من قریش ابا قبیس
بعد ان استلموا رکن البیت فقام عبدالمطلب واعتضد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرفعه علی عاتقه وهو یومئذ غلام ثم دعا فسقوا فی الحال (واستسقی) به

---

چچا تیرے زندگی مین جس شئے کو نہ دیکھا تھا بعد تیرے دیکھتا ہون
ابوطالب اور خدیجہ رض کا وفات ایک ہی سال مین واقع ہوا اس لئے
رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے سال مذکور کو موسوم بعام الحزن
یعنے ملال کا سال فرمایا۔ اور جب امر رسالت مآب صلی اللہ علیہ و
سلم ظہور پایا یعنے اکثر اشخاص داخل اسلام ہوے اوسوقت
کفار قریش جمع ہو کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل پر آمادہ
ہوے اور کہنے لگے اس شخص نے ہماری اولاد و عورات و
اقارب مین فساد برپا کیا ہے۔ اور بنی ہاشم سے کہے کہ دو چند

ابوطالب ایضا بعد وفاۃ عبد المطلب حین اصاب اهل مکة قحط شدید فاتوا اباطالب فقالوا انه قد اقحط الوادي واجدب العیال فهلم فاستسق فخرج ابوطالب ومعه النبی صلی اللہ علیه وسلم وهو غلام فاخذه ابوطالب فالصقه بالکعبة ولاذ الغلام أی اشار بأصبعه الی السماء کالملتجئ ومافی السماء قزعة فاقبل السحاب من ههنا وههنا وامطرت السماء واغدودق الوادی وکثر قطره واخصب النادی والبادي وفی هذه یقول ابوطالب بعد بعثة النبی صلی اللہ علیه وسلم یذکر قریشا یده صلی اللہ علیه وسلم وبرکته علیهم من صغره

| | |
|---|---|
| وابیض یستسقی الغمام بوجهه | ثمال الیتامی عصمة للارامل |
| یلوذ به الهلاک من آل هاشم | فهم عنده فی نعمة وفواضل |

دیت لے لو اور قریش مین سے کوی مرد اسکو قتل کرے ہمکو بھی راحت دو اور تم بھی آرام پاؤ۔ پس بنی ہاشم انکار کئے بعد ازان قریش اخراج پر آمادہ ہوے اور کہے کہ بنی ہاشم شعب ابوطالب مین رہین اور خرید وفروخت کے لئے بازار مین نہ آوین اور مناکحت وغیرہ دیگر روابط سے مانع ہوے اور یہہ تجویز ٹھہرائے کہ کسی حال مین بنی ہاشم سے صلح نہ ہو جب تک کہ قتل کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے سپرد نہ کرین۔ اور اسی مضمون کا ایک کاغذ تحریر کرکے بطور اشتہار کعبہ مین لٹکا دیا اور بعض روایات سے

فهذه الآثار والاخبار كلها صريحة فی ان اباطالب رای من الآیات والمعجزات وخوارق العادات التی ظهرت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فاوجب ان یصدقه ویؤمن به ایمانا لاشك فیه ولاتردد ورأی ابوطالب ایضا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم آیات وخوارق عادات فی صغره غیر هذه وذلك ان اباطالب کان قلیل المال وکان ذا عیال فکان عیاله اذا اکلوا وحدهم جمیعا او فرادی لم یشبعوا واذا اکل معهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم شبعوا فکان ابوطالب اذا اراد ان یغدیهم او یعشیهم یقول لهم انتم کما انتم حتی یاتی ابنی فیاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیاکل معهم فیشبعون فیفضلون من طعامهم واذا کان طعامهم لبنا شرب رسول اللہ صلی اللہ

اسطرح معلوم ہوا کہ جسوقت ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر اجتماع قریش کا دیکھا۔ پس جمع کیا بنی ہاشم اور بنی مطلب کے مومن وکافر کو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ داخل شعب ہونے اور مانع قتل ہونے کے لئے حکم کیا پس انہون نے ایسا ہی کیا اور اس امر مین سوا ابولہب کے کسی نے مخالفت نہ کی اور جب قریش ابوطالب کے راے سے آگاہ ہوے تو ایک تحریر مضمون سابق کے ساتھ لکھہ کر کعبہ سے لٹکا دئے بنی ہاشم شعب مذکور مین تین سال مقیم رہے اور بعض روایات مین دو سال۔ اور بنی ہاشم کو اسدرجہ تکلیف شدید ہوی

عليه وسلم اولهم ثم تناول العيال القعب اى القدح من الخشب فيشربون منه فيروون من عند آخرهم اى جميعهم من القعب وان كان احدهم وحده يشرب قعبا واحدا وحده فيقول ابو طالب للنبى صلى الله عليه وسلم انك لمبارك **واخرج** ابو نعيم وغيره عن ابن عباس رضى الله عنهما قال كان ابو طالب يحب النبى صلى الله عليه وسلم حبا شديدا لا يحب اولاده مثله ولذا لاينام الا جنبه ويخرجه معه حين يخرج **وكان** النبى صلى الله عليه وسلم يحب أيضا اباطالب حبا شديدا لا ياوى الا اليه ولا يطمئن قلبه الا باتصاله به وكان صلى الله عليه وسلم يقول لما مات ابو طالب نالت قريش منى من الاذى مالم تكن تطمع فيه فى حياة ابى طالب **وقال ايضاً**

---

کہ درختوں کے پتے کہا کہا کر قوت لایموت کرتے رہے اور اس مدت مین ابو طالب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت بدرجہ غایت کرتے تھے یہانتک کہ جب شب ہوتی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام معتادہ مین آرام کراتے پھر آپ کو اُٹھا کر دوسرے غیر معتاد مقام پر فرش کراکے سلاتے اور مقام اول پر اپنے اولاد سے کسی یک کو سونیکے لئے حکم کرتے غرض زیادتی حفاظت حضرت کے واسطے یہہ تمام کرتے تھے۔ اور جس شخص نے وہ کاغذ لکہا تہا اوسکا ہاتھ خشک ہوگیا۔ اور وحی بہیجی خدا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ قریش نے جس صحیفہ کو لکھ کر

ما نالت قریش منی شیئا اکرھه حتی مات ابوطالب و لما رأی قریشا تجمعوا علی أذیته قال یا عم ما اسرع ما وجدت بعدك ومات ابوطالب و خدیجة فی عام واحد فکان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یسمی ذلك العام عام الحزن ولما ظهر أمر النبی صلی اللہ علیه وسلم وصار یدخل فی دینه کثیر من الناس اجتمع کفار قریش علی قتل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وقالوا قد افسد علینا ابناءنا ونساءنا وقالوا لبنی هاشم خذوا هذه دیة مضاعفة و یقتله رجل من قریش وتریحونا وتریحوا انفسکم فابی بنو هاشم فعند ذلك اجتمع رأی قریش علی منابذة بنی هاشم وبنی المطلب واخراجهم الی شعب ابیطالب والتضییق علیهم بالمنع من حضور الاسواق وان

---

کعبہ مین لٹکایا تہا اوسپر دیمک کو خدا نے مسلط کیا اوسمین عہد و میثاق اور قطع رحم کے متعلق جو مضمون تہا اوسکو دیمک کہا گئی اور صحیفہ مین سوا نام خدا ے عزوجل کے کچھ باقی نرہا کیونکہ قریش باسمك اللھم لکہے تھے پس اس معنی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کو خبردار فرمایا ابوطالب شعب مذکور سے داخل مسجد حرام ہوے پس قریش انکے آس پاس جمع ہوے اور یہہ سمجھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغرض قتل سپرد کرنیکے لئے ابوطالب آیا ہے۔ پس کہا اونہون نے ابوطالب کو اور اون کے ہمراہیون کے سرزنش کیلئے کہ جس چیز کو تم نے

لا يناكحوهم وان لا يقبلوا لهم صلحا ابدا ولا تاخذهم بهم رافة حتى يسلموا
اليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم للقتل وكتبوا بذلك صحيفة وعلقوها
فی الكعبة وقيل ان اباطالب لما رأى اجتماع قريش على قتل النبی صلی الله
عليه وسلم جمع بنی هاشم وبنی المطلب مؤمنهم وكافرهم وامرهم ان يدخلوا
برسول الله صلى الله عليه وسلم الشعب ويمنعوه ففعلوا ولم يتخلف عنهم
الا ابولهب فلما علمت قريش ذلك اجمع رأيهم على ان يكتبوا عهودا ومواثيق
على أن لا يجالسوهم ولا يناكحوهم ولا يقبلوا لهم صلحا ابدا وكتبوا بذلك
صحيفة وعلقوها فی الكعبة ومكث بنو هاشم فی الشعب ثلاث سنين و
قيل سنتين واصابهم ضيق شديد حتى أكلوا ورق الشجر يتقوتون به

ہم پر اور اپنے نفوس پر پیدا کیا تھا اوس سے پھر جانے کا وقت
اب آیا۔ ابوطالب نے کہا کہ اس لئیے مین نہین آیا مگر ایک امر کے
لئے آیا جو قابل انصاف ہے یعنے مجھکو میرا برادر زادہ جو وہ
کبھو جھوٹ نہین کہا ہے خبر دیا کہ تمھارے صحیفہ پر اللہ تعالے
نے دیمک کو مسلط کیا اوس نے جور و ظلم و قطع رحم کی تمام تحریر کو کھا
گیا اور اس مین صرف اللہ تعالی کا نام باقی ہے۔ پس اگر ایسا ہی
ہو جیسا کہ وہ کہتا ہے تو ہوش مین آجاؤ تم۔ اور یک روایت
مین یون ہے کہ تم اپنے بُری رائے سے باز آؤ۔ اگر باز نہ آوگے

وكان ابوطالب فى تلك المدة يحفظ غاية التحفظ على النبى صلى الله عليه وسلم حتى انه اذا جاء الليل واراد النبى صلى الله عليه وسلم ان ينام يفرش له فراشه فى الموضع الذى يعتاد ان ينام فيه فيضطجع فيه النبى صلى الله عليه وسلم ثم يقيمه عمه عن فراشه المعتاد ويامر بعض بنيه ان ينام فى ذلك الموضع ويفرش للنبى صلى الله عليه وسلم فى موضع آخر غير معتاد لوضعه فيدعه ينام فيه كل ذلك مبالغة فى حفظه وحراسته والذى كتب الصحيفة لقريش شلت يده واوحى الله تعالى للنبى صلى الله عليه وسلم انه سبحانه وتعالى سلط الارضة على صحيفتهم التى كتبوها وعلقوها فى الكعبة فاكلت ما فيها من عهد و

تو واللہ اوسکو ہم تمہارے سپرد نہ کرینگے یہانتک کہ ہم سب اوسکے جانب سے مرجائیں ۔ اور اگر اوسکا قول باطل ہو تو ہمارے صاحب کو تمہارے سپرد کردینگے پس تم اوسکو زندہ رکھو یا قتل کرو قریش نے کہا کہ ہم تیرے کہنے پر راضی ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ تو نے ہمارے ساتھ انصاف کیا ۔ پس صحیفہ مذکورہ کو نکالا اور پایا جسطرح کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی پس جب کہ ابوطالب کے کہنے کو صادق دیکھا تو اکثر قریش کہے کہ تیرے بھتیجے کا یہہ سحر ہے اور بغض و عداوت زیادہ کئے اور

میثاق وقطعیة رحم ولم یبق فی الصحیفة غیر اسم اللہ عزوجل
فانھم کانوا یکتبون باسمک اللھم فاخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عمہ اباطالب بذلک فخرج من الشعب حتی أتی المسجد فاجتمع علیہ قریش
وظنوا أنہ یرید ان یسلمہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیقتلوہ فقالوا لہ
توبخا لہ ولمن معہ قد آن لکم ان ترجعوا عما احدثتم علینا وعلی انفسکم
فقال ابوطالب انما أتیتکم فی امر نصف بیننا وبینکم أی أمر وسط
لاحیف فیہ علینا ولا علیکم ان ابن أخی اخبرنی ولم یکذبنی قط
ان اللہ تعالی قد سلط علی صحیفتکم التی کتبتم الارضة فلحست
کل ما کان فیہا من جور او ظلم او قطیعة رحم وبقی بہا کل ما ذکر بہ

بعض ان سے نادم ہوے اور کہے کہ ہمارے برادرون پر ہمارے
ہی جانب سے یہہ ظلم وبغاوت ہے۔ جب ابوطالب نے
موافق قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کاغذ مذکور کو پایا تو
کہا یا معشر قریش جس حالت مین کہ امر بالتحقیق ظاہر ہو گیا اور تمہارا
ظلم اور بدی اور قاطع الرحم ہونا ثبوت کو پہونچا تو کیا پھر ہم لڑکے
کو محصور ومحبوس کرین۔ بعد ازان مع ہمراہیان داخل پردہ
کعبہ ہو گے کہا کہ اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَقَطَعَ اَرْحَامَنَا وَ
اسْتَحَلَّ مَا یُحَرِّمُ عَلَیْہِ مِنَّا یعنے اے اللہ ہمکو اوپر اون اشخاص کے

الله تعالى فان كان الحديث كما يقول فافيقوا وفي رواية نزعتم
اى رجعتم عن سوء رائكم وان لم ترجعوا فوالله لا نسلمه حتى نموت
من عند آخرنا وان كان الذي يقول باطلا دفعنا اليكم صاحبنا
فقتلتم او استحييتم فقالوا قد رضينا بالذى تقول وفي رواية انصفتنا
فاخرجوا الصحيفة فوجدوا الامر كما اخبر الصادق المصدوق صلى الله
عليه وسلم فلما رات قريش صدق ما جاء به ابوطالب قالوا أى قال
اكثرهم هذا سحر ابن اخيك وزادهم ذلك بغيا وعدوانا وبعضهم
ندم وقال هذا بغي منا على اخواننا وظلم لهم وقال لهم ابوطالب بعد ان
وجد الامر كما اخبر صلى الله عليه وسلم يا معشر قريش علام نحصر

نصرت دے جنہوں نے ہمپر ظلم کیا اور قطع ارحام کیا۔ اور جایز رکھا
ہم سے امر نا جائز کو۔ بعد ازاں راہی شعب مذکور ہوے۔ اور
قریش سے ایک گروہ صحیفہ مذکورہ کے چاک کرنے پر اور رفع
محاصرہ کے لئے متوجہ ہوے۔ اس مقام پر کلام طویل ہے اور
مقصود صرف اس امر کا بیان کرنا ہے کہ جو آیات ومعجزات و
خوارق عادات کے ساتھ خدا نے اپنے نبی کو مختص کیا تھا ان میں
سے اکثر پر ابتداء امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کہ آپ کم سن
تھے انتہا تک اللہ تعالیٰ نے ابی طالب کو مطلع فرمایا تھا۔ اور

ونحبس وقد بان الامر وتبين انکم أولی بالظلم والاساءة والقطیعة ودخل ابوطالب ومن معه تحت استار الکعبة وقالوا اللهم انصرنا علی من ظلمنا وقطع ارحامنا واستحل ما یحرم علیه منا ثم انصرفوا الی الشعب وعند ذلك مشی طائفة منهم فی نقض الصحیفة وابطال ذلك الحصار والکلام علی ذلك طویل وانما القصد بیان ان اباطالب اطلعه الله علی کثیر مما خص الله نبیه به من الآیات والمعجزات وخوارق العادات من مبتداء امره صلی الله علیه وسلم وهو صغیر الی منتهاه وباطلاعه علی تلك الآیات والمعجزات صار قلبه مشحونا ممتلئا بالایمان والتصدیق بالنبی صلی الله علیه وسلم ایمانا قطعیا

ان آیات ومعجزات پر مطلع ہونے کے وجہ سے ابیطالب کا قلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور اسی قطعی ایمان سے کہ جس میں کوئی شک وشبہہ نہو لبریز تھا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مزید حفاظت وحمایت اور حضرت کو اذیت قریش سے بچانے کے غرض سے اس ایمان کو ابیطالب نے ظاہر نہ کیا اور صرف ظاہر میں حضرت کی متابعت کرتے تھے پس قریش پر بھی یہی ظاہر تھا کہ ابی طالب اونہین کے مذہب وملت پر ہے اسیواسطے مخالفت ابیطالب پر اونکو قدرت نہ تھی۔ پس جو شخص مقدمات

لاشك فيه ولا شبهة ولم يظهر ذلك الايمان وبنا بعه ظاهرا مبالغة منه فى حفظ النبى صلى الله عليه وسلم وحمايته وصيانته عما يؤذيه فكان يظهر لقريش انه على ملتهم ودينهم فلا يستطيعون مخالفته فمن عرف ذلك ووقف على باطن الامر وحقيقته لم يشك فى ايمان ابيطالب فكان فى نصرة النبى صلى الله عليه وسلم يخادع قريشا مخادعة الحرب حتى تم امر النبى صلى الله عليه وسلم وفشت دعوته وقد صرح بالتصديق بنبوة النبى صلى الله عليه وسلم فى كثير من اشعاره وكان فى بعض تلك الاشعار ياتى بالفاظ توهم على قريش انه معهم وانه على ملتهم كل ذلك مخادعة لهم للمبالغة فى حفظ النبى صلى الله

مذکورہ پر مطلع ہوا حقیقت حال سے واقف ہوگا ایمان ابی طالب مین شک وشبہہ نہ کریگا - پس ابوطالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نصرت وحمایت مین قریش سے فریب کرتے رہے جسطرح جنگ مین فریب کرتے ہین یہانتک کہ امر رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتمام کو پہونچا اور افشاء دعوت ہوی - اور تصدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح اپنے بہت سے اشعار مین کی ہے اور بعض اشعار مین ایسے الفاظ لاتے تھے کہ جن سے قریش سمجھتے تھے کہ وہ انھی کے ساتھ ہے اور اوہنی کے مذہب پر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

علیه وسلم وحمایته فمن اشعاره التی دلت علی تصدیقه بنبوة النبی صلی الله علیه وسلم ما تقدم من قوله

| | |
|---|---|
| الم تعلموا انا وجدنا محمدا | رسولا کموسی صح ذلک فی الکتب |

وهذا البیت من قصیدة طویلة لابی طالب قالها فی زمن محاصرة قریش لهم فی الشعب وهی قصیدة طویلة بلیغة غراء تدل علی غایة محبته للنبی صلی الله علیه وسلم وعلی التصدیق بنبوته وشدة حمایته له والذب عنه ومطلعها۔

| | |
|---|---|
| الا ابلغا عنی علی ذات بیننا | لؤیا وخصا من لؤی بنی کعب |
| الم تعلموا انا وجدنا محمدا | رسولا کموسی صح ذلک فی الکتب |

کی مزید حفاظت وحمایت کیواسطے تھا۔ پس ابو طالب کے اون اشعار سے جو تصدیق نبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتے ہین یہہ شعر ہے جو پیشتر مذکور ہوا

| | |
|---|---|
| اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا | رَسُوْلًا کَمُوْسٰی صَحَّ ذٰلِکَ فِی الْکُتُبِ |

یہہ بیت ابو طالب کے اوس قصیدہ طویلہ سے ہے جسکو اونہون نے اوسوقت کہا تھا جب کہ قریش نے شعب ابیطالب مین محاصرہ کیا تھا اور یہہ بڑا قصیدہ ہے نہایت بلیغ دلالت کرتا ہی تصدیق نبوت اور شدت حمایت اور انتہائے محبت ابیطالب پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جسکا مطلع یہہ ہی **شعر**

| | |
|---|---|
| اَلَا اَبْلِغَا عَنِّیْ عَلٰی ذَاتِ بَیْنِنَا | لُؤَیًّا وَّخُصًّا مِنْ لُؤَیٍّ بَنِیْ کَعْبِ |

ويروى بنيا كموسى خط ذلك في الكتب

وان عليه في العباد مودة ۔ ولا خير ممن خصه الله بالحب

## ومنها

فلسنا ورب البيت نسلم احمداً ۔ لعزاء من عض الزمان ولا كرب

## ومن شعره قوله

وشق له من اسمه ليجله ۔ فذو العرش محمود وهذا محمد

هكذا نسب الحافظ بن حجر في الاصابة هذا البيت لابي طالب

وقيل انه لحسان بن ثابت الانصاري قال البرزنجي ولا مانع

أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا ۔ رَسُولًا كَمُوسَى صَحَّ ذَٰلِكَ فِي الْكُتُبِ

یعنے میرے دوستو سنو میری طرف سے باوجود اوس خلاف کے جو ہمارے آپسمین ہے بنی لوی اور بنی قصی جو لوی بنی کعب مین سے ہین میری تقریر پہنچا دو کیا تمھین معلوم نہین کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو موسیٰ کا سا رسول پایا ہی یہہ بات (اگلے) کتابون مین صحت (کے ساتھ ثابت) ہو چکی ہے - بعض نے اسطرح روایت کی کہ نَبِيًّا كَمُوسَى خُطَّ فِي الْكُتُبِ یعنی بنی مثل موسیٰ کے یہہ مرقوم ہے کتابون مین شعر وَاِنَّ عَلَيْهِ فِي الْعِبَادِ مَوَدَّةً ٭ وَلَا خَيْرَ مِمَّنْ خَصَّهُ اللّٰهُ بِالْحُبِّ ٭ یعنے بیشک خدا نے بندون کے دلون مین احمد کے سراپا کی محبت رکھدی ہے اور اوس شخص سے بہتر تو کوئی ہو نہین سکتا جسکو خدا نے محبت کے ساتھ مخصوص کیا ہو۔

ان یکون لابی طالب واخذہ حسان فضمنہ شعرہ واجتمع مرۃ کفار قریش وجاؤا ابا طالب ومعھم عمارۃ بن الولید بن المغیرۃ وکان من أحسن فتیان قریش وقالوا لابی طالب خذ ھذا بدل محمد یکون کالابن لک واعطنا محمد انقتلہ فقال ما انصفتمونی یا معشر قریش آخذ ابنکم اربیہ واعطیکم ابنی تقتلونہ ثم قال

| | | |
|---|---|---|
| واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم | | حتی اوسد فی التراب دفینا |

اور اوسی قصیدہ طویلہ سے یہہ شعر بھی ہے شعر فَلَسْنَا وَرَبِّ الْبَیْتِ نُسَلِّمُ اَحْمَدًا * لِعَزَاءٍ مِنْ عَضِّ الزَّمَانِ وَلَا کَرَبِ یعنی رب کعبہ کی قسم ہے کہ ہم احمد کو سپرد نہین کرینگے بلکہ گزند اور سختی پر زمانہ کی صبر کرینگے یہہ شعر بھی اونکا قول ہے وَشَقَّ لَہٗ مِنْ اِسْمِہٖ لِیُجِلَّہٗ * فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَھٰذَا مُحَمَّدٌ یعنی مشتق کیا اوس کے نام کو اپنے نام سے واسطے بلند کرنے اوس کے مرتبہ کے پس صاحب عرش محمود ہی اور یہہ محمد ہے۔ اس بیت کو اصابہ مین حافظ ابن حجر مکی نے منسوب بابی طالب کیا اور بعض نے حسان بن ثابت سے۔ برزنجی نے کہا کہ ممکن ہی کہ یہہ شعر ابیطالب کا ہو اور حسان نے اپنے اشعار مین اوسکی تضمین کی ہو۔ اور ایک وقت کفار قریش مجتمع ہوکے نزدیک ابو طالب کے حاظر ہوے اور عمارہ بن الولید بن المغیرہ کو جو خوشرو جوان تھا ہمراہ لائے اور ابو طالب سے کہے کہ اسکو لے بعوض محمد کے اور یہ تیرا فرزند ہی اور وے محمد کو تا کہ ہم قتل کرین۔ ابو طالب نے کہا یا معشر قریش تم نے

| | |
|---|---|
| فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ | وابشر بذلک وقرمنک عیونا |
| ودعوتنی وعلمت انک صادق | ولقد صدقت وکنت ثم امینا |
| ولقد علمت بان دین محمد | من خیر ادیان البریۃ دینا |

وزاد بعضھم بعد ھذا

| | |
|---|---|
| لولا المسبۃ او حذار ملامۃ | لوجدتنی سمحا بذاک مبینا |

فقیل ان ھذا البیت موضوع ادخلوہ فی شعر ابوطالب ولیس

میرا خوب انصاف کیا تمہارے بیٹے کو لیکر مین پرورش کرون اور میرے بیٹے کو قتل کے واسطے تمہارے سپرد کرون بعد ازان یہ کہا شعر

وَاللہِ لَنْ یَصِلُوْا اِلَیْکَ بِجَمْعِھِمْ حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِیْنًا

یعنے واللہ تجہہ تک نہ پہونچینگے وہ لوگ اپنی جماعت کے ساتھ جب تک کہ مین زمین مین دفن نہ ہو جاؤن۔ فَاصْدَعْ بِاَمْرِکَ مَا عَلَیْکَ غَضَاضَۃٌ ٭ وَابْشِرْ بِذَاکَ وَقَرَّ مِنْکَ عُیُوْنًا یعنے پس اپنے امر کو بلا تامل ظاہر کرو کہ تمہین کوئی پستی لاحق نہین ہوی ہے۔ اور تو اس سے خوش ہو اور تیرے سے ہماری آنکھین ٹہنڈی رہین۔ وَدَعَوْتَنِیْ وَعَلِمْتُ اَنَّکَ صَادِقٌ ٭ وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَکُنْتَ ثَمَّ اَمِیْنًا تم نے (ای محمد) مجہکو بلایا اور مین نے جان لیا کہ تم میرے خیر خواہ ہو۔ بیشک تم نے سچ کہا اور بیشک خدا کے پاس امانت دار ہو۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ

من کلامه وقیل انه من کلامه واتی به للتعمیة علی قریش لیوهم علیهم انه معهم وعلی ملتهم ولم یتابع محمد الیقبلوا حمایته و یمتثلوا امرہ ومن شعرہ قوله فی النبی صلی الله علیه وسلم

| | |
|---|---|
| وابیض یستسقی الغمام بوجهه | ثمال الیتامی عصمة للارامل |
| یلوذ به الهلاك من ال هاشم | فهم عنده فی رحمة وفواضل |

وهذان البیتان من قصیدة طویلة لابی طالب قیل انها ثمانون

مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃِ دِیْنًا * یعنے اور بہ تحقیق جان لیا کہ تمام ادیان سے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہتر ہے * اور بعض نے ان ابیات کے بعد اس بیت کو بھی زاید کیا شعر لَوْلَا الْمَسَبَّۃُ اَوْحِذَارُ مَلَامَۃٍ لَوَجَدْتَنِیْ سَمْحًا بِذَاكَ مُبِیْنًا یعنے اگر نہوتا خوف طعن اور ملامت کا تو تم مجھے اوس دین کے باب مین کھلم کھلا صاف گو پاتے ۔ کہا گیا ہے کہ یہہ بیت موضوع ہی لوگون نے اوسکو ابیطالب کے اشعار مین داخل کر دیا ہے اور یہ ابیطالب کا کلام نہین ہے اور بعضون نے کہا ابیطالب کا کلام ہے قریش سے چھپانے کے واسطے اسکو کہا تاکہ وہ سمجھین کہ ابیطالب اونہی کے ساتھ اور اونہی کے مذہب پر ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع نہوا تاکہ ابیطالب کی حمایت کو قبول کرین اور اوس کے حکم کو مانین اور یہ شعر بھی ابیطالب کا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین شعر

جوانمرد

بیتا افرد لها بعض العلماء شرحا مستقلا وقیل انها تزید علی مائة
بیت قالها ابو طالب حین حصر قریش لهم فی الشعب واخبر قریشا
انه غیر مسلم محمدا رسول الله علیه وسلم لاحد ابدا حتی یهلک
دونه ومدحه فیها مدحا بلیغا واتی فیها بکلام صریح فی انه مصدق
بنبوته ومؤمن به فمنها البیتان السابقان ومنها قوله۔

| لعمری لقد کلفت وجدا باحمد | واحببته حب المحب المواصل |
|---|---|

| وَاَبیضَ یُستَسقَی الغَمَامُ بِوَجهِهٖ | ثِمَالُ الیَتَامٰی عِصمَةٌ لِلاَرَامِلِ |
|---|---|
| یَلُوذُ بِهِ الهُلَّاکُ مِن اٰلِ هَاشِمٍ | فَهُم عِندَهٗ فِی رَحمَةٍ وَفَوَاضِلِ |

جنکا ترجمہ سابق گذرا یہ دو بیت ابوطالب کے قصیدہ طویلہ سے ہیں
کہا جاتا ہے کہ اس کے اسّی بیت ہیں بعض علماء نے صرف قصیدہ
مذکورہ کی ایک مستقل شرح لکھی ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ قصیدہ
ایک سو بیت سے بھی زائد ہے جب ابوطالب مع بنی ہاشم شعب
مین محصور تھے اوسوقت کہا تھا۔ اور قریش کو خبر دیا تھا کہ محمدؐ کو جو
اللہ کا رسول ہے ہرگز کسی کے سپرد نہ کرونگا یہانتک کہ سب ہلاک
ہو جائین۔ اور اس قصیدہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت
ہی بلیغ مدح کی اور اوس مین ایسا کلام ذکر کیا کہ جس سے بصراحت
معلوم ہوتا ہے کہ ابوطالب نبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مصدق

| | |
|---|---|
| وقد علموا ان ابننا لامکذب | لدینا ولا یعزی لقول الاباطل |
| فمن مثله فی الناس ای مؤمل | اذا قاسه الحکام عند التفاضل |
| حلیم رشید عاقل غیر طائش | یوالی الها لیس عنه بغافل |
| واصبح فینا احمد فی ارومة | تقصر عنها سورة المتطاول |
| حدبت بنفس دونه وحمیته | ودافعت عنه بالذری والکلاکل |

وفی القصیدة ابیات کثیرة مثل هذه فی المعنی والبلاغة قال ابن

تھے اور آپ پر ایمان لائے تھے پس اسی قصیدہ کے وہ دو بیت ہین جو اوپر مذکور ہوے اور یہہ اشعار بھی اوسی قصیدہ کے ہین شعر لَعَمْرِیْ لَقَدْ کُلِّفْتُ وَجْدًا بِاَحْمَدَ وَاَحْبَبْتُهٗ حُبَّ الْمُحِبِّ الْمُوَاصِلِ یعنے میری حیات کی قسم مین احمد کی محبت کا مبتلا ہوگیا ہون۔ اور لگاتار حاضر رہنے والے دوست کی طرح اوسکو چاہتا ہون۔ وَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ اِبْنَنَا لَامُکَذَّبٌ * لَدَیْنَا وَلَا یَعْزِیْ لِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ * سبکو معلوم ہے کہ ہمارا فرزند (محمد) ہمارے پاس جھوٹا ٹھہرا ہوا نہین ہے اور نہ کبھی نکمی بات کی طرف اوسکو منسوب کیا جا سکتا ہے۔ فَمَنْ مِثْلُهٗ فِی النَّاسِ اَیُّ مُؤَمَّلٍ * اِذَا قَاسَهُ الْحُکَّامُ عِنْدَ التَّفَاضُلِ * بھلا جب حکام لوگون کے درمیان ایک کو دوسرے پر فوقیت دینے کے وقت احمد پر قیاس لگائین تو کسی کے باب مین یہہ امید رکھی جا سکتی ہے کہ وہ اون کے

کثیر ان ہذہ القصیدۃ بلیغۃ جدا لا یستطیع ان یقولہا الا من نسبت الیہ وہی افحل من المعلقات السبع وابلغ فی تادیۃ المعنی واخرج البیہقی عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشکا الجدب والقحط وانشد ابیاتا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی صعد المنبر فرفع یدیہ الی السماء ودعا فما ردیدیہ حتی التقت السماء بأبراقہا ثم بعد ذلک جاؤا یضجون من کثرۃ المطر خوف الغرق

شل ہو سکیگا۔ حَلِیْمٌ رَشِیْدٌ عَاقِلٌ غَیْرُ طَائِشٍ + یُوَالِیْ اِلٰھًا لَیْسَ عَنْہُ بِغَافِلٍ وہ بردبار ہین خوش حالی کی راہ پاے ہوے ہین عقلمند ہین سبک مزاج وسبک حرکات نہین ہین اوس خدا کے ساتھ لو لگائے ہوے ہین (دوست) ہین جو اون سے غافل نہین ہے۔ وَاَصْبَحَ فِیْنَا اَحْمَدُ فِیْ اَرُوْمَۃٍ + تَقَصَّرُ عَنْہَا سَوْرَۃُ الْمُتَطَاوِلِ احمد ہمارے درمیان اوس عزت مند اصل والی گروہ مین جس کے آگے ہر یک دست دراز کی حدت کوتاہ ہے۔ حَدِبْتُ بِنَفْسِیْ دُوْنَہٗ وَحَمَیْتُہٗ + وَدَافَعْتُ عَنْہُ بِالذُّرٰی وَالْکَلَاکِلِ۔ مین نے اپنی جان کو وقف کردیا ہے کہ اوس تک کسی کو پہنچنے نہ دون اور اوسکی حمایت مین نے کی ہے اور سرون اور سینون کی طاقتون سے اوسپر سے سبکو ٹالدیا ہے۔ اور قصیدہ مین ایسی بہت سی پرمعنی اور بلیغ ابیات ہین۔ ابن کثیر نے کہا

فقال صلی اللہ علیہ وسلم اللھم حوالینا ولا علینا وضحک صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال للہ در ابیطالب لو کان حیا لقرت عیناہ من ینشد نا قولہ فقال علی رضی اللہ عنہ وکرم وجہہ کانک ترید قولہ

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ * ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

فقال صلی اللہ علیہ وسلم أجل قال البرزنجی فقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم در ابی طالب یشہد لہ بانہ لو رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ یہہ قصیدہ نہایت ہی بلیغ ہے ابیطالب کے سوا اس کے کہنے کا قدرت کسی کو نہین ہی اور یہہ قصیدہ معلقات سبعہ سے بہتر اور اداء معنی مین زیادہ بلیغ ہے۔ انس بن مالک رض سے بیہقی نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک اعرابی آیا اور تنگی وقحط کی شکایت کی اور چند ابیات بھی پڑہا پس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور منبر پر سوار ہو کے اپنے ہاتون کو آسمان کے طرف اوٹھایا اور دعا کیا ہنوز دست مبارک نیچے نہین فرمایا تہا کہ آسمان پر ابر جمع ہو گیا۔ بعد ازان کثرت بارش کی شکایت کرتے ہوئے آئے کہ کثرت بارش سے خوف غرق پیدا ہوا ہے پس فرمایا رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یا اللہ ہمارے اطراف مین برسا اور ہم پر مت برسا اور ہنسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ کوچلیان نمایان ہوئے بعد ازان فرمایا ابیطالب کی بہتری اللہ ہی کی ہے اگر ابو طالب زندہ ہوتا تو البتہ اوسکے

وهو يستسقى على المنبر اسره ذلك ولقرت عيناه فهذا من النبی صلی اللہ علیه وسلم شهادة لابی طالب بعد موته انه کان یفرح بکلمات النبی صلی اللہ علیه وسلم وتقر عینه بها وما ذلک الا السرور فی قلبه من تصدیقه بنبوته وعلمه بکمالاته **ثم قال البرزنجی** فتامل هذه المعانی الدقیقة ولا تکن ممن استحقرها لحقارة قائلها وفوق کل ذی علم علیم **ومن** غرر مدائح ابی طالب للنبی صلی اللہ علیه وسلم الدالة علی

آنکھوں کو اوسکا شعر ٹھنڈا کرتا جسکو اوس نے ہمارے لئے بنایا تہا پس علی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ شاید آپ کی مراد یہہ قول ہے

وَابيَضَ يُستَسقَى الغَمَامُ بِوَجهِهٖ * ثِمَالُ اليَتَامٰى عِصمَةٌ لِلاَرَامِلِ

ترجمہ سابق گذرا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سچ کہا برزنجی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ قول وَلِلّٰہِ دَرُّہٗ یعنے ابی طالب کے لئے اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ اگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر بارش کی دعا کرتے ہوے دیکھتے تو یقیناً خوش ہوتے اور انکی آنکھین ٹھنڈی ہوتین پس یہہ ابیطالب کے لئے اونکی موت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر پر گواہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات سے ابیطالب خوش ہوتے تھے اور اون سے اونکی آنکھین ٹھنڈی ہوتی تھین اور یہہ نہین تہا مگر ایک بہید کے سبب سے اور ابیطالب کے قلب مین

تصدیقه ایاه قوله

اذا اجتمعت یوما قریش لمفخر | فعبد مناف سرها وصمیمها
فان حصلت انساب عبد منافها | ففی هاشم اشرافها وقدیمها
وان فخرت یوما فان محمدا | هو المصطفی من سرها وکریمها

وهذا موافق لقوله صلی اللہ وسلم واصطفانی من بنی هاشم قال البرزنجی وهذا نطق بالوحی قبل صدوره من النبی صلی اللہ علیه وسلم فانه صلی اللہ علیه وسلم اخبر بذلک

نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور اون کے کمالات کا علم قرار پاگیا تھا۔ برزنجی نے کہا کہ ان دقیق معانی مین تامل کر اور تو بھی اون لوگون مین شامل مت ہوجا جنہون نے ان معانی کو اون کے قایل کے حقیر ہونیکے وجہ سے حقیر جانا ہر ایک ذی علم پر دوسرا قایل ہے بعض مدایح ابوطالب سے جو تصدیق نبوت پر دال ہین یہہ اشعار بھی ہین

شعر اِذَا اجْتَمَعَتْ یَوْمًا قُرَیْشٌ لِمَفْخَرٍ + فَعَبْدُ مَنَافٍ سِرُّهَا وَصَمِیْمُهَا

کوئی دن قوم قریش کسی فخر کے لئے جمع ہوتی ہے۔ (کسی فخر کے اظہار کا قصد کرتی ہے) تو عبد مناف کا خاندان ہی اوس قوم کی عمدہ اور خالص جماعت ہے۔ فَاِنْ حَصَلَتْ اَنْسَابُ عَبْدِ مَنَافِهَا + فَفِیْ هَاشِمٍ اَشْرَافُهَا وَقَدِیْمُهَا۔ پھر اگر قریش مین سے خاندان عبد مناف کے نسب جمع ہوجائین تو اس خاندان کے اشراف اور قدیمی شرف والے

نسخہ بدل

بعد مدة من قول ابیطالب والحدیث وحی کالقران فثبت بهذه الاخبار والاشعار ان اباطالب کان مصدقا بنبوة النبی صلی اللہ وسلم وذلک کاف فی نجاته قال القرافی فی شرح التنقیح عند قول ابیطالب وقد علموا ان ابننا لامکذب * لدینا ولا یعزی لقول الاباطل ان هذا تصریح باللسان واعتقاد بالجنان وان اباطالب ممن امن بظاهره وباطنه غیر انه کفر ظاهرا ولم یذعن للفروع وکان

لوگ بنی ہاشم ہی ہوتے ہین وَاِنْ تَفَخَرَتْ یَوْمًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا * هُوَ الْمُصْطَفٰی مِنْ سِرِّهَا وَكَرِيْمِهَا اور اگر بنی ہاشم کوی دن فخر کرین تو محمد ہی اس گروہ کے عماید اور خالص شرف والون مین برگزیدہ ہین۔ اور یہہ قول قول سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے۔ آپ نے فرمایا تہا وَاصْطَفَانِی مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ یعنے مجھکو بنی ہاشم سے برگزیدہ کیا۔ برزنجی نے کہا کہ ابیطالب کا یہہ قول نطق بالوحی ہے قبل صدور وحی کے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قول ابیطالب سے ایک مدت بعد اسکو فرمایا تہا اور حدیث بھی مثل قرآن کے وحی ہے۔ پس ان اخبار واشعار سے ثابت ہوا کہ ابوطالب نبوت رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصدق تھے اور اون کے نجات کے لئیے یہی کافی ہے۔ شرح تنقیح مین قرافی نے ابیطالب کے اس قول کے نسبت شعر وَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ اِبْنَنَا لَا مُكَذَّبٌ * لَدَيْنَا وَلَا

یقول انی لا اعلم ان ما یقول ابن اخی حق و لولا انی اخاف ان تعیرنی نساء قریش لاتبعته اھ واجیب کما مربانہ لم یذعن ظاھراً خوفاً من ان قریشا لا تقبل حمایته **وقوله** لولا انی اخاف ان تعیرنی نساء قریش انما قال ذلك تعمية على قريش ليوهم عليهم انه على دينهم وهذا عذر صحيح بلغ به تمكين النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نبوته والدعوة الی ربه وجاء فی صحیح مسلم انه یقال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم القیامة

یَعِزُّ ی لِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ جسکا ترجمہ پیشتر مذکور ہوگیا ہے بیان کیا کہ یہہ حقیقت مین تصریح باللسان و تصدیق بالجنان ہے اور بلا شک ابوطالب منجملہ اون اشخاص کے تھے جنہون نے ظاہر و باطن سے ایمان لائے مگر ظاہر مین اونہون نے اسلام نہین لایا اور فروع اسلام کی اطاعت نہ کی اور ابوطالب کہتے تھے کہ مین خوب جانتا ہون کہ میرا بھتیجا جو کچھہ کہتا ہے حق ہے اگر مجھکو زنان قریش کے طعنہ زنی کا خوف نہوتا تو بے شک اوسکی اتباع کرتا۔ آہ۔ اور جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا اسطرحپر جواب دیا گیا ہے کہ صرف اس خوف سے کہ قریش اوسکی حمایت کو قبول نہ کرینگے ظاہر مین اطاعت نہ کی اور یہہ قول (اگر مجھکو زنان قریش کے طعنہ زنی کا خوف نہوتا) صرف قریش سے چھپانے کے لئے کہا تا کہ وہ اس خیال مین رہین کہ ابوطالب اونہی کے دین پر ہے۔ اور یہہ صحیح عذر ہے جسکی وجہ سے کامل ہوا نبی

اخرج من کان فی قلبه مثقال حبة من خردل من ایمان وهذا الحدیث

وغیره مما یماثله من الاحادیث کلها تدل بظاهرها علی ان النطق

بالشهادتین لیس شرطا فی النجاة بل ولا دخل له فیها والا لما کان

فانها نفاقا فی الدرک الاسفل من النار ثم قال البرزنجی وهذا

الذی اخترناه من کون نجاة ابیطالب لما کان عنده من التصدیق

الکافی فی النجاة الاخرة هو طریق المتکلمین من ائمتنا الاشاعرة وهو

---

صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام نبوت اور دعوت الی الحق مین۔ اور یہہ روایت

صحیح مسلم مین آئی ہے کہ قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا جائیگا

کہ جس کے دل مین رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوا وسکو دوزخ

سے آپ نکال لو اور یہہ حدیث اور سوا اس کے اس قسم کے اور

تمام احادیث بالظاہر اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ نجات کے لئے

نطق بالشہادتین شرط ہنین ہے بلکہ اوسکو نجات مین کوئی دخل ہی نہین ہے

ورنہ نفاق سے کلمہ پڑہنے والا آگ کے درک اسفل مین داخل ہوتا

پہر برزنجی نے کہا کہ ابیطالب مین اوس تصدیق کے پائے جانے

کیوجہ سے جو نجات آخرت کیلئے کافی ہے ہم نے نجات ابیطالب کے

متعلق جو مسلک اختیار کیا یہی طریقہ ہمارے ائمہ متکلمین اشاعرہ کا ہے

اور اسی پر احادیث شفاعت دلالت کرتے ہین اور احادیث شفاعت

ما دلت علیه احادیث الشفاعة واحادیث الشفاعة کثیرة وکلها فیها التصریح بأنها لا تنال مشرکا وقد نالت الشفاعة اباطالب کما سیأتی بیانه فدل ذلک علی عدم اشراکه ثم ذکر البرزنجی الدلایل التی تمسک بها القائلون بعدم نجاته وقلب استدلالهم بها علی عدم النجاة وجعلها دالة علی النجاة فمن ذلک ما رواه البخاری ومسلم عن العباس بن عبد المطلب رضی الله عنه عم النبی صلی الله

بہت ہین اور اون تمام مین اس امر کی تصریح ہے کہ شفاعت مشرک کو نصیب نہوگی۔ اور اسکا بیان قریب آویگا کہ یقیناً ابیطالب کو شفاعت نصیب ہوگی۔ پس یہہ مضمون ابیطالب کے مشرک نہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے بعد برزنجی نے اون دلائل کا ذکر کیا کہ جن پر عدم نجات ابیطالب کے قائل تمسک کرتے ہین اور لوٹ دیا اون کے استدلال عدم نجات کو اسطور پر کہ اوہی ادلہ سے نجات ثابت ہوتی ہے۔ پس اون ادلہ سے ہے یہہ حدیث جسکو بخاری اور مسلم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اونہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ابو طالب آپکی حفاظت اور مدد کرتا ہے اور آپ کے لئے مخالفین پر غضبناک رہتا ہے پس کیا اوسکو یہہ نفع دیگا۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا نعم مین نے اوسکو پایا کثرت

علیہ وسلم انہ قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اباطالب کان
یحوطک ای یحفظک وینصرک ویغضب لک فھل ینفعہ
ذلک قال نعم وجدتہ فی غمرات من النار ای مشرفا علیھا کما سیاتی
تفسیرہ **وفی روایۃ** وکان فی غمرات من النار ای مشرفا علیھا
فاخرجتہ الی ضحضاح ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار
**والضحضاح** مارق من الماء علی وجہ الارض الی نحو الکعبین

آتش میں یعنی بلند کیگئی تھی آتش اسکی تفسیر قریب آویگی۔ اور ایک
یہ ہے وَكَانَ فِي غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ اَیْ مُشْرِفًا عَلَيْهَا فَاَخْرَجْتُهُ
اِلَى ضَحْضَاحٍ وَلَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ یعنے
تھا کثرت آتش میں جو بلند کی گئی تھی پس اسکو میں نے نکالا پایاب
تک اگر میں نہوتا تو طبقہ اسفل نار میں رہتا۔ (ضحضاح اوسکو
کہتے ہیں پانی ملی ہوی نرم زمین کو جو ٹخنوں تک ہو پس اسمقام
پر آگ کے لئے بطور استعارہ لیا گیا ہے) ابوسعید خدری سے
بخاری ومسلم نے روایت کیا کہ ابوطالب کا تذکرہ رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس ہوا آپ نے فرمایا امید ہے کہ اوسکو میری شفاعت
روز قیامت پہونچے پس گردانے جائیگا نار میں جو پہونچے ٹخنوں
تک جس سے اوسکا دماغ جوش کہاتا رہیگا۔ اور روایت کیا

فاستغیر للنار وفی روایة للبخاری ومسلم ایضا عن ابی سعید
الخدری رضی اللہ عنہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر عندہ عمہ
ابو طالب فقال لعلہ تنالہ شفاعتی یوم القیامۃ فیجعل فی ضحضاح
من نار یبلغ کعبیہ یغلی منہا دماغہ وروی مسلم وغیرہ عنہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان اباطالب اھون اھل النار عذابا قال
القائلون بعدم نجاتہ ان ھذہ الاحادیث الصحیحۃ دالۃ علی
کفرہ وعلی انہ فی النار فلا یمکن القول بنجاتہ لان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اخبر بحالہ فیما بینہ وبین اللہ فی الدار الاخرۃ فدل علی انہ لم
یکن مصدقا بقلبہ واما ما صدر منہ من نصرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

مسلم وغیرہ سے نے کہ تحقیق ابوطالب کو بمقابلہ اور اہل نار کے عذاب مین
آسانی ہوگی۔ جو اشخاص عدم نجات کے قایل ہین اونہون نے کہا کہ
یہہ صحیح حدیثین ابیطالب کے کفر اور اس امر پر دلالت کرتے ہین
کہ وہ دوزخ مین ہے پس اوس کے نجات کے قایل ہونا
ناممکن ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کے حال سے
جو درمیان اوس کے اور اللہ تعالی کے دار آخرت مین ہے
خبر دیدی پس مقدمۂ مذکورہ دال ہے اس امر پر کہ ابیطالب مصدق
بالقلب نہ تھا لیکن اون سے نصرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ظاہر

فانما كان من باب حمية العرب والانفة من ان يغتال ابنه من بين يديه وقد كلفه بذلك عبد المطلب **ثم قال البرزنجي** قلت الجواب ان نفس الاحاديث التي ذكرت تدل على نجاته وذلك ان الله تعالى قد اخبر عن الكفار بانهم لا يخفف عنهم من عذابها وبانهم لا يفتر عنهم وبانهم ما هم منها بمخرجين وبانهم لا تنفعهم شفاعة الشافعين الى غير ذلك وقد ثبت في الاثر الصحيح ان الجحيم هي الطبقة التي يعذب فيها عصاة المؤمنين ثم يخرجون منها وهي اعلى طبقات النار وعصاة المؤمنين عذابهم أخف من عذاب الكفار وحيث صح ان

ہوی وہ صرف حمیت عرب سے تھی اور اس معنی کا عار تھا کہ کوئی شخص اپنے روبرو اپنے فرزند پر غلبہ نکرے اور اسی کی تکلیف دی تھی اونکو عبد المطلب نے پھر برزنجی نے کہا کہ مین اسکا یہہ جواب دیتا ہون کہ نفس احادیث جو مذکور ہوے نجات ابو طالب پر دال ہین اور وہ یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے حال کفار سے اسطرح خبر دیا کہ اون سے عذاب دوزخ کا تخفیف نہین کیا جائیگا اور اون مین سستی نہوگی اور وہ دوزخ سے خارج نہونگے اور اون کے لئے کسی کی شفاعت فائدہ ندیگی اور سوائے اسکے بھی ہے۔ اور تحقیق خبر صحیح سے ثابت ہوا کہ جحیم ایک طبقہ ہی جس مین مومنین گنہ گار کو عذاب دیا جائیگا پھر وہ اوس سے نکالے جائینگے۔ اور کل طبقات نار مین جحیم اعلی ہی اور مومنین

ابا طالب اهون اهل النار عذابا على الاطلاق فيكون أهون عذابا حتى من عصاة المؤمنين ولو لم نقل بذلك لما صدق قوله صلى الله عليه وسلم انه اهون اهل النار عذابا ولو فرض انه كافر يخلد فى النار وهو اهون اهل النار عذابا لكان عذاب الكفر اهون من عذاب بعض المؤمنين العصاة وهذا لا يقول به احد فثبت ان عذابه اهون من عصاة المؤمنين وثبت انه تنفعه شفاعة النبى صلى الله عليه وسلم ولهذا خفف عنه العذاب وجعل اخف اهل النار

گنہ گار کا عذاب عذاب کفار سے خفیف نہ ہوگا اور جبکہ عذاب مین ابیطالب کا مطلقاً اہل نار سے اہون ہونا ثابت ہو گیا تو وہ عذاب مین مومنین گنہ گار سے بھی اہون ہونگے اگر ہم یہہ نہ کہین تو صادق نہ آیگا یہ قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اَنَّہٗ اَھْوَنُ اَھْلِ النَّارِ عَذَاباً یعنے تحقیق کہ وہ اہل نار سے اہون ہے عذاب مین اور اگر فرض کر لیا جائے کہ وہ کافر ہے آگ مین ہمیشہ رہیگا اور وہ عذاب مین اہل نار سے اہون بھی ہے تو کفر کا عذاب بعض مومنین گنہ گار کے عذاب سے اہون ہونا لازم آویگا حالانکہ اسکا کوئی قایل نہین ہے پس ثابت ہوا کہ ابیطالب کا عذاب مومنین گنہ گار کے عذاب سے اہون ہے اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت فائدہ دیگی۔ اسی واسطے

عذابا فاخرج من طمطام النار وغمراتها اى ابعد عما كان مشرفا
على دخوله لولا النبى صلى الله عليه وسلم الى ضحضاح منها والبس نعلين
من النار فصارت لا تغطى ظهور رجليه وهذه هى اعلى النار لا اعلى
منها بحيث ان النار ما مست الا تحت قدميه وليس ذلك الا فى
الطبقة الفوقانية التى مكان عصاة هذه الامة وقد صحت
الاحاديث بانهم يخرجون منها بحيث لا يبقى فيها من كان فى قلبه
أدنى أدنى أدنى من مثقال حبة من خردل من ايمان وقد صح ايضا ان

اوس سے عذاب تخفیف کیا جائیگا اور اخف اہل نار گردانا جائیگا عذاب
مین پس خارج فرمائینگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرت نار اور اوس کے
سختیون سے یعنے اوس مقام سے دور فرمائینگے کہ جہان ابیطالب کو
(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پایاب نار کے طرف نہ نکالنے کی صورت
مین) قریب داخل ہونے والے ہونگے اور آگ کے نعلین پہنائے جائینگے
جس مین دونون پیر ڈہنپ جائینگے یہہ طبقہ سب کے اوپر کا ہے
جسپر دوسرا طبقہ نہین بایں حیثیت کہ نہین مس کرتی آتش مگر تحت مین
قدمون کے اور یہہ نہوگا مگر طبقۂ فوقانیہ مین جو مکان اس امت کے
گناہگارون کا ہی ــ اور تحقیق کہ اس مضمون کے احادیث صحت کو
پہونچے ہین کہ خارج ہونگے مومنین دوزخ سے یہانتک کہ باقی نرہیگا

هذه الطبقة بعد ما يخرج منها عصاة هذه الامة تنطفي نارها وتصفق الريح ابوابها وينبت فيها الجرجير ولا يجوز ان ينبت فيها الجرجير وفيها نار تمس تحت القدم فوجب ان يخرج منها ابو طالب بهذه الادلة و كلها صحيحة ثم قال البرزنجي ونقول ورد في الصحيح انه صلى الله عليه وسلم قال شفاعتي لاهل الكبائر وفي لفظ لمن لم يشرك بالله شيئا واللام للاختصاص مثل الحمد لله ومعناه شفاعتي مختصة باهل الكبائر وحيث كانت مختصة باهل الكبائر فهي لا تكون لمشرك يعني

آتش ہین جس کے قلب مین رائی کے دانہ سے بھی بہت ہی کمتر ایمان ہو اور یہہ حدیث بھی صحت کو پہنچی ہی کہ اس طبقہ سے اس امت کے گنہ گار نکلنے کے بعد اوسکی آگ بجھ جاویگی اور دروازون پر ہوا مارتی رہیگی اور اوگیگا گہانس حالانکہ جہان ایسی آگ ہو کہ کف پا کو مس کرتی وہان گہانس پیدا نہین ہوگی پس ان ادلہ سے واجب ہوا کہ مقام مذکور سے ابو طالب نکالا جاوے اور جمیع ادلہ صحیح ہین پھر برزنجی نے کہا کہ اور ہم کہتے ہین کہ صحیح مین وارد ہوا ہے کہ فرمایا رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے شَفَاعَتِی لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ یعنے میری شفاعت اہل کبائر کیلئے ہی۔ اور یہہ لفظ بھی وارد ہی لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا یعنے میری شفاعت اوس کے لئے ہی کہ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی شے شریک نکیا ہو۔ اور لام اختصاص کے لئے آیا مثل الحمد للہ کے پس اوسکا معنی یہہ ہے

ان الشفاعة التی لغفران الذنوب تختص باهل الکبائر فان الصغائر یکفرها
اجتناب الکبائر والکفار لا تنفعهم شفاعة الشافعین لان الله لا یغفر
ان یشرک به واذا لم یغفر لم یدخل تحت الشفاعة لان کل عذاب فی مقابلة
ذنب مالم یغفر ذلک الذنب لا یرفع عنه العذاب الذی فی مقابلته واذا
لم یغفر الشرک صدق ان لا تنفعه شفاعة الشافعین والشافعین جمع
محلی باللام فیفید العموم لجمیع الشافعین فتدخل شفاعته صلی الله علیه وسلم

کہ میری شفاعت مختص ہے اہل کبایر کے ساتھ اور جب اہل کبائر کے ساتھ
مختص ہوی تو وہ مشرک کو نصیب نہو گی یعنی جو شفاعت بخشایش ذنوب کیلئے
ہوگی وہ اہل کبائر کے ساتھ خاص ہوگی کیونکہ گناہ کبیرہ سے بچنا یہہ کفارہ
ہوجاتا ہے گناہ صغیرہ کا اور کفار کو شفاعت شافعین کی نافع نہین ہے
کیونکہ خداتعالی شرک کو نہین بخشتا اور جب شرک کو نہین بخشتا ہی تو اوسکو
تحت شفاعت داخل نہین کریگا۔ کیونکہ ہر ایک عذاب ایسے گناہ کے عوض
مین ہے کہ جب تک وہ بخشی نجائے اوسکے عوض کا عذاب رفع نہوگا۔ اور
جبکہ شرک کی بخشایش نہین ہوئی ہے تو یہہ صادق آیا لَا تَنْفَعُهُ شَفَاعَةُ
الشَّافِعِیْنَ یعنے نہین نفع دیگی مشرک کو شافعین کی شفاعت اور لفظ
الشافعین جمع محلی باللام ہے جو فائدہ دیتا ہے عموم شافعین کا پس اس
عموم مین داخل ہوگی شفاعت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پس وہ

فانما لا تنفع الکافرین کما لا تنفعھم شفاعۃ غیرہ وابو طالب قد نفعتہ شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فخفف عنہ العذاب واخرج من غمرات النار الی ضحضاح النار بشفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجب ان یکون من اھل الکبائر ما عدا الکفر ووجب ان یخرج من النار ولانہ صار من عصاۃ الامۃ الذین ھم فی الطبقۃ العلیا وکل من کان کذلک یخرج ویدخل الجنۃ وھذا معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ارجو لہ من ربی کل خیر وھذا الحدیث اخرجہ ابن سعد وابن عساکر

کفار کو نفع نہ دیگی جیسے اورون کی شفاعت بھی اونکو نفع نہین دیتی ہے اور ابوطالب کو تحقیق نفع دیگی شفاعت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اون سے عذاب بھی تخفیف ہوگا۔ اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے نکالے جائینگے کثرت آتش سے ضحضاح نار مین یعنے اوس مقام مین جہان آگ صرف زیر قدم ہوگی پس واجب ہوا ہونا ابوطالب کا اہل کبائر سے سوائے کفر کے اور واجب ہوا اونکا نکالا جانا آگ سے۔ کیونکہ ہوگئے ابوطالب اون گنہ گاران اُمت سے جنکا مقام دوزخ مین سب سے اوپر کے طبقہ مین ہوگا۔ اور جو شخص کہ ایسا ہوگا وہ دوزخ سے نکالا جائیگا اور جنت مین داخل کیا جائیگا۔ اور یہی معنی ہے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ترجو لابی طالب قال کل الخیر ارجوہ من ربی ولا یرجی کل الخیر الا لمؤمن ولا یجوز ان یراد بہذا ما حصل من تخفیف العذاب فانہ لیس خیرا فضلا عن ان یکون کل الخیر وانما ہو تخفیف الشر وبعض الشر اہون من بعض والخیر کل الخیر دخول الجنۃ واخرج امام الرازی فی فوائدہ بسند یعتد بہ فی المناقب عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ شفعت

اَرْجُوْلَہٗ مِنْ رَبِّیْ کُلَّ خَیْرٍ یعنے اپنے رب سے ہر طرح کے خیر کی امید اسکے لیئے رکھتا ہون۔ اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ابن سعد وابن عساکر نے بیان کیا کہ ابن عباس رض نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے دربارہ ابوطالب کے کیا امید ہے جواب مین آپ نے فرمایا کہ اپنے رب سے ہر طرح کی امید ابوطالب کے لئے خیر کی رکھتا ہون اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک خیر کی امید ہنین رکھینگے مگر مومن ہی کیلئے اور جائز ہنین ہے کہ مراد کل الخیر سے تخفیف عذاب لی جاسے کیونکہ وہ خیر ہی ہنین ہی کل الخیر ہونا تو در کنار ہے۔ اور تخفیف عذاب ہی شر ہے اور بعض شر اہون ہے بعض سے۔ اور خیر جو کل الخیر ہو وہ دخول جنت ہے اور امام رازی اپنی کتاب فوائد مین ایسی سند سے جس پر مناقب مین اعتبار

لابی وامی وعمی ابیطالب واخ لی کان فی الجاهلیة اورده المحب الطبری
فی کتابه ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ واخرجه ابونعیم
وصرح بان الاخ کان من الرضاع (قال البرزنجی) ان النار اسم للطبقات
کلها وقد اخبر صلی اللہ علیه وسلم ان اباطالب اخف اهل النار
عذابا علی الاطلاق وبین وجه ذلك بان النار لا تمس الا تحت قدمیه
فلا یجوز ان یکون کافرا لان فی المومنین من صح الاخبار عنهم فی ذنب

کیا جاتا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہوگا روز قیامت کا مین شفاعت کرونگا اپنے
باپ اور مان اور چچا ابی طالب کی اور بہائی کی جو تھا جاہلیۃ مین اس حدیث
کو محب طبری نے کتاب ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ مین بیان
کیا اور اس حدیث کو ابونعیم نے اخراج کیا ہے اور اس امر کی تصریح کی
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برادر رضاعی تھا کہا برزنجی نے کہ نار
جمیع طبقات کا نام ہے اور تحقیق خبر دی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ بلاشبہہ ابوطالب بلحاظ عذاب اخف اہل نار ہے علی الاطلاق
اور اسکی وجہ یہہ بیان فرمائی کہ آتش مس نہین کریگی مگر اوس کے زیر قدم
کو پس اونکا کافر ہونا جایز نہوگا کیونکہ اس سے سخت عذاب کے اخبار
صرف ایک گناہ کے عوض مین (جیسے خیانت غنیمت یا عقوق والدین

واحد من الغلول او العقوق او تعذیب الهرة او التبختر بعد ذلک اکبر من ھذا فقد جاء فیمن غل من الغنیمة شملة صغیرة انما تلتھب علیه نارا وفیمن غل بردة من صوف انه جعل له درع مثلھا من نار وان من جاء بریئا من الغلول دخل الجنة وجاء ان عقوق الوالدین من اکبر الکبائر و ذکر فی بعض الاحادیث بعد الشرک باللہ وفی القران واعبدوا اللہ ولا تشرکوا به شیئا وبالوالدین احسانا وصح ثلاثة

یا بلی کو تکلیف دینا یا غرور و ناز سے چلنا) مومنین کے حق بھی آئے ہین پس اوس شخص کے شان مین جس نے مال غنیمت سے ایک چھوٹی کمل چرا وے یہہ خبر آئی ہے کہ وہ آگ بنکر سارق پر شعلہ زن ہوگی۔ اور جو شخص ایک پشمینہ کپڑا چرا وے اوس کے حق مین یہہ وارد ہے کہ سارق کو آگ کا ویسا ہی کپڑا پہنایا جاویگا۔ اور یہہ بھی آیا ہے کہ جو شخص سرقت سے بری رہیگا داخل جنت ہوگا۔ اور یہہ بھی آیا ہے کہ والدین کی نافرمانی اکبر الکبائر ہے۔ اور بعض احادیث مین شرک کے بعد عقوق والدین کا ذکر ہے اور قرآن شریف مین مذکور ہے وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا سورہ ن، رکوع ۵ یعنے بندگی کرو اللہ کی اور مت شریک کرو اوس کے ساتھہ کسی چیز کو اور والدین سے احسان کرو۔ اور صحت کو پہونچی یہہ بات کہ کوئی عمل ساتھہ اس تین

لا ینفع معهن عمل الشرك بالله وعقوق الوالدین والفرار من الزحف
وصح ایضاً لا ینظر الله یوم القیامة لعاق والدیه وصحت احادیث
کثیرة فی شدة عذاب العاق لوالدیه وانه آخر من یخرج من النار من العصاة
وصح دخلت امراة النار فی هرة ای بسبب حبسها هرة وصحت
احادیث کثیرة فی النهی عن التبختر وشدة العذاب لمن تبختر ولوکان
ابوطالب کافرالکان عذاب الکفر دون عذاب الکبائر ومع ان

چیز کے نفع نہ دیگا یعنے شرک باللہ اور عقوق والدین۔ اور وقت مقابلہ
میدان جنگ سے بہاگنا۔ اور یہہ بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز
عاق والدین پر نظر نکریگا۔ اور بہت احادیث صحیحہ سے عاق والدین
کے لئے شدت عذاب ثابت ہی اور وہ شخص تمامی گناہگاروں کے بعد
دوزخ سے نکالا جائیگا۔ اور صحت کو پہونچی ہے یہہ بات کہ ایک عورت
بسبب قید کرنے بلی کے داخل دوزخ ہوی۔ اور ناز سے چلنے
کی ممانعت مین اور ایسے چلنے والے کو سخت عذاب ہونے کے
بیان مین بہت سی صحیح حدیثین آئی ہین۔ اگر ابوطالب کافر ہوتے تو
کفر کا عذاب کبائر کے عذاب سے کم ہوتا حالانکہ عذاب کفر کا
عذاب کبائر سے یقیناً فایق ہے جس مین کوہی شبہہ نہین ہے
کیونکہ کفر اکبر کبائر ہے اور وہ نہین بخشا جائیگا بخلاف باقی کبائر

عذاب الکفر فوق عذاب الکبائر قطعا وھذا لاشک فیه فان الکفر اکبر الکبائر ولا یغفر بخلاف بقیة الکبائر ولو وجد مؤمن عاص اخف عذابا من ابیطالب لزم الخلف فی قول الصادق صلی اللہ علیه وسلم حیث جعله اخف اھل النار عذابا علی الاطلاق فوجب ان یکون عذابا کعذاب عصاة المؤمنین بل یکون اخف العصاة عذابا وھذا العذاب فی مقابلة کبیرة ھی ترک النطق بالشھادة

کے اور ابیطالب سے کم عذاب پانیوالا اگر کوئی گنہگار مومن پایا جاوے تو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مین کذب لازم آئیگا کیونکہ آپ نے ابیطالب کو مطلقا اہل نار مین اخف العذاب قرار دیا ہے۔ پس لازم آیا ہونا ابیطالب کے عذاب کا مثل عذاب مومنین گنہگار کے بلکہ انکا عذاب گنہگارون کے عذاب سے بھی اخف ہوگا۔ اور یہہ عذاب ایک کبیرہ یعنی کلمۂ شہادت کے نہ کہنے کے عوض مین ہے بشرطیکہ ہم یہہ کہین کہ ابوطالب کلمۂ شہادت نہ کہے اور اونکا یہہ نہ کہنا کبیرہ گناہون سے ایک گناہ ہے۔ اور کلمۂ شہادت نہ کہنے کے نسبت ابیطالب کا عذر اگرچہ مانع صحت ایمان نہین ہے لیکن اوسکی معصیت ہونے کا منافی بھی نہین ہے۔ یا یہہ کہ ابیطالب نے کلمۂ شہادت

ان قلنا انه لم ینطق بها وان ترك النطق بها معصية من كبائر المعاصي
وان عذره في ترك النطق بها لا يمنع من صحة الايمان لكنه لا ينفي
كون ذلك الترك معصية أو نطق بها ولم يسمعها النبي صلى الله عليه وسلم
فلم يعتد بها فكانه ما نطق بها وذلك ان النبي صلى الله عليه وسلم
حضر اباطالب عند الموت وعنده ابوجهل وعبد الله بن ابي
امية المخزومي فقال له النبي صلى الله عليه وسلم اي عم قل
لا اله الا الله كلمة احاج لك بها عند الله فقال ابوجهل وعبد الله
بن أبي امية يا اباطالب اترغب من ملة عبد المطلب فلم يزل الايرد

کہا اور اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سماعت نفرمایا پس نہین اعتبار
کیا اوسکا پس گویا وہ کلمۂ شہادت کہا ہی نہین اور یہہ اسطرح ہے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ابیطالب کے پاس اون کے موت کے
وقت تشریف لائے اور اون کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن
ابی امیۃ المخزومی موجود تھے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ ای عم قُل لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ كَلِمَةً اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ یعنے
ای چچا لا الہ الا اللہ کہو اس کلمہ کے سبب سے مین تمھارے لئے اللہ کے
پاس حُجت پیش کرونگا پس کہا ابوجہل اور عبداللہ ابن ابی امیہ نے
ای ابوطالب کیا تم ملت سے عبدالمطلب کے روگردانتے ہو۔ پس اس قول

انه حتی قال ابوطالب آخر ما کلمهم به هو علی ملة عبد المطلب وابی ان یقول لا اله الا الله **وفی روایة** فلما رای ابوطالب حرص رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ایمانه قال یا ابن أخی لولا مخافة قریش انی انما قلتها جزعا من الموت لقلتها **وفی روایة** لما تقارب من ابیطالب الموت نظر الیه العباس فرآه یحرك شفتیه فاصغی الیه باذنه فسمع منه الشهادة فقال للنبی صلی الله علیه وسلم یا ابن اخی والله لقد قال اخی الکلمة التی امرته بها ولم یصرح العباس

کو ان ہر دونون نے تکرار کرتے رہے یہانتک کہ ابوطالب نے بات کی اونہون نے ان لوگون کے ساتھ جو گفتگو کی اوسکا اخیر یہہ تھا کہ وہ عبد المطلب کے ملت پر ہے اور انکار کیا لا اله الا الله کہنے سے اور ایک روایت اسطرح وارد ہے کہ جب ابوطالب نے دیکھا کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ایمان لانے پر کمال آرزو ہے تو کہا اے برادرزادے اگر ہوتا قریش سے خوف طعنہ زنی کا کہ مین نے موت سے ڈر کر یہہ کلمہ کہا تو بے شک اوسکو کہتا اور ایک روایت مین یہہ ہے کہ ابیطالب سے جب موت قریب ہوی تو اون کے طرف عباس نے نظر کیا پس دیکھا اونکو کہ اپنے دونون لب ہلا رہے ہین پس عباس نے اونکی طرف کان لگادیے

بلفظ لا الٰہ الا اللہ لکونہ لم یکن اسلم حینئذ فقال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم لم اسمع وھذا معنی قولھم انہ صلی اللہ علیہ لم یعتد بھا
فکانہ لم ینطق بھا والقائلون بعدم نجاتہ لم یأخذوا بھذا الحدیث
لکون العباس شھد بھا حال کفرہ قبل ان یسلم و بعضھم ضعف ھذا
الحدیث فعلی تسلیم عدم الاعتداد بنطقہ ھذا وان الحدیث ضعیف
فنقول ھو کافر باعتبار احکام الدنیا واما عند اللہ فھو مؤمن
ناج ممتلی قلبہ ایمانا بدلیل ما تقدم عنہ مما یدل علی ذلک انہ یکن

پس سنا اوس سے شہادت کو پس کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ اے میرے بھتیجے خدا کی قسم ہے میرا بھائی یقیناً وہ کلمہ کہا جسکا آپنے
امر فرمایا تھا اور عباس رضہ اپنے زبان سے تصریحاً لا الٰہ الا اللہ
نہ کہے کیونکہ اوسوقت مشرف بایمان نہ ہوے تھے۔ پس رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نہین سنا اور یہی ہے مقصود
اون کے اس قول سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا اعتبار
نہین فرمایا پس گویا ابیطالب نے کلمۂ شہادت نہ کہا۔ اور جو اشخاص
عدم نجات کے قائل ہین وہ اس حدیث کو لیتے ہی نہین اس لیے
کہ یہہ گواہی عباس رضہ کی قبل اسلام لانے کے حالت کفر کی تھی۔
اور بعض نے حدیث مذکور کو ضعیف کہا۔ پس ابیطالب کے نطق

ان عدم نطقه بحضور ابی جهل وعبد الله بن امیة حرصا منه
علی بقاء الحفظ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وصیانته من اذیتهم
له بعد وفاته لانه کان یری انه اذا اظهر لهم انه علی دینهم
تبقی حرمته وتعظیمه عندهم بعد وفاته فلا ینال النبی صلی الله
علیه وسلم منهم اذی واذا کان هذا قصده کان معذورا فتکون
اجابته لهما بما اجابهم به مداراة لهما لئلا ینفرهما خشیة

بالشہادت کے عدم اعتبار اور ضعف حدیث کو تسلیم کر لینے پر بھی ہم
یہہ کہینگے کہ وہ احکام دنیا کے اعتبار سے کافر ہے لیکن اللہ
کے پاس مومن تھے نجات پانے والا ایمان سے اونکا دل بھرا ہوا
تھا اسکی دلیل پیشتر مذکور ہوی جسپر یہہ امر دلالت کرتا ہے ممکن ہے
کہ ابی جہل اور عبداللہ بن امیہ کے سامنے ابیطالب کا کلمہ شہادت
نہ کہنا صرف اس طمع سے ہو کہ اپنے مرنے کے بعد بھی قریش کی اذیت
سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہیں کیونکہ ابیطالب یہہ سمجھتے تھے
کہ قریش پر جب یہہ ثابت ہو جائیگا کہ وہ اونہی کے دین پر ہے
تو مرنے کے بعد بھی اپنی تعظیم قریش کے پاس باقی رہیگی پس اونسے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ پہونچیگی۔ اور جب کہ ہو یہ قصد
ابوطالب کا تو وہ معذور رہیں پس ابوطالب کا جواب مذکورہ سے

ان یوذوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ علی انہ
یمکن الجمع بین امتناعہ ونطقہ بانہ امتنع بحضورھما مدارۃ لہما
فلما انطلقا وذھبا نطق بہا واصغی الیہ العباس فسمعہ ینطق بہا
ولہذا قال فی الحدیث السابق ماکلمہم بہ یعنی اباجھل ومن کان معہ
ولم یقل اخر ما تکلم بہ مطلقا فدل علی ان قولہ ھو علی ملۃ عبد المطلب
دلیل علی انہ علی التوحید لان عبد المطلب کان علی التوحید کبقیۃ

اون دونون کو جواب دینا اون کے مدارات کے لئے ہوگا اس
خوف سے کہ کہین اون دونون کو نفرت ہو جاسے اور اپنے
مرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ پہونچائین اس کے
علاوہ نطق بالشہادت اور امتناع نطق کے دونون روایت
اسطرح جمع بھی ہو سکتے ہین کہ اون دونون کے سامنے اونکی
مدارات کے لئے کلمۂ شہادت کہنے سے باز رہا اور جب وہ چلا گئے
تو کلمۂ مذکورہ کہا اور اوس کے طرف عباس نے کان لگا دئے تو
سنا کہ کلمۂ شہادت کہہ رہا ہے اور اسیواسطے حدیث سابق مین
کہا مَا کَلَّمَھُم بِہٖ یعنے ابیطالب نے ان لوگون کے ساتھ جو
گفتگو کی اور مطلقا یہہ نہکہا کہ مَا تَکَلَّمَ بِہٖ یعنے ابیطالب نے جو گفتگو
کی پس اوسکا یہہ قول کہ وہ عبد المطلب کی ملت پر ہے دلیل ہے

آبائہ صلی اللہ علیہ وسلم کما حقق ذلك الجلال السیوطی وغیرہ فی رسائل متعددۃ فابہم ابوطالب علیہم الجواب لیرضیہم ظاہرا وہو یعلم ان عبد المطلب کان علی التوحید واخرج ابن عساکر عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان لابی طالب عندی رحما سابلہا ببلالہا والقائلون بعدم نجاتہ یقولون ان حدیث الصحیحین

اس امر پر کہ ابیطالب توحید پر تھے کیونکہ عبد المطلب بھی مثل باقی آبائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے توحید پر تھے چنانچہ اسکی تحقیق جلال الدین سیوطی وغیرہ نے اپنے رسائل مین کی ہے پس ابوطالب نے اپنے جواب کو اونپر مبہم رکھا تاکہ ظاہر مین اونکو راضی کرے حالانکہ ابوطالب جانتے تھے کہ عبد المطلب توحید پر تھے اَخْرَجَ اِبْنُ عَسَاکِر عَنْ عُمَرِ بْنِ الْعَاصِ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ لِاَبِیْ طَالِبٍ عِنْدِیْ رِحْمًا سَاَبُلُّہَا بِبِلَالِہَا یعنے عمر بن العاص سے ابن عساکر اخراج کیا کہ کہا مین سنا کہ فرماتے تھے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس ابیطالب کی ایسی قرابت ہے کہ مین قریب اوس کے لایق صلہ رحمی کرونگا اور عدم نجات ابیطالب کے قایل یہہ کہتے ہین کہ صحیحین کی یہہ حدیث جس مین

الذی فیہ کان فی غمرات من النار یدفع ایمانه وان ھذا شان من مات علی الکفر قال البرزنجی قلنا لیس من شان من مات علی الکفر یکون فی ضحضاح من النار بل شانه ان یکون فی الدرک الاسفل من النار فقبول الشفاعة فیہ حتی صار فی ضحضاح دلیل علی عدم کفرہ اذ لا تقبل فی الکافر شفاعة الشافعین وقوله صلی اللہ علیہ وسلم لولا انا کان فی الدرک الاسفل من النار معناہ لولا ان

کَانَ فِیْ غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ آیا ہے ابیطالب کے ایمان کو دفع کرتی ہے اور یہہ شان اوسکی ہے جو کفر پر مرے۔ برزنجی نے کہا ہم کہتے ہین کہ جو شخص کفر پر مرے اوسکی یہہ شان نہین ہے کہ ضحضاح نار یعنے ایسے مقام مین رہے کہ جہان آگ صرف زیر قدم ہو بلکہ آگ کے طبقۂ اسفل مین رہنا اوسکی شان ہے۔ پس ابیطالب کے حق مین شفاعت کا مقبول ہونا یہانتک کہ وہ ضحضاح مین ہوجاے یہہ دلیل ہے اوس کے عدم کفر پر کیونکہ کافر کے حق مین شفاعت کرنیوالون کی شفاعت مقبول نہوگی۔ اور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ قول لَوْلَا اَنَا کَانَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یعنے اگر مین نہوتا تو ہوتا ابوطالب درک اسفل مین نار سے اسکا معنی یہہ ہے کہ اگر اللہ تعالی میرے سبب سے ابیطالب کو ایمان کی ہدایت نکرتا تو البتہ مرے

اللہ ھداہ بی للایمان لمات کافرا وکان فی الدرک الاسفل من النار
فھو نظیر قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ولد الیھودی الذی زارہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ وعرض علیہ الاسلام فاسلم ومات
الحمد للہ الذی انقذہ بی من النار وحینئذ ظھر لنا معنی لطیف
فی ھذا الحدیث الآخر الذی کان فی غمرات من النار فشفعت لہ
فاخرج الی ضحضاح منھا وھو ان المعنی کان مشرفا علی دخول الغمرات

کافر اور ہوتے درک اسفل مین پس قول مذکور نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے اس قول کی نظیر ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ بِیْ مِنَ
النَّارِ یعنے سب تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے کہ جس نے میرہی وجہ
سے اس یہودی کے لڑکے کو آگ سے نجات دیا۔ آپ نے یہہ
ارشاد یہودی کے اوس لڑکے کے شان مین فرمایا تہا کہ جس سے
آپ نے اوسکی حالت مرض مین ملاقات کی اور اوسپر اسلام پیش فرمایا
پس وہ اسلام لایا اور مرگیا۔ اور اس حالت مین ظاہر ہوگیا ہمارے لئے
ایک لطیف معنی اس دوسری حدیث مین کَانَ فِیْ غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ
فَشَفَعْتُ لَہٗ فَاَخْرَجَ اِلٰی ضَحْضَاحٍ مِنْھَا معنی لطیف یہہ ہے کہ ابیطالب
آگ کی سختیون مین قریب داخل ہونیوالے تھے جبکہ اونہون نے
کلمۂ شہادت کہنے سے انکار کیا تہا پھر شفاعت کی مین نے اوس کے

حیث ابی ان یشہد تو تشفعت فیہ فہداہ اللہ للایمان ولا ینافی
ھذا قولہ الم اسمع لجواز ان اللہ اخبرہ بعد ذلک وقولہ تعالی انک
لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء وان نزلت فی

حق مین پس اللہ نے اوسکو ایمان کی ہدایت کی نہین ہے یہہ معنی منافی
اوس قول کے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اَنَا لَم اَسمَع یعنے
مین نہین سنا کیونکہ جائز ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کے واسطے بعد خبر دی
ہو اور اللہ تعالی کا یہہ قول اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ سورہ قصص سے یعنے تحقیق تو نہ ہدایت دیگا جسکو تو دوست

لہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین کہ ظاہر آیت کفر ابیطالب پر دلالت نہین کرتی
لیکن زجاج کہتا ہے کہ مسلمانون کا اجماع اس امر پر ہے کہ یہہ آیت ابیطالب کے شان
مین نازل ہوی۔ ابو طالب اپنی موت کے وقت کہتے کہ ای گروہ بنی عبد مناف
محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو اور انکو صادق جانو اسی مین تمہاری
فلاح اور رشد ہے اوسوقت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای چچا
کیا آپ دوسرون کو نصیحت کرتے ہو اور اپنی ذات کو چھوڑ دیتے ہو۔ ابو طالب نے
کہا کہ اے میرے بھتیجے تمہارا کیا ارادہ ہے آپ نے فرمایا کہ مرنے کیوقت لا الہ الا اللہ
کہو تاکہ مین اللہ تعالی کے پاس اسکی گواہی دون۔ ابو طالب نے کہا کہ اے میرے
بھتیجے بے شک تم سچے ہو لیکن مین اسوجہ سے مجبور ہون کہ مخالفین کہینگے کہ

ابیطالب فنزولها فیه لا ینافی ان الله هو الذی هداه بعد ان أیس
النبی صلی الله علیه وسلم منه واخرج ابن سعد وابن عساکر عن
علی رضی الله عنه قال اخبرت النبی صلی الله علیه وسلم بموت

دکھتا ہے۔ ولیکن اللہ تعالیٰ جسکو چاہے ہدایت دیگا۔ اگر ابو طالب کے شان مین
نازل ہوی ہے تو وہ اس امر کی منافی نہین ہے کہ ابیطالب سے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے مایوس ہونے کے بعد خدا نے اوسکو ہدایت دی ہو۔ اور علی
رضی اللہ عنہ سے ابن سعد وابن عساکر نے روایت کیا کہ کہا علی رضی اللہ عنہ نے
کہ خبر دی مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابی طالب کی موت کی

موت سے گھبرا کر ایسا کہا۔ میرے بعد تجھے اور تیرے بھائیون کو اذیت دینے کا گر خوف
ہوتا تو بے تامل مین تیری آنکھ ٹھنڈی کرتا کہ جس سے جدائی کیوقت تیری نصیحت و خواہش
پوری ہوتی۔ اب مین عنقریب اپنے آبا و اجداد یعنے عبد المطلب و ہاشم و عبد مناف کی ملت پر
مرونگا۔ مترجم کہتا ہے کہ اگرچہ زجاج اس امر کا قائل ہے کہ آیۂ مذکورہ ابیطالب کے شان
مین نازل ہوی لیکن اوسی کے قول سے ابو طالب کا ایمان ثابت ہوتا ہے کیونکہ اونہون
نے گروہ عبد مناف کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی تاکید کی اور یہہ
ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو جب تک کہ افضل واحسن یقین نہ کرے دوسرون کو اوس کے
اختیار کرنے کی تاکید نہین کرتا ہے۔ ثانیاً رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق قول
مذکورۂ بالا مین انہون نے علانیہ کی ہے۔ ثالثاً زبان سے لا الہ الا اللہ نہ کہنے کی نسبت

ابی طالب فبکی وقال اذھب فغسله وکفنه وواره غفر الله له ورحمه
ففعلت وانما ترك النبی صلی الله علیه وسلم المشی فی جنازته اتقاء
من شر سفهاء قریش وعدم صلاته لعدم مشروعیة صلاة الجنازة
یومئذ وقد ذکر اهل السیر انه لما مات ابو طالب نالت قریش

پس رویا آپ نے اور فرمایا جا تو پس اوسکو غسل وکفن دے اور دفن کر
اوسکو بخشے اللہ اور رحم فرمائے اوس پر مین نے اوسی طرح کیا۔ اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم صرف جہلاء قریش کے شر سے بچنے کی غرض سے
اوس کے جنازہ کے ساتھ چلنا ترک فرمایا اور نماز جنازہ کا نہ پڑھنا اسوجہ سے تھا
کہ اوسوقت تک نماز جنازہ کا حکم ہی نہ تہا۔ اور اہل سیر نے ذکر کیا ہے
کہ جبکہ ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
وہ اذیتین دینا شروع کی کہ جبکی طمع زندگی ابیطالب مین نہین کرتے تھے

انہون نے جو عذر نسبت اذیت رسانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کیا ہے اوس سے
اونکی نیک نیتی اور کمال صداقت ظاہر ہے ماسوا اس کے عذر مذکور محققین ومتکلمین
کے نزدیک مقبول ہے جو تصدیق قلبی کو منافی نہین کیونکہ نطق بالشہادتین
نزدیک بعض ائمہ کے جزو ایمان نہین ہے جب جزو نہو تو اس کے فوت ہونے
سے ایمان کا فوت ہونا لازم نہ آیا پس ابو طالب مصدق بالقلب تھے سوا انکے اقوال
واشعار جو اس کتاب مین مذکور ہوے ظاہر ہے حاجت تکرار کی نہین۔

من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاذی ما لم تکن تطمع فیہ
فی حیاۃ ابیطالب حتی اعترضہ سفیہ من سفہاء قریش فنثر علی
راسہ ترابا فدخل صلی اللہ علیہ وسلم بیتہ والتراب علی راسہ
فقامت الیہ احدی بناتہ فجعلت تزیل عنہ التراب وھی تبکی و
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تبکی یا بنیۃ فان اللہ مانع
اباك وقال ما نالت منی قریش شیئا اکرھہ حتی مات ابوطالب و

یہانتک کہ سفہاء قریش سے ایک جاہل عین راہ مین متعرض ہو کے
سر مبارک پر مٹی ڈالا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل مکان ہوے
اور آپ کے سر پر مٹی تھی پس آپ کی ایک بیٹی کھڑی ہوئین اور روتے
ہوے سر مبارک سے مٹی کو دفع کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ ای بیٹی مت گریان ہو کہ اللہ تعالے تیرے باپ سے ہر شئے
کا دفع کرنے والا ہے۔ اور فرمایا کہ موت ابیطالب تک قریش
نے میرے نسبت کسی شئی مکروہ کا قصد نہ کیا تھا اور قریش کے
اسقدر جلد درپے آزار ہونے کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ
موت ابیطالب کے وقت اوس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے کلمہ شہادت کہنے کی مکرر خواہش کی تھی جسکی وجہ سے
ابیطالب کے پاس سے اوٹھنے ہی کے وقت سے قریش کو

ویؤید استعجال اذاهم له انهم قاموا من عند ابیطالب مغضبین حاقدین
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیث کان یکرر علی ابیطالب طلب
النطق بالشہادتین ولما رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریشا
انھجموا علی اذیتہ قال یا عم ما اسرع ما وجدت فقدک وجاء
فی روایۃ البیہقی ان علیا رضی اللہ عنہ لما مات ابوطالب قال
یا رسول اللہ ان عمک الشیخ الضال قد مات قال اذھب فوارہ
قلت انہ مات مشرکا قال اذھب فوارہ فلما واریتہ رجعت الی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نسبت غصہ اور حسد پیدا ہو گیا تھا
اور جبکہ دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریش آپ کی اذیت پر
ہجوم کر رہے ہین تو فرمایا کہ اے چچا کسقدر جلدی کی ہین وہ اذیتین
جنکو مین تیری مفقودی مین پاتا ہون۔ اور بیہقی رح کی روایت
مین آیا ہے کہ جب وفات پائے ابوطالب کہا علی رضی اللہ تعالی
عنہ نے کہ یا رسول اللہ آپ کا چچا شیخ گمراہ مرگیا آپ نے فرمایا
جا اور اوسکو دفن کر۔ مین نے کہا کہ وہ مشرک مرا ہے پھر فرمایا
جا اور دفن کر پس جبکہ مین نے اوسکو دفن کر چکا تو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ پس آپنے فرمایا تو غسل کر لے۔ پس علی
رضی اللہ تعالی عنہ کا یہہ قول آپکا چچا گمراہ بڈہا مرگیا۔ مخالف حدیث

النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال اغتسل فقوله ان عمك الشیخ الضال قد مات مخالف للحدیث السابق واجیب بان هذا منظور فیه الی ظاهر حاله فی الدنیا ولعل علیا رضی اللہ عنه قال ذلك بحضور سفهاء المشرکین مداراة لهم فلا ینافی الحدیث السابق المنظور فیه الی باطن الحال وحقیقة نفس الامر وهو ایمانه وتصدیقه والحاصل انه یصح الاخبار عنه بالکفر بالنظر لظاهر الحال واحکام الدنیا فلا ینافی انه مؤمن باعتبار باطن الامر وما عند اللہ بدلیل البراهین السابقة الدالة علی ایمانه وتصدیقه قال البرزنجی ان اعتمادنا فی نجاته

سابق ہے اسکا یہہ جواب دیا گیا ہے کہ اس دوسری حدیث مین ابیطالب کے دنیوی ظاہر حال پر نظر کی گئی ہے اور شاید کہ اسکو علی رضی اللہ عنہ نے سفہاء مشرکین کے سامنے اون کے مداراۃ کے لئے فرمایا ہو پس حدیث سابق کے منافی نہو گی جس مین باطن حال اور حقیقت نفس الامر یعنے ابیطالب کے ایمان وتصدیق پر نظر کی گئی ہے جو عند اللہ رہا۔ کہا برزنجی نے ہمارا اعتماد نجات ابی طالب مین مسلک اول پر ہے جو کافی ہے نجات مین اور دوسرے مسلک کے ہم محتاج نہین ہین لیکن ہم نے اوسکو زیادتی تاکید مدعی کے واسطے ذکر کردیا اور اس ایت سے بھی بلاشبہہ استدلال نجات ہے قوله تعالیٰ

علی المسلک الاول الکافی فی النجاۃ ولا نحتاج الی غیرہ لکن ذکرناہ زیادۃ
تاکید للمدعی وقد استدل ایضا للنجاۃ بقولہ تعالی فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ
ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ہم المفلحون وقد صدقہ
ابوطالب ونصرہ بما اشتہر وعلم ونابذ قریشا بسببہ بما لا ینکرہ احد
من نقلۃ الاخبار فیکون من المفلحین وقال القائلون بعدم النجاۃ انہ
نصرہ لکنہ لم یتبع النور الذی انزل معہ وھو الکتاب العزیز الداعی
الی التوحید ولا یحصل الفلاح الا بحصول ما رتب علیہ من الصفات کلہا

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ
اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ سورۂ اعراف یعنے پس جو لوگ کہ اوسپر ایمان لائے
اور اوسکو بزرگ رکھا اور اوسکی مدد کی اور تابع ہوے اوس نور کے
جو اوسکے ساتھہ اوترا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہین اور
بالیقین ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور
آپ کو مشہور و معلوم مدد دی اور آپ کے سبب سے قریش کے ساتھ علانیہ
دشمنی کی۔ یہہ وہ امور ہین کہ ناقلین اخبار سے کوی شخص اس کا
انکار نہین کرتا۔ پس اس صورت مین ابی طالب فلاح پانے والون
سے ہوے۔ اور عدم نجات کے قائل کہتے ہین کہ بلاشبہہ ابوطالب
نے نصرت تو کی لاکن اونہون نے اوس نور کی اتباع نہ کی جو نبیؐ

قال البرزنجی اقول ان ارید بالفلاح اصل النجاۃ من النار فھو انما یترتب علی الایمان الذی ھو التصدیق عند المحققین وقد حصل له ذلك وان ارید الفلاح التام فلا یلزم من عدمه حصول الکفر علی انا نقول قد اتبعه وامر باتباعه لان الظاھر من العواطف ای فی قوله امنوا به واتبعوا کما ھو الاصل فیه ان الاتباع غیر الایمان واذا کان غیرہ فیحمل الایمان علی التصدیق وھو حاصل وانما کان الاتباع

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نازل ہوا وہ نور قرآن شریف ہے جو توحید کیطرف بلاتا ہے۔ اور فلاح حاصل نہوگی جب تک کہ کل صفات جو توحید پر مرتب ہوتے ہین حاصل نہوں ہوں۔ برزنجی نے کہا کہ مین کہتا ہوں کہ فلاح سے مراد اگر نار سے نجات پانا ہے تو وہ مترتب ہوتا ہے ایمان پر جو محققین کے نزدیک تصدیق ہے اور ابیطالب کو یقیناً تصدیق حاصل تھی اگر فلاح سے فلاح تام مراد ہے تو اوس کے نہونے سے کفر لازم نہین آتا اس کے علاوہ ہم یہ کہتے ہین کہ ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خود بھی اتباع کی اور دوسرون کو بھی اتباع کے لئے حکم کیا کیونکہ حرف عطف ہے جو اللہ تعالی کے اس قول مین ہے امنوا به واتبعوا جیسا کہ حروف عاطفہ مین اصل ہے یہی ظاہر ہے کہ اتباع غیر ایمان ہے اور جبکہ اتباع غیر ایمان ہوا تو ایمان سے تصدیق

فیما کان شرع حینئذ ولم یکن الا التوحید وصلۃ الارحام وترک عبادۃ
الاصنام کما مر عن ابیطالب انه سئال النبی صلی اللہ علیه وسلم
بم بعثت فاخبرہ انه بعث بصلۃ الارحام وان یعبد اللہ ولا یعبد
معه غیرہ ولم یکن فی ذلك الوقت فرضت الصلاۃ ولا الزکاۃ
ولا الصوم ولا الحج ولا الجهاد فلم یبق الا قول لا اله الا اللہ فان
اعتبر بما یؤدی التوحید فقد مر انه نطق بالواحدانیة وبحقیة

مراد ہوگی اور وہ تو ابیطالب کو حاصل تھی اور اتباع اونہی امور مین حاصل
ہوگی جو اوسوقت مشروع ہوے تھے۔ اور اوسوقت تک سواے توحید
اور صلہ ارحام اور ترک بت پرستی کے اور کسی امر کا حکم نہوا تھا چنانچہ
پیشتر مذکور ہوا کہ ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ
آپ کون امور کیلئے مبعوث ہوے تو آپ نے فرمایا کہ صلہ ارحام اور
عبادت الہی اور عدم پرستش غیر خدا کے واسطے مین مبعوث ہوا ہون۔
اوسوقت نہ نماز فرض ہوی تھی نہ زکوۃ نہ روزہ نہ حج نہ جہاد۔ پس
سواے لا الہ الا اللہ کہنے کے اور کوئی چیز باقی نہ رہی سپس اگر
یہہ دیکھا جاے کہ ابوطالب نے کسطرح توحید ادا کی تو پیشتر مذکور
ہوا کہ اونہون نے اپنے اشعار مین وحدانیت اور حقیقت رسالت
اور تصدیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قایل ہوے ہین۔ وقات

الرسالة وتصديق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اشعارہ وانما طلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذلک منہ عند وفاتہ لیحوز ایمان الوفاۃ وان لم یعتد بہ عند الموت فتکون تلک القرائن دالۃ علی انہ کان مصدقا بقلبہ وانما امتنع من النطق بہ خشیۃ ان ینسبوہ الی الجزع من الموت والخوف من الموت عندہم عار وقد کانوا غریقین فی السیادۃ والمفاخرۃ بحیث لا یرضون ان ینسب الیہم اقل قلیل مما یخالفہما فلا یبعد ان یکون ذلک عندہم عظیما وذلک عذر وہذا بحسب ظاہر الامر واما فی باطن الامر

ابیطالب کے وقت اون سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمۂ شہادت کہنے کی خواہش صرف حصول ایمان وفات کے غرض سے فرمائی تھی گرچہ قریب موت کا ایمان معتبر نہیں ہے پس یہہ (یعنے باوجود معتبر ہونے ایمان قریب موت کے پہر موت کے وقت کلمۂ شہادت پڑہنے کی خواہش کرنی) قرینہ ہے جو دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ ابوطالب مصدق بالقلب تہے اور صرف اس خوف سے کلمۂ شہادت کہنے سے باز رہے کہ کہین قریش اسکو بے صبری موت کی طرف منسوب نکردینے اور اون کے نزدیک موت سے ڈرنا عار ہے۔ اور یہہ لوگ سرداری اور باہمی فخر کرنے مین ایسے ڈوبے ہوے تہے کہ جو شئی اقل قلیل بھی اسکے خلاف ہوتو اوسکا انتساب اپنی طرف ناپسند کرتے تہے پس بعید نہین

فالسبب الحقیقی فی عدم نطقه بحضور القوم المبالغة فی المحافظة علی حمایة
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونصرته لعلمه بانه اذا نطق بذلك وعلموا
انه اتبع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یعتدوا بحمایته وجاهه عندهم بل
یخفرون ذمته ویهتکون حرمته ویبالغون فی ایذاء النبی صلی اللہ علیه
وسلم وقد کان ابو طالب حریصا علی ان یکون امر النبی صلی اللہ علیه
وسلم فی دعوة الخلق الی اللہ تعالی باقیا بعد موته فلذلك کان محافظا

ہے کہ یہہ امر اون کے پاس پڑا ہو۔ اور یہہ عذر بلحاظ ظاہر حال کے ہے
لیکن حقیقت مین قوم کے سامنے کلمۂ شہادت نہ کہنے کا حقیقی سبب
زیادتی محافظت تھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت اور نصرت مین
کیونکہ ابیطالب جانتے تھے کہ جب وہ کلمۂ شہادت کہتے اور قریش کو
معلوم ہوجاتا کہ اوس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ہے تو اوسکی
حمایت اور مرتبہ کا اعتبار اون کے پاس باقی نرہتا بلکہ وہ ذمۂ ابوطالب کو
توڑ دیتے اور اوس کے حرمت کی ہتک کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وصحبہ وسلم کی ایذا رسانی مین مبالغہ کرتے اور ابوطالب کو کمال آرزو
تھی کہ اپنے بعد بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت خلق اللہ پر قایم
رہے لہذا اپنی حرمت قریش کے دلون مین باقی رہنے کی حفاظت
کرتے تھے اگر ابوطالب کلمۂ شہادتین پڑہتے اور قریش کو اسکا علم ہوجاتا

علی بقاء حرمته فی قلوب قریش فلو نطق بالشہادتین وعلوا ذلک منه فانه یفوت غرضه من کمال النصرة والحمایة **ثم ذکر البرزنجی** احتمالات لسبب تعذیب ابیطالب مع عصاة المؤمنین غیر النطق بالشہادتین فقال یحتمل ان یکون ذلک لترک الصلاة التی کانت فی اول الاسلام و ھی رکعتان بالغداة ورکعتان بالعشی فان اباطالب طلب منه صلاة تینک الصلاتین فامتنع وکذا التہجد الذی کان یفعله صلی اللہ علیه وسلم

تو ابو طالب کا مقصود جو کمال نصرت وحمایت تھا فوت ہو جاتا۔ اس کے بعد برزنجی نے نطق بالشہادتین کے سوائے دوسرے اون احتمالات کو بیان کیا جو گنہ گار مومنین کے ساتھ ابیطالب کے معذب ہونے کے سبب ہو سکتے ہین۔ پس کہا کہ ممکن ہے کہ یہہ عذاب اوس نماز کے ترک کرنے کے وجہ سے ہو جو ابتداء اسلام مین تھی اور وہ صبح وشام مین صرف دو دو رکعت تھے کیونکہ ابوطالب سے ان دونون نمازون کی خواہش کی گئی تھی تو وہ اس سے باز رہے اور یہی حالت ہے نماز تہجد کی جسکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتداء اسلام مین ادا فرماتے تھے۔ نماز سے باز رہنے کی یہہ وجہ ہو سکتی ہے کہ ابوطالب اس امر کو مکروہ سمجھتے تھے کہ قریش کو یہہ معلوم ہو کہ اوس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی ہے

فی اول الاسلام فیحتمل ان امتناعه من ذلک کراهة ان یعلم قریش انه اتبع النبی صلی اللہ علیه وسلم فلا یقبلون حمایته ولا یعملون بها فیکون امتناعه من تلک الصلاة مبالغة فی التعمیة علی قریش ومبالغة فی حمایة النبی صلی اللہ علیه وسلم ونصرته فیکون ذلک عند الکنه لا یمنع کون الامتناع معصیة یعاقب علیها وکان هو فی الظاهر یعلل بغیر ذلک فانه لما طلب منه صلاة تلک الصلاة قال لا تعلونی استی فیکون ذلک الامتناع عنادا او استکبارا بحسب الظاهر فیعاقب علیه

اور وہ اوسکی حمایت کو قبول نہ کرین اور اوسپر عمل نکرین۔ پس ابیطالب کا اس نماز سے باز رہنا قریش سے حقیقت حال کو چھپانے مین اور بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت ونصرت مین مبالغہ کے غرض سے ہوگا لیکن یہہ عذر امتناع نماز کے معصیة قابل عذاب ہونے کا مانع ہنین ہے اور ابوطالب ظاہر مین اسکی اور ہی وجہ بیان کرتے تھے کیونکہ جب اون سے نماز پڑھنے کی خواہش کی گئی تو اونہون نے کہا کہ مجہپر میری اسْت کو بلند مت کرو سورانخ سیرین ۱۲ پس یہہ امتناع بحسب ظاہر تکبر وعناد سے ہوگا۔ پس اوسپر عذاب دیا جائیگا اگرچہ یہہ امتناع قریش سے حقیقت حال کو چھپانے ہین مبالغہ کے غرض سے ہوتا کہ قریش اس وہم مین رہین کہ ابیطالب اونہی کے ساتھ

وان کان مبالغة فی التعمیة علی قریش لیوهمهم انه معهم وعلی دینهم
ویحتمل ان دخوله النار کان لبعض حقوق العباد التی کانت علیه
بعد البعثة **وقد ذکر البرزنجی** فی اول رسالته فی مبحث نجاة
الابوین نجاة جمیع الاباء وانهم کانوا علی التوحید **ثم قال** فی مبحث نجاة
ابیطالب لم ینقل عن احد من اعمام النبی صلی الله علیه وسلم انه قال
لم تسب اباءنا وتشتم الهتنا وتسفه احلامنا کما قالته بقیة قریش فلو
عرفوا من اباءهم ذلك لقالوا انزك ذکر اباءك بسوء واما عداوة
ابی لهب فکانت بسبب مصاهرة ابی سفیان فان ابالهب کان متزوجا

---

ہے اور اونہی کے دین پر ہے۔ اور دخول نار ابیطالب کے لئے
یہہ بھی احتمال ہے کہ او پر چند حقوق عباد بعد بعثت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے باقی تھے اور برزنجی نے اپنے اول رسالہ مین نجات والدین
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی بحث مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام
آباؤاجداد کے ناجی ہونے کا ذکر کیا اور یہ لکھا ہے کہ یہہ تمام حضرات
توحید پر قایم تھے۔ اس کے بعد نجات ابیطالب کی بحث مین کہا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے کسی چچا سے بھی یہہ منقول نہین ہوا ہے کہ اونہون نے
کہا ہو کہ تم ہمارے آباء اور معبودون کو کیون برا کہتے ہو جیسا کہ اونکو
باقی قریش کہتے تھے۔ اگر اعمام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا کہ اپنے

أخت ابی سفیان ام جمیل وسمیت فی الاسلام ام قبیح وھی حمالة الحطب فکان ابولھب یھوی ھواھم فالظاھران اباطالب کان علی ملة آبائه ولو عبد ابوطالب صنما یلزم ان یکون اوّل من اشرك من ھذه السلسلة الطاھرة ولم یثبت بطریق ثابت ان اباطالب اول من احدث الشرك وعبادة الاصنام من ھذا النسب الطاھر والسلسلة المبارکة والاصل عدم ذلك فھو تبع لعبد المطلب فی کل احواله من مکارم الاخلاق وحمایة

آباء بھی بُت پرستی کرتے تھے البتہ کہتے کہ آپ آباء کا ذکر بدی سے نہ کرو لیکن عداوت ابی لہب بسبب مصاہرۃ ابوسفیان کے تھی کیونکہ ابولہب کو ابوسفیان کی ہمشیرہ ام جمیلہ سے تزوج تہا اور اوسکا نام زمان اسلام مین ام قبیح رکھا گیا۔ اور یہی حمالۃ الحطب ہے پس ابولہب اونہی لوگون کی خواہش کے مطابق چلتا تہا پس ظاہر یہی ہے کہ ابوطالب ملت آبائی پر تھے۔ اگر ابوطالب بُت پرستی کی ہو تو لازم آویگا کہ وہ اس سلسلہ طاہرہ مین اول شخص ہین جو شرک کئے حالانکہ طریق ثابت سے یہہ ثابت ہنین ہے کہ اس نسب طاہر اور سلسلہ مبارک مین سب سے پہلے اونہون نے شرک اور بت پرستی کو احداث کیا۔ پس ابوطالب مکارم اخلاق اور حمایت عہد اور ریاست مین عبدالمطلب کے کل احوال کی پیروی کی یہانتک کیا وقت انتقال دنیا کے جو اجس حال مین کہ وہ ملت عبدالمطلب پر تھے اسی لحاظ سے اونہون نے اشارہ کیا جبکہ کفار قریش کو کہا وہ ملت عبدالمطلب پر

الذمار والرياسة حتى خرج من الدنيا وهو على ملة عبد المطلب فهذا
هو الذي اشار اليه ابو طالب لما قال لكفار قريش هو على ملة عبد المطلب
فخاطبهم بكلام مجمل له محمل صحيح يخرجه عن الشرك ويدخله في زمرة
الموحدين لما ستعلمه من مناقب عبد المطلب الدالة على انه كان موحد
وعمى عليهم الامر ليبقى جاهه وحمايته عندهم **والحاصل** ان الاحاديث
التى فيها ذكر كفر ابيطالب و دخوله النار انما هو بالنسبة للاحكام
الدنيوية نظر الظاهر الشرع وان دخوله النار لاجل ترك التلفظ

---

پس اونہون نے کفار قریش کو ایسے مجمل کلام سے مخاطب کیا جس کے
لئے صحیح محمول بھی ہے جو ابو طالب کو شرک سے نکال کر زمرۂ موحدین
مین داخل کرتا ہے۔ کیونکہ تو عنقریب عبد المطلب کے ایسے مناقب
معلوم کریگا جو دلالت کرتے ہین اون کے موحد ہونے پر اور نیز اس
امر پر کہ اونہون نے حقیقت حال کو قریش سے مخفی رکھا تھا تاکہ اپنا
مرتبہ اور حمایت اون کے پاس باقی رہے۔ حاصل کلام یہہ ہے
کہ کفر ابیطالب اور اون کے دخول نار کا تذکرہ جن احادیث
مین آیا ہے وہ ظاہر شرع کے لحاظ سے صرف بہ نسبت احکام
دنیوی ہے اور اونکا داخل نار ہونا ترک تلفظ کلمۂ شہادت یا کسی فرض
کے ترک کرنے کے وجہ سے یا حقوق عباد سے کسی حق کیلئے ہوگا

بالشہادتین او لاجل ترک فرض من الفرایض او لحق من حقوق العباد
ولا یلزم من دخوله النار خلوده فیها ولیس فی تلک الاحادیث نص علی
انه یخلد فی النار وقد شفع النبی صلی اللہ علیه وسلم فی جعله فی ضحضاح
ولو کان کافرا ما قبلت شفاعته فیه وصح ان اخف اهل النار عذابا
عصاة المؤمنین وان اباطالب اخف اهل النار عذابا علی الاطلاق
فهو اخف حتی من عصاة المؤمنین وصح ان العصاة یخرجون
من الجحیم وان الریح تصفق ابوابها وینبت فیها الجرجیر فیکون

اور اون کے دخول نار سے اونکا اوس مین ہمیشہ رہنا لازم نہین ہے
اور ان احادیث مین اسکی تصریح نہین ہے کہ ابو طالب نار مین ہمیشہ
رہینگے بلکہ اونکو ضحضاح[1] مین لانے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم
شفیع ہو چکے ہین اگر یہہ کافر ہوتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی شفاعت مقبول نہوتی اور یہہ امر صحت کو پہونچا ہے کہ عذاب
مین اخف اہل نار مومنین گنہ گار رہین اور ابو طالب عذاب مین مطلقا
اخف اہل نار رہین پس وہ مومنین گنہ گار سے بھی اخف ہوے
اور یہہ امر بھی صحت کو پہونچا ہے کہ دوزخ سے گنہ گار نکالے جاوینگے
اور اوس کے دروازہ ہوا چلنے سے باہم مارتے رہینگے اور اوس مین
گھانس اوگیگی پس ابو طالب دوزخ سے نکالے جانے والون

[1] وہ مقام جہان آگ صرف پیر تک ہے ۱۲

ابو طالب من المخرجين منها بل يكون اول المخرجين لانه اخفهم عذابا والکافرون ليسوا بمخرجين منها فثبت بهذه الادلة انه وان عذب فی النار لا بد له من الخروج منها ودخول الجنة اذ لا واسطة بين الجنة والنار ثم قال فان قلت اثبت العلماء له صلی اللہ علیہ وسلم نوعا من الشفاعة للکفار وجعلوا ذلك خصوصية لنبينا صلی اللہ علیہ وسلم ومثلوا ذلك بشفاعته لابی طالب وهی التخفيف من عذابه قلت هذا مبنی علی ان اباطالب کافر وقد اثبتنا ايمانه فهو اول الدعوی

سے بلکہ اون سب مین اول ہونگے کیونکہ وہ عذاب مین سب سے اخف ہین اور کفار تو دوزخ سے نکالے جانیوالون سے ہنین ہین پس ان ادلہ سے ثابت ہوا کہ اگرچہ وہ نار مین عذاب دئیے جائینگے لیکن اوس سے اونکا نکلنا اور داخل جنت ہونا ایک ضروری امر ہے کیونکہ جنت اور دوزخ مین اور کوئی واسطہ ہنین ہے۔ پہر برزنجی نے کہا کہ اگر تو کہے کہ علماء نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک قسم کی شفاعت کفار کے نسبت بھی ثابت کیا ہے اور اوسکو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ قرار دیا ہے اور اسکی تمثیل شفاعت ابیطالب سے دی ہے اور یہہ شفاعت ابیطالب تخفیف عذاب ہے۔ اسکے جواب مین مین کہونگا کہ اعتراض مذکور مبنی ہے اس پر کہ ابوطالب کافر

قد اثبتنا ان شفاعته له باعتبار معصية من الكبائر ارتکبها فهو من افراد قوله صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتی لاهل الکبائر ولیس مستثنی من قوله تعالی فما تنفعهم شفاعة الشافعين ولا مخصصا لعموم الاية فهی باقية علی عمومها ولیس عندهم مثال اخر يمثلون به لشفاعته لاحد من الکفار غير ابیطالب فان کان لهم دلیل آخر فلیذکر حتی ننظر فيه ثم ان ارادوا الکفار فی ظاهر الشرع رجع الخلاف لفظيا ولو لم يحمل الکلا

تھے حالانکہ ہم نے اونکے ایمان کو ثابت کردیا پس وہ پہلا دعوی ہے اور ہم نے یہہ بھی ثابت کیا کہ بہ نسبت ابیطالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت باعتبار گناہ کبیرہ کے ہے جسکا اونہون نے ارتکاب کیا پس وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے افراد سے ہین شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْکَبَائِرِ یعنے میری شفاعت اہل کبائر کیواسطے ہے اور اللہ تعالی کے اس قول سے فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ سورۂ مدثر یعنے شفاعت کرنے والون کی شفاعت اونکو نفع نہ دیگی۔ کوی مستثنے نہین ہے اور نہ تخصیص کی کیونکہ آیت مین عموم ہے پس وہ اپنے عموم پر باقی ہے۔ اور علماء کے پاس کوی دوسری ایسی مثال نہین ہے کہ جس سے ابیطالب کے سوا سے یعنی کسی کافر کے شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمثیل دیتے پس اگر

علیٰ هذا التحقیق یلزمهم ایضا ان قوله تعالی ان الله لا یغفر ان یشرک به مخصوص بغیر ابیطالب ولا قائل به وقد تکلم البرزنجی علی الآیات التی فی قرآن التی قیل انما نزلت فی ابیطالب کقوله تعالی ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لهم انهم اصحاب الجحیم فقال انی تتبعت الاحادیث الواردة فی سبب نزولها فوجدتها منقسمة الی ثلاثة اوجه الاول انما نزلت فی ابیطالب والثانی

اون کے پاس اور کوئی دلیل ہو تو ذکر کرین تاکہ ہم بھی اوسکو دیکھین۔ ہان اگر کفار سے کفار ظاہر شرع مرادلین تو یہہ اختلاف لفظی ہوگا اگر ہم کلام کو اس تحقیق پر حمل نکرین تو بھی اونپر اس امر کا ثابت کرنا لازم آویگا کہ اللہ تعالی کا یہہ قول اِنَّ اللهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ یعنے اللہ تعالی شرک کو ہرگز نہین بخشیگا۔ غیر ابیطالب کے ساتھہ مخصوص ہے حالانکہ اسکا کوئی قائل نہین ہے۔ اور برزنجی نے اون آیات قرآنی مین تکلم کیا ہے جنکے نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ ابیطالب کے شان مین نازل ہوئی ہین جیسے اللہ تعالی کا یہہ قول ہے مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ یعنے نہین پہونچتا ہے نبی کو اور مسلمانون کو کہ بخشش مانگین مشرکون کی اور اگرچہ وہ ہون ناتے والے جب کھل چکا اون پر وہ ہین

انما نزلت فی والدۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والثالث انما نزلت فی آباء الناس الذین ماتوا فی الکفر کان اولادھم یستغفرون لھم اما الوجہ الثانی وھی انما نزلت فی والدۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھو ضعیف جدا واما الوجہ الاول وھو کونہا نزلت فی ابیطالب فھو اختصار من الرواۃ فی الحدیث فالصحیح ان سبب النزول ھو الوجہ الثالث ومما استدل بہ علی ذلک ان الآیۃ نزلت بالمدینۃ والسورۃ مدنیۃ

دوزخ والے۔ پس برزنجی نے کہا کہ مین نے اون احادیث کی جستجو کی جو سبب نزول آیہ مذکورہ کے بیان مین وارد ہین پس مین نے اونکو تین قسم پر منقسم پایا پہلی یہہ کہ آیہ مذکورہ شان مین ابیطالب کے نازل ہوی دوسری یہہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کی شان مین نازل ہوی تیسری یہہ کہ اون اشخاص کے اون آباد کے شان مین نازل ہوی جو حالت کفر مین مرے اور اونکی اولاد اون کے واسطے دعا مغفرت کرتی تھی۔ لیکن وجہ ثانی یعنے اس آیت کا والدہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین نازل ہونا یقیناً ضعیف ہے۔ اور وجہ اول یعنے حق ابیطالب مین نازل ہونا پس وہ حدیث مین راویون کا اختصار ہے۔ پس صحیح یہہ ہے کہ سبب نزول وجہ ثالث ہی ہے اور اوسکی یہہ دلیل ہے کہ یہہ آیت مدینہ مین نازل ہوئی اور سورہ مدنی ہے غزوہ تبوک کے بعد نازل ہوا اور نزول

نزلت بعد تبوك وموت ابیطالب کان بمکة قبل نزول الآیة بنحو اثنی عشر سنة ثم رأینا ان علیا رضی الله عنه روی عنه من طرق صحیحة رواها الامام احمد والترمذی والطیالسی وابن شیبة والنسائی وابو یعلی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ والحاکم وصححه ابن مردویه والبیهقی ان السبب فی نزولها استغفار ناس لآبائهم المشرکین قال علی رضی الله عنه سمعت رجلا یستغفر لابویه وهما مشرکان فقلت

آیت کے بارہ برس کے پہلے ابو طالب کا انتقال مکہ مین ہوا۔ پھر ہمنے دیکھا کہ علی رضی اللہ عنہ سے یہہ روایت طرق صحیحہ سے آئی ہے جسکو امام احمد و ترمذی اور طیالسی و ابن ابی شیبہ اور نسائی اور ابو یعلی و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ و حاکم نے روایت کیا اور ابن مردویہ اور بیہقی نے اوسکی تصحیح کی کہ سبب نزول اس آیت کا صرف دعاء مغفرت مانگنا ہے لوگون کا اپنے آباء مشرکین کیواسطے۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے والدین کیلئے جو مشرک تھے دعاء مغفرت کرتا ہے مین نے کہا کہ کیا تو اپنے مشرک والدین کی مغفرت مانگتا ہے اوس نے جواب دیا کیا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے باپ کی مغفرت نہ مانگی تھی۔ پس مین نے اسکا تذکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ پس نازل ہوی یہہ آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا الآیۃ

ا تستغفر لابویك وهما مشرکان فقال اولم یستغفر ابراهیم لابیه فذکرت ذلك للنبی صلی الله علیه وسلم فنزلت ما کان للنبی والذین امنوا الآیة فهذه الروایة صحیحة وقد وجدنا لها شاهدا بروایة صحیحة من حدیث ابن عباس رضی الله عنهما رواها ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی الله عنهما قال کانوا یستغفرون لآبائهم حتی نزلت هذه الآیة فلما نزلت امسکوا عن الاستغفار لاموائهم ولم ینهوا ان یستغفروا للاحیاء حتی یموتوا ثم انزل الله

پس یہہ روایت صحیح ہے اور اسپر ہمنے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شاہد بھی صحیح روایت سے پایا ہے جسکو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کہا اونہوں نے کہ لوگ اپنے آباء کی مغفرت مانگتے تھے یہانتک کہ یہہ آیت نازل ہوی پس جبکہ یہہ آیت نازل ہوی تو اونہوں نے اپنے اموات کیلئے دعاء مغفرت مانگنے سے سکوت اختیار کیا اور زندون کیلئے اونکی حیات تک دعاء مغفرت کی ممانعت نہوی۔ اس کے بعد اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل فرمائی وَمَا کَانَ اِسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِیْمَ لِاَبِیْہِ الآیۃ اسکا حاصل یہہ ہے کہ ابراہیم علی نبینا وعلیه الصلوۃ والسلام اپنے باپ کیلئے جب تک کہ وہ زندہ تھا دعاء مغفرت کرتے تھے۔

وماکان استغفار ابراهیم لابیه الآیة یعنے استغفر له ماکان حیا فلما مات امسك عن الاستغفار له وهذا شاهد صحیح فحیث کانت هذه الروایة اصح کان العمل بها ارجح فلا رجح انما نزلت فی استغفار اناس لآبائهم المشرکین لا فی ابیطالب ثم ذکر انه یمکن الجمع بینها وبین الروایة التی فیها انما نزلت فی ابی طالب مع حصول مطلوبنا لان الروایة التی فیها انما نزلت فی ابیطالب فیها اختصار حیث قال الراوی فی آخرها لاستغفرن لك مالم انه عنك فنزلت ماکان للنبی الآیة ولم یقل فقال

---

جبکہ وہ مرگیا تو اوہنون نے اوسکی بخشایش چاہنے سے باز رہے اور یہہ روایت شاہد صحیح ہے پس جبکہ یہہ روایت اصح ہے تو اوسپر عمل کرنا ارجح ہوگا پس ارجح یہی ہے کہ آیۂ مذکورہ اون لوگون کے حق مین نازل ہوئی جو اپنے آباء مشرک کی مغفرت چاہتے تھے نہ حق ابیطالب مین اس کے بعد برزنجی نے بیان کیا کہ روایت مذکورہ اور دوسری روایت جسمین اس آیت کا حق ابی طالب مین نازل ہونا مروی ہے ان دونون مین ہمارے حصول مطلوب کے ساتھ جمع بھی ممکن ہے کیونکہ وہ روایت کہ جسمین اس آیت کا نزول حق ابیطالب مین مروی ہے سو اوسمین اختصار ہے اس لئے کہ راوی نے اوس کے آخر مین کہا لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْكَ یعنے جب تک کہ مجھکو ممانعت ہو مین تیرے لئے بالضرور مغفرت مانگونگا

المسلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستغفر لعمہ لنستغفرن لآبائنا فاستغفروا لآبائہم فنزلت فی حقہم الآیۃ فحیث حذفت ھذہ الجملۃ ظن الراوی انما نزلت فی ابیطالب ولو ذکرت ھذہ الجملۃ لقیل نزلت فی استغفار ناس فی آبائھم وبیان ذلک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما عرض علی ابیطالب ان یقول لا الہ الا اللہ بحضور ابی جہل وعبد اللہ بن اُمیۃ المخزومی فابی ابوطالب فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاستغفرنّ لک مالم انہ عنک فقال المسلمون ان رسول اللہ صلے اللہ

---

پس یہ آیت نازل ہوی مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ الْآیَۃِ اور راوی نے یہہ نہین بیان کیا کہ مسلمانون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کی مغفرت مانگتے ہین ہم بھی اپنے آبا کی مغفرت چاہینگے اور انہون نے اپنے آبا کی مغفرت مانگی پس اونکے حق مین آیہ مذکورہ نازل ہوی۔ پس جبکہ یہہ جملہ حذف کیا گیا تو راوی نے گمان کیا کہ یہہ آیت حق ابی طالب مین نازل ہوی ہے اور اگر یہہ جملہ مذکور ہوتا تو بیشک یہہ کہا جاتا کہ آیۂ مذکورہ ان لوگون کے حق مین نازل ہوی جو اپنے آبا کی مغفرت مانگتے تھے۔ تفصیل اسکی یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ ابیطالب سے ابوجہل اور عبد اللہ بن امیہ مخزومی کے سامنے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے کی خواہش کی تو ابوطالب نے انکار کیا پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک کہ مجھکو ممانعت ہو مین تیرے لئے

علیه وسلم یستغفر لعمه لنستغفرن لآبائنا فاستغفروا لآبائهم فنزلت فی
حقهم الآیة فاختصر الراوی وحذف منه الجملة الاخیرة ومما یدل علی
هذا الجمع انا وجدنا احادیث یستفاد منها هذا الجمع منها ما رواه ابن
ابی حاتم وابو الشیخ عن محمد بن کعب القرظی قال لما مرض ابو طالب
اتاه النبی صلی الله علیه وسلم تعرض علیه ان یقول لا اله الا الله فابی
ابو طالب فقال النبی صلی الله علیه وسلم لاستغفرن لک ما لم انه عنک
فقال المسلمون هذا محمد یستغفر لعمه وقد استغفر ابراهیم لابیه فاستغفروا

بالضرور مغفرت مانگونگا پس مسلمانون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اسپنے چچا کیواسطے مغفرت مانگتے ہین ہم بھی اسپنے آباء کی مغفرت
چاہینگے پس اونہون نے اسپنے آباء کی مغفرت کے لئے دعا کی پس
اون کے حق مین یہ آیت نازل ہوی۔ مگر راوی نے اختصار کیا اور جملہ آخیرہ
کو حذف کیا اور دوسرے احادیث سے بھی جمع بین الروایتین مستفاد ہوتا
ہے چنانچہ ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ محمد بن کعب القرضی سے روایت کرتے ہین
کہ کہا اونہون نے کہ ابو طالب جبکہ بیمار ہوے تو اونکے پاس نبی صلی اللہ علیہ
وسلم آئے اور اون سے لا الہ الا اللہ کہنے کی خواہش فرمائی تو ابو طالب انکار
کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک کہ مجھکو ممانعت نہو مین تیرے لئے
بالضرور دعاء مغفرت کرونگا پس مسلمانون نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا

لقرابانہم من المشرکین فانزل اللہ تعالیٰ ماکان للنبی والذین آمنوا الآیۃ
ثم انزل وماکان استغفار ابراہیم لابیہ الآیۃ وروی ابن جریر من
طریق شبل عن عمرو بن دینار ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال استغفر
ابراہیم لابیہ وھو مشرک فلا ازال استغفر لابی طالب حتی ینہانی عنہ
ربی فقال اصحابہ لنستغفرن لابائنا کما استغفر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لعمہ فانزل اللہ ماکان للنبی الآیۃ فظہر ہذہ الاخبار ان الآیۃ نزلت فی

---

مغفرت مانگتے ہین اور ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے باپ کی مغفرت
چاہی تھی۔ پس مسلمانون نے اپنے اہل قرابت کیلئے جو مشرک تھے دعاء مغفرت
مانگی اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ
اور اس کے بعد اسکو نازل کیا وَمَاکَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِیْمَ لِاَبِیْهِ الآیۃ اور
عمر بن دینار سے بطریق استوار ابن جریر نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کی جو مشرک تہا مغفرت مانگی
تھی پس مین بھی ہمیشہ ابوطالب کی مغفرت مانگتا رہونگا جب تک اوس سے
میرا رب مجھکو منع نفرمائے۔ پس آپ کے اصحاب نے کہا کہ ہم بھی اپنے آبا
کے لئے مغفرت چاہینگے جسطرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا
کے لئے چاہا پس اللہ تعالیٰ نے مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ الآیۃ نازل فرمایا ان
اخبار سے ظاہر ہوا کہ بلاشبہہ آیت مذکورہ ادن مسلمانون کے لئے نازل

استغفار المسلمین لآبائهم المشرکین فظهر ان فی الروایة التی فیها انها
نزلت فی ابیطالب اختصارا وحذفا بسببه حصل الاشتباه حتی ظن
الرواة انها نزلت فی ابیطالب ولیس الامر کذلک ومما یؤید ان
هذا الجمع متعین ان السورة کلها مدنیة نزلت بعد تبوک وبینها وبین
موت ابیطالب نحو من اثنتی عشرة سنة وانضم الی ذلک حدیث
علی السابق الصحیح وما انضم الیه من الشواهد وکون الآیة مدنیة
فلا ینبغی الغاء تلک الشواهد وترجیح انها نزلت فی ابی طالب وان کان

---

ہوئی جو اپنے آباء مشرکین کے واسطے خواہان مغفرت ہوے تھے
پس ظاہر ہوا کہ جس روایت مین یہہ ذکر ہے کہ آیہ مذکورہ حق ابیطالب
مین نازل ہوئی ہے اوسمین اختصار وحذف ہی جسکے سبب سے اشتباہ ہوتا
ہے یہانتک کہ راویون نے یہہ گمان کرلیا کہ یہہ آیت ابیطالب کے حق
حق مین نازل ہوئی ہے حالانکہ حقیقت مین ایسا نہین اورجمع بین الروایتین
کا یہہ بھی موید ہے کہ یہہ تمام سورہ مدنی ہے غزوہ تبوک کے بعد نازل ہوا
اوراوسمین اورموت ابیطالب مین بارہ برس کا فاصلہ تھا اوران واقعات
کے ساتھ اوس حدیث کو جو پیشتر بروایت صحیح مروی ہون اوراوس کے
شواہد مذکورہ کو اور آیت کے مدنی ہونے کو ملا کر دیکھین پس نہین سزاوار
ہے باطل کرنا ان شواہد کا اور ترجیح اس بات کی کہ نزول آیت کا خاص شان

مذکورا فی الصحیحین اذ قد یرجح حدیث غیر الصحیحین لامور تقتضی ذالک وقد صرحوا بذلک فی اصول الحدیث فقولهم یقدم حدیث الصحیحین او احدهما لیس علی اطلاقه ومما یؤید هذا الجمع ان المراد من ابی ابراهیم عمه کما حققنا ذلک فی نجاة الابوین واجمع علی ذلک اهل الکتابین التوراة والانجیل وعم ابراهیم وهو آزر کان یتخذ اصناما آلهة کما حکی الله عنه وکان یقول لابراهیم أراغب انت عن الهتی یا ابراهیم ولم ینقل عن ابیطالب بطریق صحیح انه اتخذ صنما الها او عبد حجرا

ابوطالب میں ہی اگرچہ یہہ امر صحیحین میں مذکور ہو۔ اس لئے کبھی ترجیح دیجاتی ہے حدیث غیر صحیحین کی صحیحین پر بسبب اون امور کے جو ترجیح کے مقتضی ہیں اور اوسکی تصریح اصول حدیث میں ہی۔ پس محدثین کا یہہ قول کہ صحیح بخاری ومسلم یا اونمیں سے ایک کی حدیث کو ترجیح ہوگی اپنے اطلاق وعموم پر نہیں ہے۔ اور جمع بین الروایتین کا مؤید یہہ بھی ہے کہ ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوة والسلام کے باپ سے اون کے چچا مراد ہیں چنانچہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے نجات کے بیان میں اسکی تحقیق کی ہے اور اسی پر اہل توراة اور انجیل نے بھی اجماع کیا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کا چچا آزر نے بتوں کی پرستش کرتا تھا چنانچہ اسکی حکایت اللہ نے کی ہے اور آزر ابراہیم علیہ السلام کو

او نهی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عبادۃ ربہ غایتہ انہ ترک
النطق بالشہادتین او ترک بعض الواجبات ومع ذلک قلبہ مشحون
بتصدیق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومثل ھذا ناج فی الآخرۃ علی مقتضی
دیننا فلا یلیق بالحکمۃ ولا بمحاسن الشریعۃ الغراء ولا بقواعد
الائمۃ من اھل الکلام ان یکون ھو وآزر عم ابراھیم فی قرن واحد
حاشا من کرم اللہ تعالی قال حسان رضی اللہ عنہ

امن یہجو رسول اللہ منکم ویمدحہ وینصرہ سواء

کہتا تھا اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ آلِھَتِی یَا اِبْرَاھِیْمُ الایہ سورہ مریم کیا تو میرے
معبودون سے پھر جانے والا ہی۔ اور ابیطالب سے بطریق صحیح یہہ امر
منقول نہین ہوا کہ اونہون نے کسی بت کو معبود بنایا تہا یا کسی پتھر کی
پرستش کی تھی یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت آلہی سے منع کیا تھا
بات صرف یہہ تھی کہ اونہون نے کلمہ شہادت زبان سے نہ کہا یا
بعض واجبات کو ترک کیا اور باوجود اس کے انکا دل نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وصحبہ وسلم کی تصدیق سے لبریز تھا۔ اور اس قسم کا شخص بحسب
اقتضاء ہمارے دین کے آخرت مین نجات پانیوالا ہے۔ اور کیا
بلحاظ حکمت اور کیا بلحاظ خوبی ہائے شریعت غرا اور کیا بموجب
قواعد ائمہ اہل کلام یہہ لایق نہین ہے کہ ابو طالب اور ابراہیم علیہ السلام

فان اباطالب رباہ صغیرا وآداہ کبیرا ونصرہ ووقرہ وذب عنہ ومدحہ بقصاید غرر ورضی باتباعہ ولیس فی حدیث عمر بن دینار لما رأ آنفا

کا چچا آزر یہہ دونون ایک مرتبہ مین ہون یہہ امر اللہ تعالی کے کرم سے بعید ہے کہا حسان رضی اللہ تعالی عنہ نے شعر اَمَنْ یَّھْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْکُمْ وَیَمْدَحُہٗ وَیَنْصُرُہٗ سَوَاءٌ یعنے تم مین سے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی اور جس نے آپ کی مدح اور مدد کی کیا یہہ دونون شخص برابر ہین - کیونکہ ابو طالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کم سنی مین کی اور بڑے ہونے کے بعد آپ کو پناہ دیا اور آپ کی مدد کی اور آپ کو تعظیم کہا اور آپ سے ہر ایک اذیت کو دفع کیا اور قصاید بلیغہ مین آپ کی مدح کی اور آپکے پیروی کرنے والون سے راضی رہے - اور عمر بن دینار کی حدیث مین جو ابھی مذکور

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

بخاری و مسلم مین انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہین پورا ہوتا ہے ایمان کسیکا تم مین سے جب تک کہ مین اوس کے نزدیک زیادہ تر دوست نہو جاؤن اوس کے باپ اور بیٹے اور سب آدمیون سے - حاصل یعنے جب مجھکو سب سے زیادہ چاہے اور سبکی رضامندی پر میری رضامندی مقدم رکھے تب پورا ایمان ہوگا **مترجم** کہتا ہے یہہ حدیث بھی ایمان ابیطالب پر دلیل ہے اور ان کے حال سے

دلالة علی شرکه فی قوله استغفر ابراهیم لابیه وهو مشرک فلا ازال استغفر لابی طالب بل یمکن ان معناه ان ابراهیم استغفر لابیه مع شرکه فکیف لا استغفر انا لابی طالب مع ان خطیئته دون الشرک فلا ازال استغفر له حتی ینهانی ربی ولم ینه بل نهی عن الاستغفار للمشرکین لا لخصوص عمه فلو کان کذلک لقیل ان یستغفروا للمشرکین

ہوی (یعنے اِسْتَغْفَرَ اِبْرَاهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَهُوَ مُشْرِکٌ فَلَا اَزَالُ اَسْتَغْفِرُ لِاَبِیْ طَالِبٍ) ابی طالب کے مشرک ہونے پر کوی دلالت نہین ہے بلکہ اسکا معنی یہہ ہو سکتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کے لئے باوجود اوس کے شرک کے دعاء مغفرت کی پس ابیطالب کیواسطے باوجودیکہ اوس کے گناہ شرک سے کم ہے مین کیونکر دعاء مغفرت نکرون پس مین ہمیشہ اوسکی مغفرت مانگتا رہونگا یہانتک کے اوس سے مجھکو میرا رب منع فرما اور اس سے آپ منع نہین کئے گئے بلکہ مشرکین کے واسطے نہ خاص آپکے چچا کے لئے مغفرت مانگنے کی ممانعت ہوئی پس اگر ایسا ہی ہوتا یعنی آپکے چچا کیواسطے بھی مغفرت مانگنے کی ممانعت ہوتی تو کہا جاتا ان استغفروا للمشرکین

نہایت مطابق ہے اونہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے مال کو جسطرح فدا کیا اور بمقابلہ اپنی اولاد کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جس بہترین طریقہ سے پرورش کی ظاہر ہے جسکی تفصیل موجب تطویل ہے۔ اور اپنی اولاد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عوض مین معرض ہلاک مین جو پیش کرتے تھے اسکی تفصیل اسی کتاب مین پیشتر مذکور ہوی کہ اونہون نے کامل دو برس تک

وان یستغفر النبی لعمہ ولم یقل کذلک و بصرح بھذا ما ورد فی الدر المنثور

وَاَنْ یَسْتَغْفِرَ النَّبِیُّ لِعَمِّہٖ یعنے مومنین کو مشرکین کیلئے اور نبی کو اپنے چچا کیلئے

دعاء مغفرت نہ کرنی چاہئے حالانکہ ایسا نہین کہا گیا اور اسکی تصریح وہ روایت

تک زمانہ قیام شعب مین ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام فرمانے کے لئے ایک خاص مقام

معین نہین کیا تہا۔ بلکہ ہر شب یک جدا مقام پر آپکا بچہونا کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے آرام فرمائی تک آپ ہوشیار رہتے اور اثناء شب مین جب رسالت مآب صلی اللہ

علیہ وسلم ہوشیار ہوتے تو آپ کی جگہہ اپنے کسی فرزند کو سلاتے اور آپکو دوسرے

مقام پر آرام کرواتے تا اگر اعداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاک کرنا چاہین تو حضرت

محفوظ رہین اور اون کے عوض اپنی اولاد فدا ہو۔ اور مجمع قریش کے سامنے

ابوطالب کا یہہ شعر وَاللّٰہِ لَنْ یَصِلُوْا اِلَیْکَ بِجَمْعِھِمْ حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ

دَفِیْنًا۔ یعنے واللہ تجھ تک نہ پہونچینگے وہ لوگ اپنی جماعت کے ساتھہ جب تک

مین زمین مین دفن ہو جاؤن۔ اور نیز قریش کو خبر دیا تھا کہ محمد جو اللہ کا رسول ہے

ہرگز کسی کے سپرد نکرونگا۔ یہانتک کہ سب ہلاک ہو جائین۔ ایک وقت اسطرح کہا کہ

ہم سب اوس کے جانب سے مرجائینگے۔ صاف دلالت کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کو ابوطالب اپنے جان سے بھی زیادہ عزیز رکہتے تھے اور آپسے اونکو ایسی کامل محبت تہی

کہ اسمین اونکو اپنی جان کی بھی پروا نہ تھی جسپر اونکا یہہ شعر دال ہے حَدِیْثٌ

بِنَفْسٍ دُوْنَہٗ وَحَمِیَّتُہٗ یعنے مین نے اپنی جان کو وقف کر دیا ہے کہ اوس تک

من طریق ابن جریر عن قتادة ان رجالا من اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سالوہ عن الاستغفار لآبائھم فقال واللہ انی لاستغفر لابی کما استغفر ابراھیم لابیہ فانزل اللہ ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین الآیۃ فقال النبی صلی اللہ انی اوحی الی کلمات قد دخلن فی اذنی ووقرن فی قلبی امرت ان لا استغفر لمن مات

کرتی ہے جسکو طریق ابن جریر سے درمنثور مین قتادہ سے نقل کیا ہے کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے آباء کیلئے مغفرت مانگنے کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپنے فرمایا کہ خدا کی قسم ہے مین اپنے باپ کیلئے مغفرت چاہونگا جسطرح کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کیلئے مغفرت چاہی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہہ آیت نازل فرمائی ماکان لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ الآیۃ پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا کہ میرے طرف چند کلمات وحی کئے گئے جو میرے کانمین پہنچے اور میرے دل مین متمکن ہوے مجھکو حکم ہوا ہے کہ جو شخص حالت شرک مین مرا ہو مین اوس کے لئے دعاء مغفرت نکرون۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ فرمانا کہ مین اپنے باپ یعنی چچا کیلئے مغفرت چاہونگا

پہنچنے نہ دون پس جو شخص کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین اپنی جان ومال واولاد کی پروا نکرے اور افشاء دعوت کے ساعی رہے پس اوسکے ایمان مین کیونکر شبہہ ہوسکتا ہے

مشرکا فکونہ صلے اللہ علیہ وسلم قال انی لاستغفر لابی یعنی لعمی
ثم لم یقل امرت ان لا استغفر لہ بل قال لمن مات مشرکا جواب لسوال
اصحابہ مع الاشارة الخفیة الی ان عمہ لم یکن مشرکا فدلت احادیث
شفاعتہ صلی اللہ علیہ وسلم علی انہ یشفع فیمن قلبہ ادنی ادنی
ادنی من مثقال حبة من خردل من ایمان وھذہ الاشارة الخفیة کانت
تقع منہ صلی اللہ علیہ وسلم حرصا منہ علی الصدق وان لا یقع
فی کلامہ لفظ مخالف للواقع فانہ معصوم من الکذب وھو منہ

پھر یہ نہ کہنا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ اوس کے لئے دعاء مغفرت نہ کرون
بلکہ یہہ کہنا کہ جو شخص حالت شرک مین مرا ہو سوال صحابہ رضی اللہ تعالے
عنہم کا جواب ہے جس مین اس امر کے طرف ایک خفی اشارہ ہے
کہ آپ کے چچا مشرک نہ تھے پس شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کے احادیث اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ جس کے دل مین
رائی کے دانہ سے بھی نہایت کمتر ایمان ہو تو آپ اوس کی شفاعت
فرمائینگے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ سے یہہ اشارہ خفیہ واقع ہوا بوجہ حرص
آپ کے صدق پر اور اس خیال سے کہ کوئی لفظ واقع کے مخالف
آپ کے کلام مین واقع نہو جاوے کیونکہ آپ کذب سے معصوم ہین
اور کذب آپ سے محال ہے پس آپنے ایسے عام لفظ کو بیان کیا

مستعمل فياتی بلفظ عام فيه اشارة خفية فيحصل بذلك جواب السائل ويرضى به وتطيب به نفسه ومن ذلك ما رواه ابن ماجه عن ابن عمر رضی الله عنهما قال جاء اعرابی الی النبی صلی الله عليه وسلم فقال ان ابی كان يصل الرحم وكان وكان فاين هو قال فی النار فكانه وجد من ذلك فقال الرجل اين ابوك انت فقال حيثما مررت بقبر كافر فبشره بالنار فاسلم الاعرابی وقال لقد كلفنی رسول الله صلی الله عليه وسلم شططا ما مررت بقبر كافر الا بشرته

کہ جسمین ایک خفی اشارہ بھی تھا اور اوس سے سائل کا جواب بھی نکل آیا اور اوس سے وہ خوش بھی ہو گیا۔ اور اس قسم کی یہہ حدیث بھی ہے جسکو ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہا کہ میرا باپ صلہ رحم کیا کرتا تھا اور ایسا ایسا تھا پس وہ کہان ہوگا۔ آپ نے فرمایا دوزخ مین۔ اعرابی اس سے رنجیدہ ہوا اور کہا کہ آپ کے باپ کہان ہین ارشاد ہوا کہ جسوقت تو کافر کی قبر پر گزرے تو اوسکو دوزخ کی بشارت دیا کر۔ پس اعرابی راضی ہو گیا اور کہا کہ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا حکم انتہاء مرتبہ پر استوار کیا کہ کافر کی قبر پر جب میرا گزر ہو تو مین اوسکو دوزخ کی بشارت دیا کرون۔ پس رسول اللہ

بالنار فاجمل رسول الله صلى الله عليه وسلم الجواب بقوله حيثما مررت بقبر كافر فبشره بالنار جريا على عادته اذا سأله اعرابي وخاف من افصاح الجواب له فتنته واضطراب قلبه أجاب بجواب فيه تورية وايهام مع تحري الصدق فهنا لم يفصح له بحقيقة الحال ومخالفة حكم ابيه لابيه فى المحل الذى هو فيه خشية ارتداده لما جبلت عليه النفوس من كراهية الاستئثار عليها ولما كانت عليه العرب من الجفاء وغلظ القلوب فاورد له جوابا موهما

صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول مین کہ جب تو کافر کی قبر پر گزرے تو اوسکو دوزخ کی بشارت دیا کر جواب کو مجمل بیان فرمایا جیسی کہ آپ کی عادت شریف تھی کہ جب کوئی اعرابی آپ سے سوال کرتا اور واضح طور پر جواب دینے مین اوس کے فتنہ اور اضطراب قلب کا اندیشہ ہوتا تو آپ ایسا جواب دیتے کہ جسمین حفاظت صدق کے ساتھ حقیقت حال بھی نہ کھلے۔ پس یہان بھی آپ نے حقیقت حال کو اور اپنے والد اور اوس کے باپ کے مخالفت حکم اور مغایرت مقام کو ارتداد سائل کے خوف سے واضح طور پر بیان نہین فرمایا۔ کیونکہ نفوس اپنے پر غیر کی فضیلت کو مکروہ سمجھنے پر مجبول ہین اور عرب کی جفا اور سنگدلی بھی ظاہر ہے۔ پس آپ نے اوسکا دل خوش کرنے کی غرض سے

تطیبا لقلبہ فتعین الاعتماد علی ھذا اللفظ وتقدیمہ علی غیرہ مما غیر الرواۃ بالمعنی کروایۃ مسلم ان رجلا قال یا رسول اللہ این ابی قال فی النار فلما ولی دعاہ فقال ان ابی واباک فی النار فھذہ الروایۃ منکرۃ وللعلماء فیھا کلام کثیر لخصہ الزرقانی فی شرح المواھب قال واحسن مایقال فیھا ان الرواۃ تصرفوا فیھا واختلفت روایاتھم وان الصواب کالروایۃ الاولی وھو حیثما مررت بقبر کافر فھی فی غایۃ الاتقان یتبین بھا ان اللفظ العام وھو حیثما مررت بقبر کافر فبشرہ بالنار

---

اوسکو مبہم جواب دیا پس یہی روایت بالفاظ مذکورہ معتبر ہے اور بمقابلہ دوسری روایت کے جسکو راویون نے معنیً تغیر دیا ہے مقدم ومقبول ہے مثل روایت مسلم کے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہے فرمایا کہ نار مین ہے اور جب وہ پلٹا تو بلایا اور فرمایا اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاکَ فِی النَّارِ یعنے میرا باپ اور تیرا باپ آتش مین ہین۔ پس یہہ روایت منکرہ ہے اور اسمین علماء کو بڑی گفتگو ہے جسکا خلاصہ زرقانی نے شرح مواہب مین کیا ہے اوس نے کہا کہ اس روایت کے متعلق جو باتین کہی جاتی ہین اون سب مین احسن یہی ہے کہ اس روایت مین راویون نے تصرف کیا ہے اور اون کے روایات مختلف ہین۔ اور مثل روایت اولی ہی صواب ہے یعنے جسوقت تو کافر کی قبر پر گزرے

هو الصادر منہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان بعض الرواۃ فہم ان قولہ
حیثما مررت بقبر کافر شامل لابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانہ کافر
نغیرہ ورواہ بالمعنی علی حسب فہمہ وقال ان ابی واباک فی النار
وما تقدم من ان آزر عم ابراھیم ولیس بابیہ ہو القول الصحیح
قال العلامۃ ابن حجر الھیثمی ان اہل الکتابین اجمعوا علی ان آزر
لم یکن ابا لابراھیم حقیقۃ وانما کان عمہ وسماہ اللہ فی القرآن ابا

پس یہہ روایت نہایت فصیح ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ عام لفظ
(یعنے جسوقت تو کافر کی قبر پر گزرے تو اوسکو دوزخ کی بشارت دیا کر)
یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوا ہے۔ پس گویا بعض راویوں نے
سمجھا کہ آپ کا یہہ قول (جسوقت تو کافر کی قبر پر گزرے) آپ کے والد پر بھی
شامل ہے اور وہ کافر ہین پس اونکو متغیر کیا اور اپنی سمجھہ کے مطابق روایت
کردیا اور کہدیا اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاكَ فِی النَّارِ اور پیشتر جو مذکور ہوا کہ آزر ابراہیم
علیہ السلام کا چچا تہا نہ باپ وہی صحیح قول ہے۔ علامہ ابن حجر ہیثمی نے کہا
کہ اہل کتب نے اجماع کیا ہے کہ حقیقت مین آزر ابراہیم علیہ السلام کا
باپ نہ تہا بلکہ چچا ہی تھا اور اوسکو اللہ تعالے نے قرآن مین باپ کہا
کیونکہ عرب چچا کو باپ کہتے ہین اور فخر رازی نے اسی پر جزم کیا اور کہا
کہ قرآن مجید مین چچا کا استعمال باپ سے ہوا ہے اللہ تعالے نے

لان العرب تسمی العم ابا وجزم بذلك الفخر الرازي وقال جاء
فی القرآن تسمية العم ابا قال تعالی والٰهك واله آبائك ابراهيم واسمٰعيل
مع ان الکلام کان مع اولاد یعقوب واسمعیل عم یعقوب وقد
سبق الرازي علی ذلك جماعة من السلف منهم ابن عباس ومجاهد
وابن جرير والسدی قالوا ليس آزر ابا ابراهيم وانما هو عمه لان
ابراهيم ابوه تارخ **وممن وافق الرازي** الامام الماوردي
من ائمة الشافعية وقال فی قوله تعالی وتقلبك فی الساجدين

---

فرمایا اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ آبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ حالانکہ کلام اولاد
یعقوب علیہ السلام کے ساتھ ہے اور اسمعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام
کے چچا تھے۔ اور امام رازی کے پہلے ہی سلف کی ایک جماعت جن مین
سے ابن عباس اور مجاہد اور ابن جریر اور سدی ہین اسی طرف
گئی ہے کہ انہون نے کہا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا باپ نتہا بلکہ چچا
تھا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تہا۔ اور ائمہ شافعیہ
سے امام وردی نے بھی امام رازی کے ساتھ اتفاق کیا اور کہا
کہ اللہ تعالی کے اس قول مین وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ سورہ
شعراء۔ یعنے تیرا پھرنا نمازیون مین۔ جیسا کہ رازی نے کہا ہے نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصلاب طاہرہ سے ارحام زکیہ کیطرف

كما قال الرازي ان المراد تقلبه وتنقله من الاصلاب الطاهرة الى الارحام الزكية وهذا وجه من وجوه تفسير الآية وليس مراده الحصر في هذا الوجه ولكن هذا الوجه هو الاولى بالقبول فقد اخرج ابن سعد والبزار والطبراني وابونعيم عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله تعالىٰ وتقلبك في الساجدين قال من نبي الى نبي ومن نبي الى نبي حتى اخرجتك نبيا ففسر تقلبه في الساجدين بتنقله في اصلاب الانبياء ولو مع الوسائط وحمل الآية على اعم منهم وهم المصلون الذين لم يزالوا في ذرية

نقل فرمانا مراد ہے اور یہ بھی منجملہ وجوہ تفسیر آیہ مذکورہ ایک وجہ ہے اور امام رازی کی مراد اسی ایک وجہ میں حصر نہیں ہے لیکن وجہ مذکور اولیٰ بالقبول ہے۔ ابن سعد اور بزاز اور طبرانی اور ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ یہ مراد ہے کہ تو ایک نبی سے دوسرے نبی طرف منتقل ہوتا چلا آتا تھا یہاں تک کہ میں نے تجھکو نبی کرکے نکالا۔ پس تقلب فی الساجدین کی تفسیر اصلاب انبیاء میں (اگرچہ وسایط سے ہو) نقل کرنے سے کیگئی۔ اور انبیاء سے عام اشخاص پر آیت کا حمل کرنا زیادہ واضح ہے تاکہ آیت غیر انبیاء کو بھی شامل رہے اور یہ اشخاص

ابراھیم او ضح لیشمل غیر الانبیاء فقد اخرج ابن المنذر عن ابن جریج فی قوله تعالیٰ رب اجعلنی مقیم الصلاة ومن ذریتی قال فلا تزال من ذریة ابراھیم ناس علی الفطرة یعبدون الله تعالیٰ وعن ابن عباس رضی الله عنهما ومجاھد فی قوله تعالیٰ و جعلها کلمة باقیة فی عقبه انها لا اله الا الله باقیة فی عقب ابراھیم علیه السلام وعن قتادة فی الآیة ھی شهادة أن لا اله الا الله والتوحید لا یزال فی ذریته من یقولها من بعده وقد صح من طرق

وہ کا ذکر ہین جو ذریۂ ابراہیم علیہ السلام مین ہمیشہ ہوتے تھے (خواہ وہ نبی ہون یا غیر نبی) ابن جریح سے ابن منذر نے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ یعنے خدایا تو مجھکو بھی نماز کا قایم کرنے والا بنا اور میری ذریت سے بھی) ذریت ابراہیم علیہ السلام سے ہمیشہ ایسے اشخاص ہوتے تھے جو فطرت پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور ابن عباس اور مجاہد سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق وَجَعَلَهَا كَلِمَةً فِیْ عَقِبِہٖ (یعنے یہی بات چھوڑ گیا اپنی اولاد مین) کلمۂ لا الہ الا اللہ ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے باقی رہا اور اس آیت کے متعلق قتادہ سے روایت ہے کہ توحید اور شہادت لا الہ الا اللہ ذریت ابراہیم مین

صحیحة ان الارض لم تخل من سبعة مسلمین فمن ذلك ما اخرجه

عبد الرزاق وابن المنذر بسند صحیح علی شرط الشیخین عن علی

رضی الله عنه قال لا یزال علی وجه الارض سبعة المسلمون

فصاعدا ولولا ذلك لهلکت الارض ومن علیها **واخرج**

الامام احمد فی الزهد بسند صحیح علی شرط الشیخین عن ابن

عباس رضی الله عنهما قال ما خلت الارض من بعد نوح من سبعة

یدفع الله بهم عن اهل الارض **واخرج** البخاری حدیث بعثت

---

ہمیشہ باقی رہی جو آپ کے بعد اوس کے قائل تھے۔ اور طرق صحیحہ سے

یہہ امر صحت کو پہونچا ہے کہ سات مسلمانون سے زمین ہرگز خالی نہوگی

اور اسی قبیل سے ہے وہ روایت جسکو عبد الرزاق اور ابن المنذر نے

سند صحیح سے شرط شیخین پر علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرمایا

آپ نے کہ روئی زمین پر ہمیشہ کم از کم سات مسلمان رہتے ہین اور

اسمین زیادتی بھی ہوتی ہے اگر یہہ لوگ نہون تو زمین اور اوسپر کے

مخلوق ہلاک ہو جاوے۔ اور امام احمد نے زہد مین سند صحیح سے

شرط شیخین پر ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا کہ نوح

علیہ السلام کے بعد سے زمین ایسے سات شخص سے خالی نہین رہی ہے

جنکے سبب سے اللہ تعالی اہل زمین سے بلیات کو دفع کرتا ہے۔ اور

من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی
کنت فیہ فاذا قرنت بین ھاتین المقدمتین اعنی بعثت
من خیر قرون بنی آدم الخ وان الارض لم تخل من سبعۃ
مسلمین الخ انتج ما قالہ الامام الرازی من ان اباءہ کلھم
موحدون لانہ ان کان کل جد من اجدادہ من جملۃ السبعۃ
المذکورین فی زمانھم ففیہ المدعی وان کانوا غیرھم فاما
ان یکونوا علی الحنیفیۃ ملۃ ابراھیم علیہ السلام فھو المدعی

بخاری سنے یہہ حدیث روایت کی ہے کہ مین ایک قرن سے دوسری
قرن مین بہترین قرون بنی آدم سے مبعوث ہوتا رہا یہانتک کہ
اوس قرن مین کہ جس مین مین ہون مبعوث ہوا - پس جب یہہ دونون
مقدمے (یعنے خیر قرون بنی آدم سے مبعوث ہوتے چلے آنا
اور زمین کا سات مسلمانون سے خالی نرہنا) ملائے جائین تو
وہی نتیجہ نکلتا ہے جسکو امام رازی سنے بیان کیا یعنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے تمام اجداد موحد تھے کیونکہ آپ کے اجداد سے ہر ایک
جد اگر اون مذکور شدہ سات اشخاص مین سے تھے تو اسی مین
ہمارا مدعی ہے اور اگر اونکے سواے تھے تو یا وہ ملت حنفیہ
ابراہیم علیہ السلام پر تھے تو یہہ بھی ہمارا مدعی ہے یا وہ شرک پر

ایضا واما ان یکونوا علی الشرک فیلزم احد امرین اما ان یکون غیرهم خیرا منهم وهو باطل لمخالفته الحدیث الصحیح من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا واما ان یکونوا خیرا وهم علی الشرک وهو باطل بالاجماع قال تعالی ولعبد مؤمن خیر من مشرک فثبت انهم علی التوحید فیکونوا خیر اهل الارض فی زمانهم **وقد ذکر البرزنجی** والسیوطی وغیرهم من الفوائی بنجاة آباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامهاتهم وفی انهم کلهم علی التوحید دلائل وبراهین علی ذلک و

ہین تو دو امر سے ایک لازم آویگا یا اون سے اونکے اغیار بہتر تھے یہہ تو باطل ہے بسبب مخالفت اوس حدیث صحیح کے کہ جس سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد ہر ایک قرن مین بہترین قرون بنی آدم سے تھے۔ یا یہہ اجداد باوجود شرک پر رہنے کے اغیار سے بہتر تھے یہہ بھی بالاجماع باطل ہے جناب باری کا ارشاد ہے وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ یعنے ایمان والا غلام مشرک سے بہتر ہے پس ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد توحید پر قایم تھے پس وہ اپنے زمانہ مین تمام اہل زمین سے بہتر ہوے **اور برزنجی** اور سیوطی وغیرہ نے (جنہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آبا وامہات کے نجات مین اور اس بیان مین کہ یہہ سب کے سب توحید پر تھے

طاهر والی هذا اشار صاحب الهمزیة حیث قال

لم تزل فی ضمایر الکون تختا ولک الامهات والآباء

وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما ولدت من بغی قط منذ

خرجت من صلب آدم ولم تزل تتنازعنی الامم کابرا عن کابر

حتی خرجت من افضل حیین من العرب هاشم وزهرة وحیث

ان ابا طالب قال هو علی ملة عبد المطلب فلنذکر بعض ماذکره

فی عبد المطلب لیتعلم علما یقینیا انه کان علی التوحید فمما ذکروه

---

نہین ہے۔ اوراسی کے طرف صاحب الہمزیہ نے اشارہ کیا **شعر**

لَمْ تَزَلْ فِیْ ضَمَایِرِ الکَوْنِ تَخْتَا وَلَکَ الْاُمَّھَاتُ وَالْآبَاءُ

آپ کے لئے اس خلقت کی چھپی ہوی چیزون مین اون کے ظہور سے

پیشتر ہی نامی گرامی مائین اور باپ دادے خدا کے طرف سے پسند ہوگئے

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سے میرا خروج

صلب آدم سے ہوا ہرگز مین کسی نامحمود طریقہ سے نہین جنا گیا اور

میرے لئے بڑے سے بڑے آرزو کرتے تھے یہانتک کہ مین عرب کے

افضل دو قبیلہ ہاشم اور زہرہ سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ ابوطالب نے

کہا تہا کہ وہ عبد المطلب کی ملت پر ہے اس لئے ہم بعض اون امور

کو ذکر کرتے ہین کہ جسکو مورخین نے عبد المطلب کے حال مین بیان

فی عبد المطلب انه نشاء علی اکمل الصفات وانتهت الیه الریاسة بعد عمه المطلب کان یأمر اولاده بترک الظلم والبغی ویحثهم علی مکارم الاخلاق وینهاهم عن دنیات الامور وکان یقول لن یخرج من الدنیا ظلوم حتی ینتقم اللّٰہ منه وتصیبه عقوبة الی ان هلک رجل ظلوم من ارض الشام ولم تصبه عقوبة فقیل لعبد المطلب فی ذلک ففکر وقال واللّٰہ ان وراء هذه الدار دار یجزی فیها المحسن باحسانه ویعاقب المسئ باساءته

کیا ہے تاکہ تجھکو اسکا علم یقینی حاصل ہوجاے کہ عبد المطلب توحید پر تھے۔ پس عبد المطلب کے حال مین جو کیفیات بیان کئے گئے ہین اون مین سے یہہ ہے کہ وہ اکمل صفات پر پیدا ہوے اور ریاست اونکو اونکے چچا مطلب کے بعد پہونچی اور اپنے اولاد کو ترک ظلم و فحش کی تاکید کرتے تھے۔ اور مکارم اخلاق کی ترغیب دیتے تھے اور سبک امور سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ظالم سے جب تک اللّٰہ تعالیٰ بدلہ نہ لے اور اوسکو کوی عقوبت نہ پہونچے وہ دنیا سے ہرگز نہ نکلیگا یہان تک کہ ارض شام کا ایک ظالم مرگیا اور اوسکو کوی عقوبت نہ پہونچی تھی۔ پس اوسکی شان مین عبد المطلب سے پوچھا گیا تو اونہون نے

اى فالظالم شانه ان تصيبه عقوبة فان اخرج من الدنيا لم تصبه عقوبة فهى معدة له فى الآخرة فهذا ايمان منه باليوم الآخر علمه بالفراسة الصادقة وهى نور الهى يقع فى القلب وكان عبد المطلب يرفض عبادة الاصنام ويعترف بوحدانية الله تعالى ولم تكن شريعة مشروعة فى زمنه فلهذا كانت عبادته التفكر فى آلاء الله ومصنوعاته وصلة الارحام واصطناع المعروف

کچھہ تامل کے بعد جواب دیا قسم خدا کی سوا‌ے دار دنیا کے دار آخرت بھی ہے کہ جہان نیک کو اوس کے نیکی کی جزا اور بد کو اوس کے بدی کی سزا دیجائیگی ۔ یعنے ظالم کی شان ہی یہہ ہے کہ اوسکو عقوبت پہونچے ۔ پس اگر بغیر عقوبت کے دنیا سے گزر جاے تو عقوبت اوس کے لئے آخرت مین مہیا ہے ۔ پس عبد المطلب کا ایمان بالآخرت ہے جسکو اونہون نے فراست صادقہ سے جان لیا ۔ اور فراست صادقہ ایک نور الٰہی ہے جو دل مین پڑتا ہے اور عبد المطلب بت پرستی نکرتے تھے اور وحدانیت خدا تعالی کے معترف تھے ۔ اور اون کے زمانہ مین کوی شریعت مشروعہ نہتی اسیواسطے خدا تعالی کے نعمتون اور مصنوعات مین فکر کرنا اور صلہ ارحام اور اچھے کام کرنا اور عمدہ اخلاق سے متصف رہنا اونکی عبادت تھی

والاتصاف بمکارم الاخلاق وکان یختلی کثیرا بغار حراء لیجمع فکرہ وقلبه فی الاستغراق فی التفکر فی صفات الله و افعاله الدالة علیه وورد عنه فی السنة اشیاء کان متصفا بها ویأمر الناس بفعلها **منها** الوفاء بالنذر والمنع من نکاح المحارم وقطع ید السارق والنهی عن قتل المؤدة وتحریم الخمر والزنا وان لا یطوف بالبیت عریانا **وهو** اول من جعل الدیة مائة من الابل فجاء الشرع مؤیدا ذلك ومقررا **وکان** لطیب ریحه یفوح منه

---

اور خدا کے صفات وافعال کے تفکر کے استغراق مین اپنی خاطر اور فکر مجتمع رہنے کی غرض سے اوہون نے اکثر اوقات غار حرا مین رہنا اختیار کیا تھا اور اون کے بعض امور کہ جس سے وہ متصف بھی تھے اور لوگون کو اونکے کرنے کا حکم بھی کرتے تھے شریعت اسلامیہ مین داخل ہوگئے ہین۔ اور امور مذکورہ سے بعض یہہ ہین نذر کو پورا کرنا۔ نکاح محارم سے منع کرنا۔ اور چور کا ہاتھ کاٹنا بیٹی کو زندہ درگور کرکے قتل کرنے سے منع کرنا۔ اور شراب وزنا کی تحریم۔ اور برہنگی مین کعبہ کا طواف نکرنا۔ خون بہا مین سو اونٹ کی قرارداد ابتدا عبد المطلب ہی نے کی اس کے بعد شرع نے اسی کو بحال رکھا۔ اور ان کے بدن شریف سے بوے مشک مہکتی تھی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

رائحة المسك وكان نور النبي صلى الله عليه وسلم يضئ في غرته

وفيه يقول القائل

علا شيبة الحمد الذي كان وجهه    يضئ ظلام الليل كالقمر البدر

وكانت قريش اذا اصابها قحط شديد تاتي عبد المطلب فتستقي به فيسقون ولما جاء اصحاب الفيل ليهدموا الكعبة هلكوا بدعائه عند البيت المعظم ومما نقل عنه في ذلك اليوم۔

کا نور انکے پیشانی پر چمکتا تھا اور اسی بارہ مین کسی نے کہا ہی شعر

عَلاَ شَيْبَةُ الْحَمْدِ الَّذِيْ كَانَ وَجْهُهُ    يَضِيْئُ ظَلاَمُ اللَّيْلِ كَالْقَمَرِ الْبَدْرِ

یعنے بلند مرتبہ ہے شیبۃ الحمد (یعنے نام عبد المطلب) جسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کے مانند رات کی اندھیریون کو روشن کرتا ہے اور جب قحط شدید ہوا تو قریش اونکے نزدیک آکے خواہان دعائے بارش ہوتے تھے اور باران رحمت نازل ہوتا تھا اور انہدام کعبے کے لئے جب اصحاب فیل آئے تو انہی کے دعا سے ہلاک ہوے اور اوس روز کے اون کے اشعار سے یہہ شعر منقول ہے

لَاهُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ يَمْنَعُ رَحْلَهُ فَامْنَعْ رِحَالَكَ × وَانْصُرْ عَلٰى اٰلِ الصَّلِيْبِ وَعَابِدِيْهِ الْيَوْمَ اٰلَكَ

یعنے خدایا اسمین شک نہین کہ بندہ بھی اپنے گھر کو بچاتا ہے پس تو اپنے گھر کو بچائیو۔ تو آجکے دن صلیب کے لوگوں اور اوس کے

لاهم ان العبد يمنع رحله فامنع رحالك
وانصر على آل الصليب وعابديه اليوم آلك

## وقال ايضاً

يارب لا ارجو لهم سواكا يارب فامنع عنهم حماكا
ان عدو البيت قد عاداكا فامنعهم ان يخربوا قراكا

**واخذ** اصحاب الفيل له ذودا من الابل فذهب الى ابرهة رئيسهم يسأله اطلاق ابله فعظمه واجلسه معه على سريره فلما سأله اطلاق ابله قال له ابرهة سقطت من عيني جئت

---

پوجنے والونپر اپنے لوگون کو فتح و مدد دیجو۔ اور یہہ بھی کہا **شعر**

یَارَبِّ لَا اَرْجُوْلَھُمْ سِوَاکَا * یَارَبِّ فَامْنَعْ عَنْھُمْ حِمَاکَا
اَنَّ عَدُوَّ الْبَیْتِ قَدْ عَادَاکَا * فَامْنَعْھُمُوْا اَنْ یُخْرِبُوْا قُرَاکَا

یعنے پروردگارا مین اونکے کھپانے کے لئے تیرے سوا اور کسی کی امید نہین رکہتا ہون۔ پس تو اونکے ہاتھون سے اپنے رمنے (حرم کو) بچالے ٭ کعبے کے دشمن نے تجھ سے دشمنی کی ہے ٭ پس تو اونکو روکدے کہ تیرے بستیون کو وہ ویران کرنے نہ پائین ٭ اور اصحاب فیل نے ان کے اونٹون کا ریوڑ پکڑ لیا تہا انہون نے اونٹون کی رہائی کی درخواست کیلئے اونکے رئیس ابرہہ کے پاس گئے

لاهدم البیت الّذی هو دینك ودین آبائك فالهاك عنه ذود اخذ منك فقال انا رب الابل وللبیت رب یمنعه وقال یامعشر قریش لایصل الی هدم البیت لان لهذا البیت ربا یحمیه فارسل الله علیهم طیرا ابابیل فاهلکهم وکان لعبد المطلب ابل کثیرۃ یجمعها فی الموسم ویسقی لبنها بالعسل فی حوض من ادم عند زمزم و یشتری الزبیب فینقعه بماء زمزم ویسقیه الحاج ولما توفی عبد المطلب قام بالسقایة ابوطالب ثم بعدہ العباس ومن کلام

اوس نے اوسکی تعظیم کی اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھلا لیا پس جب آپ نے اونٹوں کی رہائی کا سوال کیا تو اوس نے کہا کہ تو میری نظروں سے گر گیا میں نے تو اوس گھر کے گرا دینے کے واسطے آیا ہون جو تیرا اور تیرے آباء کا دین ہے اور اوس سے تجھکو ایک ریوڑ نے باز رکھ لیا جو تجھ سے لے لیا گیا ہے۔ اوہون نے کہا مین تو اونٹون کا رب ہون اس گھر کا رب اور ایک ہی جو اوسکو بچا لیگا۔ اور کہا کہ یامعشر قریش کسی کو یہہ طاقت نہین ہے کہ انہدام کعبہ کرسکے کس لئے کہ اس مکان کا ایک رب ہے اوسکی حمایت کریگا۔ پس اللہ تعالی نے اوسپر ابابیل کو بھیجا اور اصحاب فیل کو ہلاک کر دیا۔ اور عبد المطلب کے بہت سے اونٹ تھے جنکو موسم حج مین جمع کرتے تھے اور قریب چاہ زمزم چمڑے

عبد المطلب

یارب انت الملک المحمود * وانت ربی الملک المعبود * من عندک الطارف والتلید

وکان عبد المطلب یکرم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویعظمہ وھو صغیر ویقول ان لابنی ھذا لشانا عظیما وقد سمع من الکہان والرھبان شیئا کثیرا فی شان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل ولادتہ وبعدھا وکان عبد المطلب رئیس قریش معظما فیہا وکانوا یفرشون لہ حول الکعبۃ فیجلس ویجتمع حولہ رؤسا قریش

کے عوض مین اونکا دودہ اور شہد بہر دیا جاتا تہا اور منقہ خرید کرکے زمزم کے پانی سے شربت تیار کرتے اور حاجیون کو پلاتے تھے اور جب عبد المطلب نے دفات پائی تو آبداری پر ابو طالب قایم ہوے اور اونکے بعد عباس رضی اللہ عنہ۔ اور کلام عبد المطلب سے یہہ بھی ہے یَا رَبِّ اَنْتَ الْمَلِکُ الْمَحْمُوْدُ * وَاَنْتَ رَبِّیْ الْمَلِکُ الْمَعْبُوْدُ مِنْ عِنْدِکَ الطَّارِفِ وَالتَّلِیْدِ * یعنے اے میرے پروردگار تو ہی پادشاہ ستودہ ہے * اور تو ہی میرا رب اور پادشاہ معبود ہے * تیرے ہی جانب سے مال ومنال ہے * اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ آپ خرد سال تھے عبد المطلب عظمت وبزرگی کرتے اور کہتے تھے کہ میرے اس بیٹے کی بہت بڑی شان ہوگی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ولا یستطیع احد ان یجلس علی فراشه ولا ان یطاه بقدمه وکان النبی صلی اللہ علیه وسلم وهو صغیر یزاحم الناس فیدخل حتی یجلس بجنب جده عبد المطلب وربما جاء قبل جده عبد المطلب فجلس علی فراشه فاذا اراد احد من اعمامه ان یمنعه یزجره جده عبد المطلب و یقول دعوه ان له لشانا ثم یجلس علی فراشه معه و یمسح ظهره و یسره ما یراه یصنع **وتوفی** عبد المطلب

کی شان مین آپ کی ولادت کے پہلے اور بعد مین کاہنوں اور راہبوں سے بہت کچھ سنا تھا۔ اور عبد المطلب قریش کے رئیس اور امین معظم تھے اور اون کے لئے کعبہ کے اطراف مین فرش کیا جاتا تھا۔ عبد المطلب جلوس فرماتے اور رؤساء قریش اونکے اطراف جمع رہتے تھے اور کسکی مجال نہین تھی کہ اونکی مسند پر بیٹھے یا پیر دراز کرے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم صغر سنی مین اپنے دادا عبد المطلب کی مجلس مین لوگون کی صفین چیر کے داخل ہوتے اور دادا کے بازو بیٹھ جاتے تھے اور بعض مرتبہ عبد المطلب کے پہلے تشریف لاکر اونکی مسند پر بیٹھ جاتے آپ کے چچاؤن سے جب کسی نے آپ کو اس سے منع کرنا چاہتے تو اونکو عبد المطلب جھڑک دیتے اور کہتے کہ اسکو چھوڑ دو اسکی ایک شان ہی اور اپنی مسند پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ جاتے۔ اور آپ کی

وعمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثمان سنین فاوصی بہ الی عمہ ابیطالب وکان شقیق ابیہ عبد اللہ وامہما فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال سمعت ابی العباس یقول کان لعبد المطلب مفرش فی الحجر یجلس علیہ لا یجلس علیہ غیرہ وکان حرب بن امیۃ فمن دونہ من عظماء قریش یجلسون حولہ دون الفرش فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما وھو غلام فجلس

---

پشت مبارک پر ہاتھ پہیراتے اور آپ کے حرکات سے خوش ہوتے اور عبد المطلب نے وفات پائی جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آٹھہ برس کے تھے پس آپ کے لئے اونہون نے آپ کے چچا ابو طالب کو وصیت کی ابو طالب اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبد اللہ یہہ دونون حقیقی بہائی تھے ان دونون کی مان فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمرو بن مخزوم ہین۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اونہون نے فرمایا کہ مین اپنے باپ عباس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک پتھر تھا کہ جسپر خاص عبد المطلب کے واسطے فرش کیا جاتا تہا اور وہ اوسپر جلوس فرماتے تھے اوسپر سواے اونکے اور کوئی نہین بیٹھتا تھا حرب بن امیہ اور اوسکے سواے قریش کے اور سردار اونکے اطراف بیٹھتے تھے ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جبکہ آپ کم سن تھے تشریف لائے

علی الفرش فجذبہ رجل فبکی فقال عبد المطلب مالا بنی یبکی قالوا
اراد ان یجلس علی الفرش فمنعوہ فقال عبد المطلب دعوا ابنی یجلس
علیہ فانہ یحس من نفسہ بشرف وارجوان یبلغ من الشرف مالم
یبلغہ عربی قبلہ ولا بعدہ فکانوا بعد ذلک لا یردونہ عنہ حضر
عبد المطلب اوغاب وفی روایۃ دعوا ابنی انہ لیونس ملکا وفی
روایۃ فانہ تحدثہ نفسہ بملک عظیم وسیکون لہ شان وکان عبد المطلب

اور اوس فرش پر بیٹھ گئے آپ کو کسی نے کھینچ لیا اور آپ رونے لگے
عبد المطلب نے کہا کہ میرے بیٹے کو کیا ہوا جو روتا ہے لوگون نے کہا
کہ اس فرش پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تہا اوس سے ممانعت کی گئی۔ عبد المطلب
نے کہا کہ میرے بیٹے کو چھوڑ دو تا کہ اوسپر بیٹھے کیونکہ وہ اپنی ذات مین
فضیلت کو دیکھہ رہا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ ایسی فضیلت کو پہونچیگا
کہ اوسکو کوئی عربی نہ پہلے پہونچا ہے اور نہ بعد مین پہونچیگا۔ پہر کبھی
کسی نے آپ کو اس سے منع نہین کیا خواہ عبد المطلب حاضر ہین
یا غائب۔ اور ایک روایت مین یہہ ہے کہ میرے فرزند کو چھوڑ دو
کہ وہ اولو الامر ہونے والا ہے۔ اور ایک روایت مین یہہ ہے
کیونکہ اوس کا نفس اوسکو ملک عظیم پر پہونچا ویگا اور قریب مین اوسکی
بڑی شان ہوگی۔ اور عبد المطلب علماء و حکماء قریش سے تھے اور

من علماء قریش وحکمائها وکان مجاب الدعوۃ محرما للخمر علی نفسه
وهو اول من تحنث بغار حراء و التحنث التعبد اللیالی ذوات العدد
وکان اذا دخل شهر رمضان صعده واطعم المساکین وکان
صعودة للتخلی عن الناس یتفکر فی جلال الله وعظمته وکان یرفع
من مائدته الطیر والوحوش فی رؤس الجبال وکان یقال له مطعم الطیر
ویقال له الفیاض ولد وفی راسه شیبة الحمد رجاء انه یکبر و

مستجاب الدعوات تھے اور اسپنے نفس پر شراب کو حرام کر لیا تھا
اور آپ ہی پہلے شخص ہین جو غار حرا مین راتون کو عبادت کرتے تھے
اور جب رمضان کا مہینہ آتا تو آپ حرا پر چڑھجاتے اور مساکین کو
کھانا کھلاتے - اور آپ کا حرا پر چڑھنا صرف لوگون سے گوشہ نشینی
کے واسطے تھا تاکہ اللہ جل شانہ کی جلال و عظمت مین تفکر ہوسکے
اور پہاڑون کی چوٹیون پر آپ کے دسترخوان سے پرند و وحوش
متمتع ہوتے تھے - اور آپ کو مطعم الطیر اور فیاض کہتے تھے - جب
یہہ پیدا ہوسے تو اونکے سر مین ایک سفید بال تھا اسیواسطے انکا
نام شیبتہ الحمد رکھا گیا اس امید سے کہ وہ بڑے اور بڈھے ہونگے
اور انکی حمد لوگ بہت کرینگے - بالآخر اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا
یعنے لوگون نے انکی بہت حمد کی کیونکہ وہ مصیبتون مین قریش

يشيخ ويكثر حمد الناس له وقد حقق الله ذلك فكثر حمدهم له
لانه كان مفزع قريش فی النوائب وملجأهم فی الامور وشريفهم
وسيدهم كمالا وفعلا عاش مائة واربعين سنة وله مناقب
كثيرة منها حفر بئر زمزم وكانت درست بعد اسمعيل فامر
فی المنام بحفرها وارشد فی المنام الی محلها وقصة ذلك طويلة
مذكورة فی كتب السير وفی السيرة الحلبية عن ابن عباس رضی الله
عنهما قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم يبعث جدی عبد المطلب

---

کے حامی تھے اور تمام کامون مین اونکے ملجا رتھے کیا بلحاظ کمال
اور کیا بلحاظ افعال اونکے بزرگ اور سردار تھے - ایک سو چالیس
برس زندہ رہے اور اونکے بہت سے مناقب ہین - ایک یہہ کہ
اوہنون نے زمزم کا کنوان کہودا - اسمعیل علیہ السلام کے بعد وہ
نا پدید ہو گیا تہا خواب مین اوس کے کہودنے کا حکم ہوا اور اوس کا
مقام دکہلا دیا گیا - اسکا قصہ طویل ہے کتب سیر مین مذکور ہے - اور
سیرت حلبیہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہا
اوہنون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے
دادا عبد المطلب قیامت کے دن بادشاہون کے لباس اور ہیئت
اشراف مین اوٹہائے جائینگے - برزنجی نے کہا کہ مرتی ہوا ہی

يوم القيامة فى زى الملوك وابهة الاشراف قال البرزنجى ويدى
ان عبد المطلب يعطى نور الانبياء وجمال الملوك ويبعث امة وحدة
قال لانه كان على التوحيد وذلك كمن اخبر عنه النبى صلى الله عليه
وسلم من امثاله كزيد بن عمرو بن نفيل وورقة ابن نوفل انه يبعث
امة وحدة ومن يبعث امة وحده لا يبعد انه يعطى نور الانبياء لانه
مستقل لا تابع واما كونه يعطى جمال الملوك فلانه كان سيد قريش
فى زمانه وهو ملحق بالملوك الذين عدلوا وما ظلموا وهذا له شاهد

کہ عبد المطلب کو انبیا کا نور اور بادشاہون کا جمال عطا کیا جائیگا اور وہ
تنہا حق پر مبعوث ہونگے کیونکہ وہ توحید پر تھے اور امثال عبد المطلب
جیسے زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ ابن نوفل سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایسی ہی خبر دی ہے کہ وہ تنہا حق پر مبعوث ہونگے اور جو شخص کہ تنہا
حق پر مبعوث ہو تو اوسکو انبیا کا نور عطا کیا جانا بعید نہین ہے کیونکہ وہ
مستقل ہے نہ تابع - اور عبد المطلب کو بادشاہون کا جمال اس لئے دیا جائیگا
کہ وہ اپنے زمانہ مین قریش کے سردار تھے اور وہ ان بادشاہون
کے ساتھ رہینگے جنہون نے عدل کیا - اور یہہ بیان عبد المطلب کیواسطے
گواہ ہے اس امر مین کہ جسکو بیہقی اور ابو نعیم نے کعب احبار سے
روایت کیا ہے انہون نے کہا کہ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی

فیما رواه البیہقی وابونعیم عن کعب الاحبار انہ قال فی التوراۃ فی صفۃ امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہم فی القیامۃ یعطون نور الانبیاء وبالجملۃ فمن وقف علی ما ذکرہ العلماء فی ترجمتہ علم علما یقینیا انہ کان علی التوحید وھکذا بقیۃ آبائہ الی آدم علیہ السلام وبہذا یعلم ان قول ابیطالب ھو علی ملۃ عبد المطلب اشارۃ الی انہ علی التوحید ومکارم الاخلاق ولو لم یصدر من ابیطالب من الاشارات الدالۃ علی توحیدہ الا قولہ وھو علی ملۃ عبد المطلب لکان ذلک کافیا فللہ درہ من لبیب حاذق وھذا المسلک الذی سلکہ العلامۃ السید محمد

صفت مین توراۃ مین یہہ کہ قیامت مین اونکو ابنیا کا نور عطا کیا جائیگا حاصل کلام کہ جسکو بیان علماء پر وقفیت ہو ضرور اوسکو علم یقینی اس امر کا حاصل ہوگا کہ بلاشبہ عبد المطلب توحید پر تھے اور یہی حالت ہے اونکے باقی آباء کی آدم علیہ السلام تک۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابیطالب کا یہہ قول کہ "وہ عبد المطلب کی ملت پر ہے" اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ابیطالب توحید اور مکارم اخلاق پر ہے۔ اگر ابیطالب سے سوائے اس قول کے کہ "وہ ملت عبد المطلب پر ہے" اور اشارات جو اونکی توحید پر دال ہین صادر نہوتے تو بھی قول مذکور کافی تھا بس اس قول کی خوبی اللہ ہی کے واسطے ہے جو اونسے یہہ کلام جامع صادر

بن رسول البرزنجی فی نجاۃ ابیطالب لم یسبقہ الیہ احد فجزاہ اللہ
افضل الجزاء ومسلکہ ھذا الذی سلکہ یرتضیہ کل من کان متصفا
بالانصاف من اہل الایمان لانہ لیس فیہ ابطال شئ من النصوص
ولا تضعیف لہا وغایۃ ما فیہ انہ حملہا علی معان مستحسنۃ یزول بہا
الاشکال ویرتفع الجدال ویحصل بذلک قرۃ عین النبی صلی اللہ علیہ وسلم
والسلامۃ من الوقوع فی تنقیص ابی طالب او بغضہ فان ذلک یوذی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد قال اللہ تعالی ان الذین یؤذون اللہ الخ

فرمایا نجات ابیطالب مین یہہ وہ راستہ ہے کہ جسپر علامہ سید محمد بن
رسول البرزنجی نے چلا کہ جسکی طرف کسی نے سبقت نہین کی تھی اللہ تعالے
اوسکو جزاے خیر دیوے اور اون کے اس مسلک کو ہر ایک شخص اہل ایمان
سے جو انصاف سے متصف ہو پسند کریگا۔ کیونکہ اوسمین نصوص سے
کسی شئی کا ابطال نہین ہے اور نہ اونکی تضعیف ہے اوس مین صرف
یہی ہے کہ انہون نے نصوص کو ایسے مستحسن معانی پر حمل کیا کہ جس سے
اشکال زایل اور جدال مرتفع ہوتا ہے۔ اور اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے آنکھہ کی ٹھنڈک اور تنقیص یا بغض ابیطالب مین مبتلا ہونے سے
احتراز حاصل ہوتا ہے کیونکہ یہہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذا کا باعث
ہے اللہ تعالی نے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ

رسوله لعنهم الله فی الدنیا والآخرة واعد لهم عذابا مهینا وقال تعالی والذین یؤذون رسول الله لهم عذاب الیم وقد ذکر الامام احمد بن الحسین الموصلی الحنفی المشہور بابن وحشی فی شرحہ علی الکتاب المسمی بشہاب الاخبار للعلامة محمد ابن سلامة القضاعی المتوفی سنة ۴۵۴ ان بغض ابیطالب کفر و نص علی ذلک ایضا من ائمة المالکیة العلامة علی الاجھوری فی فتاویه والتلمسانی فی حاشیة علی الشفا فقال عند ذکر ابیطالب لا ینبغی ان یذکر الا بحمایة

فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا سورہ احزاب یعنے جو لوگ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہین اللہ تعالی اونپر دنیا و آخرت مین لعنت کریگا۔ اور عذاب سخت اون کے لئے مہیا کریگا۔ اور یہہ بھی جناب باری کا ارشاد ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ الایہ سورہ توبہ یعنے جو لوگ اللہ کے رسول کو اذیت دیتے ہین اونکے لئے عذاب سخت ہے امام احمد بن حسین موصلی حنفی نے جو ابن وحشی سے مشہور ہین اپنی شرح مین جو شہاب الاخبار مولفہ علامہ محمد بن سلامہ قضاعی متوفی ۴۵۴ھ پر لکھی ہے ذکر کیا کہ بغض ابو طالب کا کفر ہے۔ اور اسپر ائمہ مالکیہ سے علامہ علی الاجہوری نے بھی اپنے فتاوی مین اور تلمسانی اپنے حاشیہ مین جو شفا پر ہے تصریح کی۔ اور کہا کہ ابو طالب کے ذکر کے وقت سوا

النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ حماہ ونصرہ بقولہ وفعلہ وفی ذکرہ بمکروہ اذیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ومؤذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کافر والکافر یقتل وقال ابو الطاھر من ابغض ابا طالب فھو کافر والحاصل ان ایذاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفر یقتل فاعلہ ان لم یتب وعند المالکیۃ یقتل وان تاب وروی الطبرانی والبیہقی ان ابنۃ ابی لہب واسمہا سبیعۃ وقیل درۃ قدمت المدینۃ مسلمۃ مہاجرۃ فقیل لہا لا تغنی عنک ھجرتک وانت بنت حطب النار فذکرت

حمایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی قسم کا تذکرہ مناسب نہین ہے کیونکہ اونہون نے اپنے قول و فعل سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت مدد کی اور اونکا ذکر برائی سے کرنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہے۔ اور حضرت کا ایذا دینے والا کافر اور کافر لایق قتل ہے اور ابو طاہر نے کہا کہ جس نے ابو طالب سے بغض رکہا وہ کافر ہے۔ حاصل کلام یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا اوس مرتبہ کا کفر ہے کہ اگر اوسکا فاعل توبہ نہ کرے تو قتل کیا جاوے اور مالکیہ کے پاس توبہ کرنے کی صورت مین بھی قتل کیا جاویگا۔ اور طبرانی اور بیہقی نے روایت کی کہ ابو لہب کی بیٹی جسکا نام سبیعہ ہے اور بعض نے کہا درہ ہے مسلمان ہوکر مدینہ منورہ مین ہجرت کی تو اوسکو کہا گیا کہ تجھکو ہجرت نفع دیگی کیونکہ

ومن ذلك ذكرته للنبي صلى الله عليه وسلم فاشتد غضبه ثم قام
على المنبر فقال ما بال اقوام يؤذونني في نسبي وذوي رحمي فمن
اذى نسبي وذوي رحمي فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله تعالى
واخرج ابن عساكر عن علي رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال من اذى شعرة مني فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى
الله تعالى فبغض ابي طالب والتكلم فيه يوذي رسول الله صلى الله
عليه وسلم ويوذي اولاده الموجودين في كل عصر وقد قال صلى الله

تو جہنم کے کنارے کی لکڑی ہے اس سے اوسکو رنج ہوا اور اس کا ذکر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ بڑھگیا
اور منبر پر کھڑے ہوکے فرمایا کہ کیا حالت ہی قوم کی کہ میرے نسب و
قبیلے کے لوگون کی برائی کہکر میرا دل دُکہاتے ہین جس نے میرے نسب
و قبیلے کے لوگون کو اذیت دیا اوس نے مجھکو اذیت دیا اور جس نے
مجھکو اذیت دیا اللہ تعالی کو اذیت دیا۔ اور ابن عساکر علی رضی اللہ عنہ
سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے
میرے ایک بال کو ایذا دیا تو یقیناً مجھکو ایذا دیا اور جس نے مجھے اذیت
دی تو یقیناً خدا کو اذیت دی۔ پس ابو طالب کا بغض اور اون کے
باب مین گفتگو کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اون کے ہر زمانہ

عليه وسلم لا تؤذوا الاحياء بسب الاموات ومما يؤيد هذا التحقيق
الذي حققه العلامة البرزنجي في نجاة ابي طالب ان كثيرا من علماء
المحققين وكثيرا من الاولياء العارفين ارباب الكشف قالوا بنجاة ابي طالب
منهم القرطبي والسبكي والشعراني وخلائق كثيرون وقالوا هذا الذي
نعتقده وندين الله به وان كان ثبوت ذلك عندهم بطريق
غير الطريق الذي سلكه البرزنجي فقد اتفق معهم على القول بنجاته
فقول هؤلاء الائمة بنجاته اسلم للعبد عند الله تعالى لاسيما فيما

---

کے موجود اولاد کو رنجیدہ کرتا ہے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے اموات کو برا کہہ کے زندون رنجیدہ مت کرو۔ نجات ابیطالب مین
علامہ برزنجی نے یہہ تحقیق جو کی ہے اوسکا موید یہہ ہے کہ بہت سے علما
محققین اور اولیاء عارفین جو اصحاب کشف ہین نجات ابیطالب کے
قایل ہین۔ انہی مین سے ہین قرطبی اور سبکی اور شعرانی اور بہت سی مخلوق
ان لوگون نے کہا کہ یہہ وہی ہے کہ جسکا ہم اعتقاد رکہتے ہین اور تقرب چاہتے ہین
اور اگر اسکا ثبوت ان لوگون کے پاس سوای مسلک برزنجی کے اور دوسرے
طریقہ سے ہے تو برزنجی نے نجات ابیطالب کے قول مین متفق
تو ہے ہی پس نجات ابیطالب کے متعلق ان ائمہ کا قول بندہ کو اللہ تعالے
کے پاس زیادہ تر سلامت رکہنے والا ہے خصوصاً جبکہ یہہ دلایل و

هذه الدلائل والبراهين التی اثبتها العلامة البرزنجی ومما استند القائلون بعدم نجاته ان النبی صلی اللہ علیه وسلم لم یورث منه جعفر اولا علیا لاختلاف الدین واجاب البرزنجی عن ذلك بوجوه منها ان المیراث فی وقت موت ابیطالب لم یفرض وانما کان الامر بالوصیة فقد یکون ابو طالب اوصی باله لعقیل فانه کان یحبه کثیرا ویحتمل علی تسلیم ان عقیلا اخذ ذلك میراثا ان النبی صلی اللہ علیه وسلم انما سکت معامله لابی طالب وعقیل بحسب ظاهر الامر من الکفر بحسب

براہین موجود ہین جنکو علامہ برزنجی سنے ثابت کیا۔ اور ابوطالب کے غیر ناجی کہنے والون کے دلائل سے یک یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنے اونکے مال کا جعفر اور علی رضی اللہ عنہما کو بسبب اختلاف دین کے وارث نہین ٹھہرایا۔ اور اسکا جواب برزنجی سنے کئی وجوہ سے دیا ہے۔ ایک اونمین کا یہہ ہے کہ میراث موت ابوطالب تک مقرر نہوی تھی۔ اور صرف وصیت جاری ہوتی تھی۔ شاید ابوطالب نے عقیل کیلئے اپنے مال کی وصیت کی ہو کیونکہ وہ اون سے زیادہ محبت رکھتے تھے اور اگر عقیل کا اوس مال کو میراث مین لینا تسلیم کیا جاوے تو محتمل ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب وعقیل کے مقدمہ مین ظاہری کفر کے خیال سے بلحاظ احکام دنیا کے سکوت کیا ہو کہا گیا کہ ابوطالب کے

احکام الدنیا قیل ان هما نزل فی ابیطالب انا ارسلناك بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسئل عن اصحاب الجحیم وهذا القول ضعیف جدا کالقول بانها نزلت فی ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فان ذلك ضعیف ایضا بل قیل ان ذلك باطل لا اصل له والآیة انما نزلت فی الیهود قال ابو حیان فی البحر وسوابق الآیات ولواحقها تدل علی ذلك ای فان الجمیع نزل فی الیهود والقول بخلاف ذلك یوجب تفکیك نظم الآیات وذهاب جزالتها کما اشار الی ذلك المولی ابو السعود فی تفسیرہ وقد ذکر البرزنجی

حق مین جو آیات نازل ہوئین اونمین سے ہے اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ سورہ بقر یعنے ہمنے بہیجا تجہکو حق کے ساتہہ خوشخبری دیتا ہوا اور ڈراتا ہوا اور نہین پوچہا جائیگا تو دوزخیون سے اور یہہ قول بہت ہی ضعیف ہے جیسا کہ یہہ قول بہی ضعیف ہے کہ آیۂ مذکورہ والدین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین نازل ہوی بلکہ کہا گیا ہے کہ یہہ باطل ہے اوسکی کوی اصل نہین ۔ اور آیۂ مذکورہ یہود کے حق مین نازل ہوی ۔ جیسا کہ وہ قول کہ اس آیت کو درباب والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا گیا بلکہ ان دونون قول کی کچہہ اصل نہین اور یہ دونون باطل ہین بلکہ یہہ آیت یہود کے بارہ مین نازل ہوی = ابو حیان نے کتاب بحر مین کہا کہ اوس کے اگلے اور پچہلے آیتین اسی پر دلالت کرتے ہین ۔

احادیث کثیرۃ تدل علی نجاۃ ابی طالب ثم قال وان کان بعضها ضعیفا لکن لکثرتها یقوی بعضها بعضا لاسیما واکثرها صحیح لاضعف فیہ فمن الصحیح ما اخرجہ ابن سعد وابن عساکر عن علی رضی اللہ عنہ قال اخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بموت ابیطالب فبکی و قال اذھب فغسلہ وکفنہ وواراہ غفر اللہ لہ ورحمہ وفی السیرۃ الحلبیۃ ان ھذا الحدیث اخرجہ ایضا ابو داؤد والنسائی وابن الجارود وابن خزیمۃ

یعنے تمام آیات حق ہیو دمین نازل ہوئین اور اسکا مخالف قول نظم آیات کے توڑنے اور اون کے حسن بیان کے خرابی کا باعث ہی چنانچہ اسکے طرف مولی ابو سعود نے اپنی تفسیر مین اشارہ کیا ہے ۔ برزنجی نے بہت سے احادیث ذکر کیا جو نجات ابیطالب پر دلالت کرتے ہین اور کہا کہ اگرچہ بعض اونمین کے ضعیف بھی ہین لیکن اونکی کثرت کے وجہ سے بعض بعض کو قوت بخشتے ہین خصوصاً اکثر اونمین سے صحیح ہین جسمین کچھبھی ضعف نہین ہے صحیح حدیثون سے ایک یہہ ہی کہ جسکو ابن سعد و ابن عساکر نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہ مین نے خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طالب کے وفات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گریہ کیا ۔ اور فرمایا کہ تم جاؤ اور اوسکو غسل دو اور کفن دو اور دفن کردو اللہ اوسکو بخشے اور رحم فرمائے ۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال لما مات ابو طالب اخبرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بموتہ فبکی وقال اذهب فغسله وکفنه وواره غفر اللہ له ورحمه ثم قال البرزنجی علی ان اعتقادنا علی المسلك الاول الکافی فی النجاۃ ولا نحتاج الی هذا ولکنه زیادۃ تاکید فی المدعی ومن الاحادیث التی ذکرها فی الشفاعة ما رواہ الامام احمد والطبرانی والبزار عن معاذ بن جبل وابی موسی رضی اللہ عنهما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور سیرت حلبیہ مین مذکور ہے کہ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن جارود اور ابن خزیمہ نے بھی علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی حضرت علی رض نے فرمایا کہ جبکہ ابو طالب نے وفات پائی تو مین نے وفات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی پس حضرت نے گریہ کیا اور فرمایا کہ تم جاؤ اور اسکو غسل وکفن دو اور دفن کرو خدا اسکو بخشے اور اسپر رحم کرے پہر برزنجی نے کہا کہ ہمارا بہروسا پہلے مسلک پر ہے جو نجات کیلئے کافی ہے اور نہین حاجت ہے ہمکو اسکے طرف لیکن اسمین زیادہ تاکید ہے مدعی پر اون احادیث مین سے جو شفاعت کے بارہ مین ذکر کیا ہے ایک یہہ ہے جسکو امام احمد اور طبرانی اور بزار نے معاذ بن جبل اور ابو موسی رضی اللہ عنہما سے روایت کین ہین کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اختیار دیا مجھکو میرے رب نے دو چیزمین

ان ربی خیرنی بین ان یدخل نصف امتی الجنۃ او شفاعۃ فاخترت لهم الشفاعۃ وعلمت انها اوسع لهم وهی لمن مات لایشرك بالله شیئا وروی الامام احمد وابن ابی شیبۃ والطبرانی عن ابی موسیٰ رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی اخرت شفاعتی وجعلتها لمن مات من امتی لایشرك بالله شیئا وفی روایۃ لابی یعلی وابی نعیم عن ابی ذر رضی الله عنه وهی نائلۃ منهم ان شاء الله تعالی من لم یشرك بالله شیئا وفی روایۃ عن عوف بن مالك عن رسول الله صلی الله

یا میری آدہی امت جنت مین داخل کی جاوے یا مین اونکی شفاعت کرون پس مین نے شفاعت کو اختیار کیا اور مین جان لیا کہ شفاعت اونکے لئے زیادہ وسیع ہے اور یہہ شفاعت اوس کے لئے ہو گی جو اللہ کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کرکے مرا ہو۔ اور امام احمد اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین نے اوٹہا رکہی ہے شفاعت کو اور اوسکو میری امت سے غیر مشرکین کے لئے مقرر کیا اور ابو یعلی اور ابو نعیم کی روایت مین جو ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے یہہ ہے کہ انشاء اللہ تعالی اوس شخص کو شفاعت نصیب ہو گی کہ جس نے کسی شئی کو اللہ تعالی کے ساتھہ شریک نہ کیا ہو اور عوف

علیہ وسلم سألت اللہ ان لا یلقاہ عبد من امتی یوحدہ الا ادخلہ اللہ
الجنۃ واخرج مسلم عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تلا قول ابرٰہیم فمن تبعنی فانہ منی ومن
عصانی فانک غفور رحیم وقول عیسیٰ ان تعذبہم فانہم عبادک
وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم فرفع یدیہ وقال امتی امتی
ثم بکی فقال اللہ یاجبریل اذھب الی محمد فقل لہ انا سنرضیک

بن مالک کی روایت میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ میں نے خداوند عالم سے یہہ دعا کی ہے کہ میری امت کا
جو شخص کہ خدا کو ایک جانتا ہو جب وہ لقاے الٰہی سے مشرف
ہو تو اوسکو خدا داخل جنت فرماوے۔ اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
پڑھا ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کو فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ
وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ الآیہ سورۂ ابراہیم یعنی
جس نے پیروی کی میری وہ میرا ہے اور جو میری نافرمانی کی تو
تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول
کو اِنْ تُعَذِّبْہُمْ فَاِنَّہُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَہُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ
الْحَکِیْمُ۔ یعنے اگر تو اونپر عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں

الآیہ سورۂ مائدہ

فی امتک ولا نسوئک **وروی** البزار والطبرانی عن علی کرم اللہ
وجہہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال استفع لامتی حتی ینادینی
ربی ارضیت یا محمد فاقول ای رب رضیت **وروی** الطبرانی
فی الاوسط بسند حسن عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اخرت شفاعتی لامتی
وھی بالغة ان شاء اللہ من مات لا یشرک باللہ شیئا **قال البرزنجی**

اور اگر اونکو بخشدے تو تو غالب حکیم ہے - ان آیات کو پڑھکر حضرت نے
اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور امتی امتی فرماکے رونے لگے تب اللہ تعالے
نے فرمایا کہ اے جبریل محمد کے پاس جاؤ اور کہہ کہ مین تمکو تمہاری امت
کے بارہ مین جلد راضی کردونگا اور تمکو نہین رنجیدہ کرونگا اور بزار
اور طبرانی نے علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین امت کی شفاعت کرونگا یہانتک کہ
خداوند عالم فرماویگا کہ کیا محمد تو راضی ہوا اور مین عرض کرونگا ہان
ای پروردگار عالم مین راضی ہوا - اور طبرانی نے بسند حسن کتاب اوسط
مین ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین نے امت کے لئے شفاعت کو اوٹھا رکھی
ہے اور وہ انشاء اللہ تعالی پہونچنے والی ہے اوس شخص کو جو موحد

فانظر هذه الاحادیث فانها کلها تدل علی ان الشفاعة لا تنال مشرکا وقد نالت الشفاعة اباطالب بنص الحدیث الصحیح ونعلم قطعا انه کان یصدق بنبوة النبی صلی الله علیه وسلم وصدقه وحقیة دینه وکفی بالظاهر دلیلا فلا بد من القول بنجاته ولا منافاة بینه وبین الاحادیث التی فیها ذکر کفره ودخوله النار لما تقدم ان الحکم بکفره انما هو بالنسبة للاحکام الدنیویة نظرا لظاهر الشرع وان دخوله

مراہو- برزنجی نے کہا کہ ان احادیث کو دیکھو- کیونکہ یہہ تمام حدیثین اسپر دال ہین کہ شفاعت مشرک کو میسر نہوگی- اور ابوطالب کو تو نص حدیث صحیح سے شفاعت حاصل ہوئی ہے اور ہم یقیناً جانتے ہین کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت اور صداقت اور حقیقت دین کی تصدیق کرتے تھے اور بداہتہً یہی کافی دلیل ہے- پس ضرور نجات ابیطالب کے قائل ہونا چاہئے اور احادیث مذکورہ اور اون احادیث مین جن مین ابیطالب کا کفر اور اونکا داخل نار ہونا مذکور ہے کوئی منافات نہین ہے کیونکہ پیشتر مذکور ہوا ہے کہ انکے کفر کا حکم صرف بہ نسبت احکام دنیا بلحاظ ظاہر شرع ہے اور اونکا داخل نار ہونا کسی فرض کے ترک سے ہے اور اس سے انکا ہمیشہ آگ مین رہنا لازم نہین آتا اور نہ یہان اس امر پر کوئی نص ہے کہ وہ ہمیشہ آگ مین رہینگے

النار لاجل ترك فرض من الفرایض وھذا لا یلزم منه خلوده فی النار
ولیس ھناك نص علی انه مخلد فی النار مع ما مر فی بیان سبب نزول
النهی عن الاستغفار من الجمع وللہ الحمد وتقدم ان قوله تعالی
انك لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء لا یمنع من ایمانه
فانما انما دلت علی انك لا تھدیه ولکن اللہ یھدی من یشاء فنقول
ان اللہ ھداہ وتقدم ان العباس لما اخبر النبی صلی اللہ علیه وسلم
بانه اتی بالشھادة قال له لم اسمعه انما قال له ذلك نظر الی ظاھر الحال

اسکے علاوہ استغفار کل سے نزول نہی کا سبب بہی پہلے بیان ہوچکا
ہے وللہ الحمد اور اسکا بیان بھی پہلے گذر چکا ہے کہ اللہ تعالے
کا یہہ قول اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ
(سورہ قصص ترجمہ سابق گذرا) اونکے ایمان کا مانع نہین ہے کیونکہ
یہہ آیت اسبات پر دلالت کرتی ہے کہ تو اوسکو ہدایت نہین دیسکیگا
لیکن اللہ تعالی ہدایت کرتا ہے جسے چاہتا ہے۔ پس ہم کہتے ہین
کہ اللہ تعالی نے اونکو ہدایت کی اور گذر چکی ہے یہہ بات کہ عباسؓ
نے جب خبر دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ابو طالب نے کلمہ شہادت
پڑہا تب آنحضرت نے فرمایا کہ مین اون سے یہہ کلمہ نہین سنا آنحضرت
نے اس کلام کو بنظر ظاہر حال فرمایا۔ اور یہہ امر اللہ تعالی نے آپکو

وذلك لا یمنع ان الله اطلعه علی ایمانه ولذلك قال کل الخیر ارجوله من ربی وقد صح ان العباس سال رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله اترجوا لابی طالب خیرا قال کل الخیر ارجوا من ربی وهذا الحدیث رواه ابن سعد فی الطبقات بسند صحیح ورجاءه صلی الله علیه وسلم محقق ولا یرجو کل الخیر الا المؤمن ولا یجوز ان یراد بهذا ما حصل له من تخفیف العذاب فانه لیس خیرا فضلا عن ان یکون کل الخیر وانما تخفیف العذاب تخفیف الشر وبعض الشر اهون

ایمان ابوطالب سے مطلع فرمانے کا مانع نہین ہے اور اسیواسطے آپنے فرمایا کُلُّ الْخَیْرِ اَرْجُوْلَهُ مِنْ رَبِّیْ یعنے مین اون کے حقمین تمام بھلائیون کی امید اپنے رب سے رکہتا ہون اور بروایت صحیح ثابت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کہ ایا آپ ابوطالب کے بھلائی کی امید رکہتے ہین۔ فرمایا کہ مین اپنے رب سے اونکے نسبت پوری بھلائی کی امید رکہتا ہون اور اس حدیث کو ابن سعد نے سند صحیح سے طبقات مین روایت کی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امید رکہنی محقق ہے اور سب کل خیر کی امید مومن ہی کے لئے رکہینگے۔ اور کل خیر سے مراد تخفیف عذاب جو ابوطالب کو حاصل ہے نہین ہوسکتی کیونکہ وہ خیر نہین ہے

من بعض وحصول کل الخیر انما یکون بدخول الجنة قال بعض العارفین انه ثبت عند اهل الکشف ایمان ابیطالب ثبوتا لا شک فیه ولعل السبب فی ان الله ابهم امرہ بحسب ظاهر الشرع لتطییب قلوب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذین کان آباؤهم کفارا لانه لو صرح لهم بایمان ابیطالب وهم یرونه کافرا بحسب الظاهر مثل آبائهم تنفر قلوبهم وتتوغر صدورهم ویقولون انه لا فرق بینه وبین آبائنا فکیف یکون ناجیا وهم معذبون وهذا یکون منهم بحسب ما تقتضیه الطبیعة

کل خیر ہونا اور یہی بات ہے اور تخفیف عذاب تو تخفیف شر ہے اور بعض شر بعض سے آسان ہوتے ہین اور کل خیر تو دخول جنت ہی سے حاصل ہوگی۔ بعض عارفون نے کہا کہ ابوطالب کا ایمان اہل کشف کے پاس اسطور پر ثابت ہوچکا ہے کہ جس کے ثبوت مین کوئی شک نہین ہے اور انکے امر کو بہ حسب ظاہر شرع اللہ تعالی نے جو مبہم رکہا شاید اوسکا سبب یہہ ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہ جنکے آبا کفار تھے خوش دل رہین کیونکہ اوپہر جو ابیطالب کو بحسب ظاہر مثل اپنے آباء کے کافر دیکھ رہے تھے اگر ابیطالب کا با ایمان ہونا ظاہر کردیا جاتا تو اون کے دل تنفر کرتے اور اونکے سینے پر کینہ ہوتے اور یہہ کہتے کہ ابیطالب اور ہمارے آباء مین جب کہ کوئی فرق نہین ہے

البشرية فانما تنفر من استنثار غيرها عليها كما تقدم نظيرذلك في بدي
قال أين ابي ولو أظهر ابوطالب ايمانه لفات ما قصد من نصرة النبي
صلى الله عليه وسلم وحمايته ثم في ذلك الله تعالى حكم كثيرة لا اطلاع لنا
عليها فيجب علينا التسليم لامر الله تعالى والانقياد لحكمه والرعاية
وحفظ الادب مع رسول الله صلى الله عليه وسلم واهل بيته وصحابته
وتحسين الظن بهم حتى لا يطالبنا احد منهم بظلامة ونسأل الله تعالى

تو ابوطالب نجات پانے والے اور ہمارے آباء معذب کیسے ہوسکتے ہیں
اور بحسب مقتضاے طبیعت بشری یہہ امر اون سے واقع ہوتا۔ کیونکہ
طبیعت بشریہ کو کہ اوسپر غیر کے تفوق سے تنفر ہوتا ہے چنانچہ اسکی
نظیر اوس شخص کے بیان مین کہ جس نے کہا تہا کہ میرا باپ کہان ہے
پیشتر گزر چکی ہے اور اگر ابوطالب اپنا ایمان ظاہر کرتے تو اونکا مقصود
اصلی جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نصرت و تائید تہا فوت ہوجاتا۔ پس اسباب
مین خداوند عالم کے بہت سے حکمتین ہین کہ جنپر ہمکو اطلاع نہین ہے
پس ہمپر امر آلہی کو ماننا اور اوس کے حکم کی اطاعت کرنی اور اوسپر راضی
رہنا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکے اہل بیت و صحابہ کا
حفظ ادب اور اونکے ساتھ نیک گمان رکہنا واجب ہے تاکہ انمین سے
ایک بہی ہمکو مظلمہ مین ماخوذ نکرے۔ ہم اللہ ہی سے توفیق کا سوال کرتے ہین

التوفیق هذا خلاصة ما لخصته من الخاتمة التی ذیل بها العلامة
السید محمد بن رسول البرزنجی رسالته التی الفها فی نجاة الابوین
مع ما ضممته الی ذلک مما وجدته فی المواهب اللدنیة والسیرة
الحلبیة وغیرهما من الکتب المعتمدة المرضیة **قال العلامة البرزنجی**
فی اخر الخاتمة التی هی اخر رسالته لما اکملت تسویده فی اوائل شهر الله
الحرام ذی القعدة من شهور سنة الف وثمان وثمانین بالمدینة
النبویة علی ساکنها افضل الصلوة وازکی السلام فی منزلی بالزقاق.

یہہ اون مضامین کا خلاصہ ہے کہ جسکو مین نے علامہ سید محمد بن
رسول البرزنجی کے اوس رسالہ سے لیا ہے جسکو علامہ نے والدین
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نجات مین تالیف کی ہے اور اس کے ساتھ
بعض وہ امور بھی شریک کردئے گئے ہین کہ جسکو مین نے مواہب لدنیہ
اور سیرت حلبیہ وغیرہ کتب معتبرہ پسندیدہ مین پایا۔ علامہ برزنجی نے
اپنے رسالہ کے خاتمہ کے اخیر مین فرمایا کہ جب مین نے اوایل ذیقعدہ
سنہ ایک ہزار اٹھاسی ہجری مین مدینہ نبویہ مین علی ساکنہا افضل الصلوۃ
وازکی السلام اپنے مکان واقع محلہ زقاق البدور مین جو اندرون
فصیل شہر ہے اس کتاب کا مسودہ پورا کیا تو اوسکو حرم شریف کے
ایسے خادم کے پاس جو راہ خدا مین ثابت قدم اور صاحب اذکار

بزقاق البدور وهو داخل السور ارسلت به الی بعض خدام الحرم
الشريف ممن له قدم في طريق الله تعالی وله اذكار واوراد وله سلوك
وهو متوسم بالصلاح ليدخله الحجرة الشريفة تحت ستارة كسوة
القبر المعظم صلی الله عليه وسلم فانه هدية صلی الله عليه وسلم
فان وقع في حيز القبول بيضته والا ضيعته قبل ان تنتشر منه النسخ
فادخله تحت واستمر فيه ليلتين ثم رده الي وبشرني بانه وقع
في حيز القبول من حضرة الرسول صلی الله عليه وسلم وشفعه

واوراد وسلوک اور صلاح سے آراستہ تھے اس غرض سے بھیجا کہ
حجرہ شریفہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر معظم کے غلاف کے نیچے رکھے
کیونکہ وہ آپ کا ہدیہ ہے اگر مقبول بارگاہ نبوت ہوگا تو اسکی تبیضہ کرونگا
ورنہ اسکو قبل شایع ہونے کے چاک کردونگا۔ پس اونہون نے اوسکو
رکھدیا اسمین دو شب گزر گئے اسکے بعد اوسکو مجھے لادئے اور حضرت
کے قبولیت کی بشارت دی اور تشفیع گردانا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اس رسالہ کو تمامی اولاد مولف کے لئے۔ اسپر مین نے
اللہ کی حمد کی اور اوسی کی مدد سے کتاب کا تبیضہ کیا۔ پس خدا کی
حمد ہے اوس کے انعام والہام پر پھر اوسی کے واسطے حمد ہے
کہ جیسے ابتدا کروایا اتمام کو بھی پہونچایا ایسی حمد کثیر جو پاک اور مبارک ہو

فی جمیع الفروع فحمدت اللہ علی ذلک وبیضتہ بعون الملک المالک فالحمد للہ علی ما انعم واتم ثم لہ الحمد علی انہ کما بدأ اتم حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ حمدا یوافی نعمہ ویکافی مزیدہ کما ینبغی لجلال وجہہ وعظمۃ سلطانہ حمدا یستوجب المزید الموعود بقولہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم واکمل الصلوۃ والتسلیم علی المبعوث بالقرآن الحکیم والموصوف بالخلق العظیم المنعوت بانہ بالمؤمنین رؤف رحیم صلاۃ وسلاما یجازیان عناہ ویوازیان غناہ وعلی آلہ واصحابہ وآبائہ وامہاتہ وازواجہ وذریاتہ وورثۃ علومہ و

اور ایسی حمد جو اوسکی نعمتون کو وافی اور اوس کے مزید کرم کو کافی ہو اور اوس کے جلال اور اوس کے غلبہ سلطنت کے لایق ہو اور ایسی حمد جو مستوجب ہو اوس زیادتی کی کہ جسکا وعدہ اوس کے اس قول مین ہے لَئِن شَکَرتُم لَاَزِیدَنَّکُم یعنے اگر تم شکر کروگے تو مین تمکو اور زیادہ دونگا۔ اور اکمل صلوٰۃ وتسلیم اوس ذات مقدس پر نازل ہو جو قرآن حکیم کے ساتھ مبعوث ہوے اور خلق عظیم سے موصوف اور بِالمُؤمِنِینَ رَؤُفٌ رَحِیمٌ سے منعوت ہین۔ ایسی صلوۃ وتسلیم جو
مومنین کے ساتھ نرمی اور رحمت سے پیش آنے والے ۱۲
ہماری جانب سے آپ کی مبارک خدمت مین ہدیہ اور آپکی غنا کی مساوی ہو۔ اور آپ کے آل واصحاب وآبا وامہات اور ازواج وذریات

سورۂ ابراہیم

عبادانه وغفرالله لنا ولوالدينا واخواننا قلبا وصلبا ودينا وجميع المسلمين والمسلمات ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك رؤف رحيم دعواهم فيها سبحانك اللهم وتحيتهم فيها سلام وآخر دعواهم ان الحمد لله رب العلمين هذا آخر ما فی رسالة السيد محمد بن رسول البرزنجی المولفة فی نجاة الابوين المذيلة بالخاتمه التی فی نجاة ابی طالب عم النبی صلی الله عليه وسلم قال المولف رحمه الله تعالیٰ وكان الفراغ من تسويد ذلك يوم السبت

اور وارثان علوم وعبادات پر۔ اور ہمکو اور ہمارے مان باپ کو اور ہمارے بھائیون کو خواہ اونکی اخوت قلبی ہو یا صلبی یا دینی اور تمام مسلمانون کو خداوند کریم بخشدے۔ خدایا ہمکو اور ہمارے بھائیون کو جو با ایمان گزر گئے مغفرت عطا فرما۔ اور مومنین کے کینہ سے ہمارے دلون کو بچالے خداوندا توہی بڑا مہربان اور رحم والا ہے۔ دعواهم فيها سبحانك اللهم وتحيتهم فيها سلام واخر دعواهم ان الحمد لله رب العالمين یہہ وہ مضامین ہین جو سید محمد بن رسول البرزنجی کے رسالہ کے اخیر مین بیان ہوی ہین جو والدین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نجات مین تالیف ہوا اور جس کے خاتمہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابیطالب کی نجات کا بیان ہے مولف علیہ الرحمہ نے کہا کہ اٹھارا شعبان سنہ تیرہ سو تین ہجری مین اسکے مسودہ سے

الثامن عشر من شهر شعبان المبارک سنة الف وثلثمائة وثلاثة من هجرة النبی صلی الله علیه وسلم۔

## ترجمة مولانا السید محمد بن رسول البرزنجی

اعلم ان العلامة الشیخ محمد المرادی الدمشقی فی کتابه اسلاک الدرر فی وفیات اعیان اهل القرن الثانی عشر ترجم مولف الرسالة المذکورة وهو العلامة مولانا السید محمد بن رسول البرزنجی المنتهی نسبه الی الامام سیدنا موسی الکاظم ابن الامام سیدنا جعفر الصادق

فراغت ہوی۔

## بیان حال سید محمد بن رسول البرزنجی

جاننا چاہیے کہ علامہ شیخ محمد مرادی دمشقی نے اپنی کتاب اسلاک الدرر فی وفیات اعیان اهل القرن الثانی عشر میں مولف رسالۂ مذکورہ یعنی علامہ مولانا سید محمد بن رسول البرزنجی کا احوال جنکا نسب امام سیدنا موسی الکاظم ابن امام سیدنا جعفر الصادق ابن امام سیدنا محمد الباقر ابن امام سیدنا علی زین العابدین ابن امام سیدنا حسین السبط ابن امام سیدنا علی ابن ابی طالب و سیدتنا فاطمة الزہرا بنت سیدنا افضل الخلایق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچتا ہے نہایت عظمت سے بیان کیا ہے

ابن الامام سیدنا محمد الباقر ابن الامام سیدنا علی زین العابدین
ابن الامام سیدنا الحسین السبط ابن الامام سیدنا علی بن ابیطالب
وسیدتنا فاطمة الزهراء بنت سیدنا محمد رسول الله صلی الله علیہ وسلم
بترجمة جلیلة ووصفه بکثرة العلم والعمل وقوة الفکر والفہم والادراک
والاقتدار علی الجدل واقامة الحجة والبرہان بحیث انه فی اکثر محاوراته
یغلب حجة خصمه ویجعلها حجة علیه کما رایت فی ہذه الرسالة وضع مثل ذلک
فی کتابه المسمی بالنواقض بالفاء للروافض فانه کتاب عجیب لم یؤلف فی الرد علی
الروافض کتاب مثله وفی اکثر المواضع یقلب حجتہم ویجعلہا حجة علیہم وکذلک

---

اور انکی کثرت علم وعمل اور قوت فکر وفہم وادراک اور مناظرہ پر قدرت اور
حجۃ اور برہان کے قایم کرنے کی توصیف کی کہ اپنے اکثر جوابات مین
دلیل خصم پر غالب ہوتے جاتے اور دلیل خصم کو اوسی پر لوٹ دیتے
تھے جیساکہ تم نے اس رسالہ مین دیکھا اور انہون نے اپنے دوسرے
رسالہ مین جسکا نام **النواقض بالفاء للروافض** ہے ایسا ہی کیا
ہے - یہہ عجیب کتاب ہے ایسی کوئی کتاب رد روافض مین تالیف
نہین ہوئی - اکثر مواضع مین اونکی حجت کو اونہی پر لوٹ دیا ہے -
علامہ حموی نتایج مین اور ذہبی نفحات مین اور علامہ بیتی شذور
مین اور عیاشی رحلت مین غرض ان تمام علما نے بہی ایسا ہی

ترجمه العلامة الحموی فی نتایجه والذهبی فی نفحاته والعلامة البیتی فی شذورة والعیاشی فی رحلته واطنب کل منهم فی مدحه غایة الاطناب وقالوا فیه کان علامة المعقول والمنقول وامام اهل الفروع والاصول الجامع للفنون العلمیة المتضلع من اذواق الاسانید النبویة واجتمع عنده من الفضائل ما یعجز عن ذکره الناقل مع علو همة وخوف من الله فی السر والاعلان ووقوف مع الحدود الشرعیة قالوا وکان له قوة اقتدار علی الاجوبة والمسائل الغامضة المشکلة فی اسرع وقت واعذب لفظ واسهله واوجزه واکمله وذکر بعضهم انه قد عده بعض العلماء فی المجددین وقال فی

بیان کیا ہے اور ان مین سے ہر ایک شخص برزنجی کی بہت طویل مدح کی اور کہا ہے کہ برزنجی معقول ومنقول کے علامہ اور اہل فروع واصول کے امام اور فنون علمیہ کے جامع اور اسانید نبویہ کے لذات سے بہرہ یاب تھے اور علو ہمت اور باطن وظاہر مین خوف آلہی اور حدود شریعت سے واقفیت کے ساتھ امین ایسے فضایل جمع ہوگئے تھے کہ جنکے ذکر سے ناقل عاجز ہے۔ کہتے ہین کہ باریک اور مشکل مسائل کے جوابات نہایت سرعت سے شیرین اور سہل اور مختصر اور کامل تر الفاظ مین دینے کی پوری قدرت علامہ برزنجی کو تہی۔ اور بعضون نے یہہ ذکر کیا کہ بعض علماء نے اونکو مجددین مین شمار کیا ہے اور اسماء مجددین کے

سرده اسماء المجددين نظما۔

حادي عشر قد كان برزنجي مجددا وشرطه جلي

ولد رحمه الله سنة الف واربعين ليلة الجمعة ثاني عشر ربيع الاول بشهرزور بقرية برزنج وبها نشاء وقرأ على والده وبه تخرج في العلوم ثم رحل الى بلدان كثيرة واخذ العلوم عمن بها من العلماء الاعيان وتوطن المدينة المنورة وتصدر بها للتدريس والف التصانيف العجيبة المفيدة منها ما مر ومنها انهار السلسبيل في شرح اسماء التنزيل للبيضاوي وشرح الفية السيوطي في مصطلح الحديث وسماه المصطلح لايضاح الفية المصطلح

ساتھ ان کے نام کی شرکت مین یہہ نظم کہی ہے۔ **شعر**

| | |
|---|---|
| حَادِیَ عَشَرَ قَدْ کَانَ بَرْزَنْجِیْ | مُجَدِّدًا وَ شَرْطُہٗ جَلِیٌّ ۔ |

یعنے برزنجی گیارہوان مجدد تہا۔ اور انکی شرط ظاہر تھی۔ برزنجی رحمہ اللہ سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین شب جمعہ بارہوین ربیع الاول کو شہرزور کے قریہ برزنج مین پیدا ہوے اور اسی مین جوان ہوے اور اپنے والد سے پڑہا اور انہی سے علوم حاصل کیا اور بعد ازان بہت سے ممالک کا سفر کرکے وہان کے معتبر علماء سے تحصیل علوم کی۔ اور مدینہ منورہ مین سکونت اختیار کی اور وہان کے شیخ المدرسین ہوگئے اور عجیب مفید کتابین تصنیف کی جنمین سے بعض کا تذکرہ پیشتر ہوا ہے اور بعض یہہ ہین۔ انہار السلسبیل جو شرح مین

ومختصر تلخيص المفتاح ومرقاة الصعود في تفسير اوائل العقود والضاوي على صبح فاتحة البيضاوي وحالي الاحزان في فضائل رمضان والاشاعة في اشراط الساعة وله مؤلفات كثيرة غير ذلك كلها من اعجب الاعاجيب **توفي** رحمه الله تعالى بالمدينة المنورة سنة الف ومائة وثلاثة ظهر يوم الاثنين في دار بزقاق القشاشي وكان له مشهد عظيم قيل انه مات مسموما ودفن بالبقيع الشريف عند ارحل بنات النبي صلى الله عليه وسلم خارج القبة الشريفة التي عليهن مما يلي القبلة بين القبة المذكورة

اسما والتنزيل بيضاوی کی ہے اور شرح الفیۃ السیوطی اصطلاحات حدیث میں اسکا نام مصطلح لایضاح الفیۃ المصطلح رکھا ہے۔ اور مختصر تلخیص المفتاح اور مرقات الصعود فی تفسیر اوائل العقود اور ضاوی علی صبح فاتحۃ البیضاوی اور حالی الاحزان فی فضائل رمضان اور اشاعۃ فی اشراط الساعۃ اور اس کے سوائے انکی بہت سی تالیفات ہیں اور سب کے سب نہایت عجیب ہیں۔ اور انہوں نے خدا انپر رحمت نازل فرمائے۔ مدینہ منورہ میں ۱۱۰۳ھ ہجری نبوی میں یوم دوشنبہ کے ظہر کے وقت اپنے مکان میں جو کوچہ قشاشی میں تھا وفات پائی۔ اور اونکا بڑا مشہد ہی اور کہا گیا کہ وہ مسموم مرے اور بقیع شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادیوں کے پائین انکے قبہ شریفہ کے باہر قبلہ کے جانب

وقبة سيدنا عباسؓ اهل البيت رضوان الله عليهم اجمعين وبجانبه قبر
العلامة السيد جعفر ابن السيد حسن البرزنجي الآتي ذكره والموضع
المذكور من البقيع مقبرة السادة البرزنجيين وله عقب مبارك كلهم
من ذوي العلم والفضل والصلاح يتداولون فتوى الشافعية بالمدينة
المنورة وبرزنج قرية بشهرزور من سواد العراق (**ومن اولاده**
السيد عبدالكريم المدفون بجدة المشهور بالمظلوم وسبب ذلك انه
في سنة ثلاث وثلاثين ومائة والف في دولة الشريف مبارك بن

مابین قبۂ مذکورہ اور قبۂ عباسؓ اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین
کے دفن ہوے اور انکے پہلو مین علامہ سید جعفر ابن سید حسن
برزنجی کی قبر ہے جنکا ذکر آگے آویگا۔ اور بقیع مین موضع مذکور سادات
برزنجی کا مقبرہ ہے۔ اور انکی اولاد برکت والی ہے یہہ سب کے سب
صاحب علم وفضل وصلاح ہوے اور مدینہ منورہ مین یہی لوگ نوبت
بنوبت شافعیہ کے مفتی ہوتے ہین۔ اور برزنج ایک قریہ ہی شہر
زور کا جو حوالی عراق مین ہے۔ اور سید عبدالکریم جو جدہ شریف مین
مدفون اور بلفظ مظلوم مشہور ہین۔ انہی کے اولاد سے ہین اسکا
سبب یہہ ہے کہ سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین زمانہ حکومت شریف مبارک بن احمد
بن زید امیر مکہ کے درمیان اہل مدینہ وخادمان حرم شریف کے

احمد بن زیان امیر مکة وقعت فتنة بین اهل المدینة واغوات الحرم
ووقع بینهما قتال یوما وبعض یوم وانتشر فساد وشر کثیر ثم عرض ذلك
الی الدولة العلیة وذکروا ان السید المذکور وولده السید حسن و
بعض اعیان اهل المدینة حرضوا الناس فی تلك الفتنة فصدر الامر
من الدولة العلیة بقتل بعض اشخاص ونفی آخرین وکان السید عبد الکریم
المذکور من جملة المامور بقتلهم وکذلك ولده السید حسن اما ولده
فکان رحمه الله صاحب کرامات وکان یدرس بعد صلاة الصبح فی المسجد

فتنہ واقع ہوا اور اس مین کامل ایک روز اور دوسرے روز بھی کشت و
خون ہوی اور فساد اور شر کثیر منتشر ہوا دولت علیہ مین اسکی عرض
ہوی اور یہہ کہا گیا کہ سید مذکور اور اون کے فرزند سید حسن اور مدینہ
کے بعض بڑے بڑے اشخاص نے لوگون کو اس فتنہ کی ترغیب دی ہے
پس دولت علیہ سے بعض کے قتل اور بعض کے اخراج کا حکم صادر ہوا
اور جنکے قتل کا حکم تھا اون مین سید عبد الکریم مذکور بھی تھے اور انکے
فرزند سید حسن بھی۔ لیکن انکے فرزند رحمۃ اللہ علیہ صاحب کرامات
تھے اور مسجد نبوی مین صبح کے نماز کے بعد پڑہایا کرتے تھے پس تدریس
کی حالت مین انکو مسجد مین گرفتار کرنے کے ارادہ سے جبکہ سپاہی
انکے قریب ہوے تو قادر ذوالجلال نے اون کے آنکھون پر

شاهت الوجوه وعنت الوجوه للحی القیوم وقد خاب من حمل ظلما ونثر علی رؤسهم التراب وهم لا یعلمون وخرج من بین ایدیهم وهم لا یبصرون ولم یعلموا له خبرا حتی وصل الی مصر فاتاهم خبره فاقام بمصر مدة ودخل الجامع الازهر واجتمع بالاکابر من العلماء والف کتابه نفثة المصدور وهو کتاب لم یولف نظیره فی الفصاحة والبلاغة والقصائد النعتیة النبویة والکلمات الحکمیة سلك فیها طریق القوم من السادة الصوفیة مشیرا الی هذه القصة وان النبی صلی اللہ علیه وسلم اشار الیه بالخروج الی مصر

رہائی ناممکن ہے تو وضو کی اور دو رکعت نماز پڑہی اور تھوڑی سی مٹی اوٹھالی شَاهَتِ الْوُجُوهُ شَاهَتِ الْوُجُوهُ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا پڑہتے ہوئے انکے سامنے آئے اور مٹی انکے سرون پر ڈالدی جسکو وہ معلوم نکر سکے اور اونکے سامنے سے نکل گئے ان لوگون نے آپ کو نہ دیکہا اور آپکی کوئی خبر اونکو معلوم نہوئی یہانتک کہ آپ مصر پہونچگئے اور وہان سے آپ کی خبر آئی ایک مدت تک مصر مین رہے۔ اور جامع ازہر مین مقام کیا اور بڑے بڑے علماء سے ملاقات کی اور کتاب نفثة المصدور جو فصاحت و بلاغت مین بے نظیر ہے اور قصاید نعتیہ نبویہ اور کلمات حکمیہ تالیف فرمائی۔ اسمین آپ نے سادات صوفیہ کا سلک اختیار کیا ہے اور جو رنج والم پہونچا اور بارگاہ نبوی سے جدائی اور دوری

وان یخرج علیهم وینثر علی رؤسهم التراب وانهم لا یبصرونه نفیر ما وقع له صلی الله علیه وسلم عند الهجرة الی المدینة ثم عاد بعد ذلك الی المدینة واما والده رحمه الله فصعب قبضه بالمدینة فحسن له بعض حسدائه الخروج من المدینة الی مكة المشرفة والاقامة بها فلما وصل الی مكة قبضه الوزیر ابوبكر باشا وانفذه الی جدة وحبس بقلعتها ثم صدر الامر بقتله فقتل خنقا فی لیلة الثامن من شهر ربیع الاول سنة ثمان وثلاثین ومائة الف ورمی فی سوق جدة یوما کاملا

جو حاصل ہوئی اس کے طرف بھی اس کتاب مین اشارہ ہے اور اس مین قصہ مذکورہ اور نیز اس امر کے طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مصر چلا جانے اور اون کے سرون پر مٹی ڈالکر اونکے سامنے سے نکل جانے کا جسمین وہ لوگ انکو نہ دیکھ سکین اشارہ فرمایا تھا جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ کے طرف ہجرۃ فرمانے کے وقت ہوا تھا۔ اس کے بعد آپنے مدینہ منورہ میں مراجعت فرمائی اور لیکن انکے والد رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری مدینہ منورہ مین دشوار تھی اس لئے بعض دشمنون نے انکو سکونت مکہ مشرفہ کی صلاح دی پس جب یہ مکہ معظمہ پہونچے تو اونکو ابوبکر پاشا وزیر نے گرفتار کرکے جدہ بھیجدیا اور وہان کے قلعہ مین مقید کیا اور پھر اونکے قتل کا حکم دیا

ثم رفعه بعض اهل الخير بشفاعة والتماس وغسل وكفن ودفن بجدة وهرعت الناس الى جنازته للتبرك بها ولقب بالمظلوم رحمه الله رحمة واسعة ذكر في الروض الاعطر ما نصه ثم عقب ذلك بيسير جاء الامر بعزل الوزير المذكور فخرج متوجها الى الاستانة وركب مع من معه في سفينة من جدة فبعد ما حلوا شراعها وجرت بهم غير بعيد اتت ريح عاصفة فاغرقه الله ولم ينج منهم الا القليل قال هكذا اخبرني به بعض اهل العلم من اهل جدة سماعا عن غيره من الثقات انتهى وخلف ابنه

پس وہ ربیع الاول ۱۱۳۸ھ گیارہ سو اڑتیس ہجری کے آٹھوین شب مین گلا گھونٹ کے مار ڈالے گئے اور کامل ایکدن جدہ کے بازار مین انکا جسد پڑا رہا اس کے بعد بعض نیک بختون نے سعی وسفارش سے اٹھالیگئے اور غسل و تکفین کے بعد جدہ مین دفن کئے گئے۔ اور انکے جنازہ پر برکت لینے کی غرض سے جدہ کے لوگ دوڑے اور انکا لقب مظلوم ہوا خداوند توانا ان پر رحمت واسعہ نازل فرما۔ کتاب روض الاعطر مین مذکور ہے کہ اس واقعہ کے تھوڑے ہی دن بعد وزیر مذکور کے معزولی کا حکم آیا اور اس نے بقصد آستانۂ دولت علیہ نکلا اور جدہ سے اپنے ہمراہیون کے ساتھہ جہاز مین سوار ہوا۔ پس بعد کھولنے پردو کے تھوڑی مسافت طے ہوئی تھی کہ دفعتًا ہواء تیز و تند چلی اور خدا نے اوسکو

السید حسن السید جعفر صاحب المولد الشهیر الذی مفتتحہ ابتدی الاملاء باسم الذات العلیہ وابنہ العلامۃ السید علی صاحب المنظومۃ الرائیۃ الموسومۃ بجالیۃ الکدر فی اسماء اصحاب سید الملائک و البشر نظم فیہا اسماء اہل بدر واحد التی اولہا

یدریۃ وافت ببرہان بہر | احدیۃ فی سردہا سرظہر

وابنہ العلامۃ السید محمد البرزنجی فکلہم ابناء السید حسن و کان السید جعفر المذکور اماما عالما عاملا ولد سنۃ ست وعشرین

ڈبو دیا اور سوائے چند آدمیوں کے کسی نے نجات نہ پائی صاحب کتاب مذکور نے کہا کہ اہل جدہ کے بعض اہل علم نے معتبر اشخاص سے سنکر ایسا ہی مجھکو خبر دی ہے انتہی۔ اور ان کے فرزند سید حسن کے خلف سید جعفر صاحب مولد مشہور ہین جسکا آغاز یہ ہے ابتدی الاملاء باسم الذات العلیۃ اور انہی کے فرزند ہین علامہ سید علی جو مصنف ہین منظومۃ الرائیۃ موسومہ بجالیۃ الکدر فی اسماء اصحاب سید الملایک والبشر کے اسمین اسماء اہل بدر واحد کو منظوم کیا ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے **شعر** بَدْرِیَّۃٌ وَافَتْ بِبُرْھَانٍ بَھَرْ * اُحْدِیَّۃٌ فِیْ سَرْدِھَا سِرٌّ ظَھَرْ * یعنے پہونچے اہل بدر برہان روشن کے ساتھ۔ اسماء احد کے شمار لیعنی کہ ایک سر عظیم تہا ظاہر کر دیا گیا۔ اور انہی کے فرزند ہین علامہ سید

وما ئة والف بالمدينة المنورة فنشأ بها و قرأ القرآن واخذ العلم من مشايخ
كثيرين يطول تعداد هم وبرع فی جميع العلوم نقليها وعقليها و تولی منصب
فتوی الشافعية بالمدينة المنورة وسلك فی طريق القوم وكان علی غاية
من العلم والاستقامة وله كرامات كثيرة منها انه دعی بغتة من مصلاه
يوم الجمعة الی مباشرة خطبة الجمعة وطلب منه ان يستسقی للناس
فی خطبته وكانت سنة مجدبة فاستسقی فامطرت السماء مطرا عظيما
كافواه القرب حتی سالت الاودية واخصبت الارض بعد جدبها و

محمد برزنجی پس یہ نام سید حسن کے بیٹے ہین اور سید جعفر مذکور امام
اور عالم باعمل تھے سنہ ۱۱۲۶ ہجری مین مدینہ منورہ مین پیدا ہوئے اور
وہین سن شعور کو پہونچے اور قرآن شریف پڑہا۔ اور بہت سے مشایخ جنکی
تعداد طویل ہے علم سیکہا اور جمیع علوم نقلیہ وعقلیہ مین فضیلت کامل حاصل
کی اور مدینہ منورہ مین منصب فتوی شافعیہ کے والی ہوئے اور اپنے
بزرگون کی روش اختیار کی اور علم و استقامت پر انتہا درجہ کا ثبات
تھا اور اون کے بہت سے کرامات ہین ایک یہہ ہے کہ ایام تنگ سالی
مین جمعہ کے روز یہہ اپنے مصلے پر تھے یکایک انسے خطبہ جمعہ پڑھنے
اور خطبہ مین دعا بارش کرنے کی درخواست کی گئی پس آپ نے
باران رحمت کی دعا کی تو بڑی شدت سے جیسے کہ کسی نے مشکون کے

واستمر المطر اسبوعا كما وقع ذلك للنبي صلی الله علیه وسلم (وامتدحه) بعض الفضلاء بقوله

سقی الفاروق بالعباس قدما ونحن بجعفر غیثا سقینا

فذاك وسیلة لهم وهذا وسیلتنا امام العارفینا

ومن كراماته انه اخبر بیوم وفاته فكان كما قال توفی رضی الله عنه لاربع مضت من شعبان سنة الف ومائة وسبع وسبعین

دعا نے کہولدیا ہے بارش ہونے لگی یہانتک کہ جنگل سیراب اور زمین سرسبز ہوگئی اور کامل ایک ہفتہ تک پانی برستا رہا جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوا تہا کسی فاضل نے اسی واقعہ کے متعلق انکی مدح مین یہہ شعر کہا ہے شعر سَقَی الْفَارُوْقُ بِالْعَبَّاسِ قِدْمًا وَنَحْنُ بِجَعْفَرٍ غَیْثًا سُقِیْنَا ‌‌‌‌‌‌‌‌‌؞ فَذَاكَ وَسِیْلَةٌ لَّهُمْ وَهٰذَا ؞ وَسِیْلَتُنَا اِمَامُ الْعَارِفِیْنَ ؞ یعنے سیراب ہوے تہے فاروق بوسیلہ عباس سابق مین ؞ اور ہم بوسیلہ جعفر کے باران شدید سے سیراب ہوے ؞ پس عباس اونکے لئے وسیلہ تہے ؞ اور یہہ امام العارفین ہمارا وسیلہ ہے ؞ اور انکی ایک کرامت یہہ ہے کہ انہون نے اپنے یوم وفات کی خبر دی تہی پس جیسے انہون نے کہا تہا ویسا ہی ہوا جسمین تقدیم دوسین کی چوتہی شعبان سنہ ایکہزار ایکسو سیع

بقيت بعد الستين فيهما وعمره احدى وخمسون سنة ودفن
بالبقيع عند ارجل جبانة بنات النبي صلى الله عليه وسلم ورثاه
الشيخ عبد القادر كدل بابيات وقبل ان يختمها ويجعل لها تاريخًا
رأى السيد جعفر المذكور بعد وفاته بثلاث عشرة ليلة فقال له
فيما ذا انت فقال في جنة الفردوس يعلو منزلي
١٣٧ ١١٦ ٣٨١ ٥٤٣
سنة ١١٧٧

فانتبه الرائي فاذا هو شطر بيت فحسبه فاذا هو تاريخ بحساب التاء

ستر برسات کو آپ نے وفات پائی (خدا انسے راضی رہے) اور آپ کی
عمر اکاون برس کی تھی اور اپنی جدات یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
صاحبزادیون کے پائین جنت البقیع مین مدفون ہوے اور شیخ
عبد القادر کدک نے انکے مرثیہ مین چند ابیات لکھا اور قبل ازانکہ
مرثیہ کو پورا کرے اور اوسمین تاریخ نکالے سید جعفر مذکور کو اونکی
وفات کے تیرھوین شب خواب مین دیکھا اور اون سے پوچھا
کہ آپ کہان رہتے ہو تو آپ نے فرمایا فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ يَعْلُو مَنْزِلِي
١٣٧ ١١٦ ٣٨١ ٥٤٣
یعنے میرا مقام جنت فردوس مین بلند ہے۔ پس خواب دیکھنے والا ہوشیار
ہوا اور دیکھا کہ اپنے قصیدے کے وزن و قوافی کے موافق ایک
مصرع ہے پس ابجد اوس کے اعداد کو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ تا لفظ،

من جنة المئة ۱۲۵۰ وفی ذلك خلاف بین الادباء فی انها تحسب باربعمائة او بارنعمائة واذا هو شطر علی وزن القصیدة وقافیتها فجعله تاریخا لها وختم القصیدة به فکان من کراماته انه ارخ تاریخ وفاته بعد وفاته ومات السید جعفر رحمه الله ولم یخلف غیر بنت تزوجت بولد عمها زین بن محمد فولدت له السید محمد الهادی واعقب السید محمد المذکور ابنه السید العلامة زین العابدین صاحب المولد النظم والمعراج المشهورین اللذین اولهما بدأت باسم الذات

کے چارسو شمار کئے جائیں تو یہہ ایک تاریخ ہے اور عقلا کا اس امر میں اختلاف ہے کہ تا لفظ جنت کے چارسو شمار کئے جائیں یا پانچ پس اس مصرع کو خاتمہ اپنے قصیدے کا کیا اور اوسکی تاریخ ٹھرائی پس یہہ امر بھی انکے کرامات سے ہے کہ اپنے وفات کے بعد اپنے وفات کی تاریخ آپ ہی کہی۔ اور سید جعفر رحمتہ اللہ علیہ سنے اپنے بعد صرف ایک لڑکی چھوڑی جس سنے اپنے چچا کے بیٹے زین بن محمد سے نکاح کیا اور ان سے سید محمد ہادی کو جنی۔ انکے فرزند سید علامہ زین العابدین اور مشہور مولد النظم والمعراج کے مصنف ہیں جنکا اول یہہ ہے بدات باسم الذات عالیۃ الشان اور افتتح بتحبیر ایراد الاخبار المحمدیہ اور استمانہ

عالية الشان وافتتح بتحبير ابراد الاخبار المحمدية توفی
مع جماعة من اهل المدينة بالسويس سنة الف ومائتين واربع
عشرة مرجعهم من الاستانة العلية ودفنوا فی موضع واحد واعقب
السيد زين العابدين ولده مولانا السيد اسمعيل وكان عالما فاضلا
وكانت المدينة المنورة داره ووطنه كابيه وجده ثم خرج منها
مع جماعة من اهلها سنة الف ومائتين وثلاث وعشرين عند تغلب
الوهابی على الحجاز فساقته المقادير الى بلاد الكرد من سواد العراق

عالیہ سے پلٹتے وقت ۱۲۱۴ ہجری مین انھون نے مع جماعۃ اہل مدینۂ
منورہ کے مقام سویس مین وفات پائی اور یہہ تمام ایک ہی مقام
مین دفن ہوے - اور سید زین العابدین کے جانشین اونکے فرزند
مولانا سید اسمعیل ہوے اور یہہ عالم فاضل شخص تھے اونکے باپ
اور دادا کے مانند اونکا وطن بھی مدینہ منورہ تھا پھر یہان سے
اہل مدینہ کی ایک جماعت کے ساتھہ ۱۲۲۳ ہجری مین جبکہ حجاز پر وہابی
کا غلبہ ہو گیا تھا نکلے اور سواد عراق کے بلاد کرد مین پہونچے اور
وہان کے والی عبد الرحمن پاشا سے جو اہل علم وفضل سے تھا اور جسکو
علماء سے محبت تھی ملاقات کی اوس نے مولانا سید اسمعیل سے
محبت کی اور آپ کو تکریم کے ساتھہ اپنے پاس رکھہ لیا اور اپنی بیٹی

فاجتمع بوالیہا عبد الرحمن باشا و کان من اہل العلم و الفضل و لہ محبۃ فی العلماء فاحب مولانا السید اسمعیل و اکرمہ و امسکہ مقیما عندہ و زوجہ ابنتہ عائشۃ و ہی والدۃ ولدہ مولانا السید جعفر و اخیہ السید احمد و اخوتہ فاستمر مولانا السید اسمعیل مقیما بتلک الارض خمسا و اربعین سنۃ معظما محتشما و فی مدۃ غیبتہ کانت فتوی الشافعیۃ بالمدینۃ المنورۃ عند بعض ابناء عمہ و ولد لہ اولاد ببلاد الکرد و ہم مولانا السید جعفر و اخوتہ و اخواتہ **و فی سنۃ** تسع و ستین

عایشہ سے نکاح کر دیا۔ یہہ عایشہ اونکے اولاد مولانا سید جعفر اور سید احمد وغیرہ کی مان ہین۔ مولانا سید اسمعیل تعظیم و احتشام کے ساتھ ۴۵ سال اس سرزمین مین رہے اور ان کے زمانۂ غیبت مین شافعیہ کے افتاء کا کام ان کے چچا کے بعض بیٹون سے متعلق تھا اور انکی اولاد بلاد کرد مین پیدا ہوی وہ مولانا سید جعفر اور اونکے بھائیان اور بہنین ہین اور رجب سنہ ۱۲۶۹ بارہ سو انہتر ہجری مین مولانا سید اسمعیل نے اپنے وطن کا ارادہ کئے اور شام کے راستہ سے مصر پہونچے اور وہان اپنے فرزند مولانا سید جعفر کو جامع ازہر مین تحصیل علم کے لئے چھوڑ دئے اونھون نے بہت سے مشہور علماء سے علم حاصل کیا اور اون کے والد پائی تخت

ومائتين والف عزم مولانا السيد اسمعيل على التوجه الى وطنه فتوجه
في شهر رجب من السنة المذكورة ووصل الى مصر من طريق الشام و
نزلت في مصر ولده مولانا السيد جعفر القراءة العلم بالجامع الازهر
واخذ عن كثير من علمائها المشهورين وتوجه والده الى دار السلطنة
العلية وامتدح مولانا السلطان عبد المجيد بقصيدة سنية فقلده
منصب افتاء الشافعية بالمدينة النبوية على ساكنها افضل الصلاة
والتحية ثم رجع مولانا السيد اسمعيل الى مصر وارتحل باهله الى المدينة
المنورة ودخلها في اوائل رجب سنة احدي وسبعين ومائتين

سلطنت علیہ کے طرف متوجہ ہوے اور مولانا السلطان
عبد المجید کی مدح مین نہایت عمدہ قصیدہ لکھا تو سلطان نے مدینہ
منورہ علی ساکنہا افضل الصلوۃ والتحیۃ کا منصب فتوی
شافعیہ انکے سپرد کیا پھر مولانا سید اسمعیل نے مصر کے طرف
مراجعت کی اور اپنے متعلقین کے ساتھ اوائل رجب ۱۲۷۱ھ
بارہ سو اکہتر مین داخل مدینہ منورہ ہوے۔ انکے واپسی
کی تاریخ شیخ عبد الجلیل افندی برادہ کے اوس عمدہ قصیدہ
مین ہے جس مین مولانا کی مدح کی گئی ہے اوسکا مطلع یہہ ہے

اَلدَّهرُ اَقبَلَ بِالمَسَرَّةِ يَسعَدُ وَلَنَا بِاِنجَاحِ المَطَالِبِ يَنجُدُ

والف وجاء تاريخ عوده بيت شعر للفاضل الشيخ عبد الجليل افندي
براده من قصيدة غراء مدح بها مولانا السيد اسمعيل المذكور مطلعها

الدهر اقبل بالمسرة يسعد　　ولنا بانجاح المطالب ينجد

وقبل بيت التاريخ بيت ممهد لبيت التاريخ ونظمهما هكذا

ولطيبة مذ عدت قلت مورخا　　في بيت شعر بالمحاسن يفرد
قدعاد جارا للرسول محمد　　بجل نما والعود منه احمد
سنة ١٢٧٧

ثم بعد مدة نزل عن منصب فتوى الشافعيه لنجله الفاضل مولانا
السيد جعفر فتقلدها سنة الف و مائتين وثمان وسبعين قبل

یعنی متوجہ ہوا زمانہ ساتھ خوشی کے جو نیک بخت کرنے والی ہے
اور ہمارے لئے پانا مطالب کا جو آراستہ کرنے والے ہین۔ اور
تاریخ کی بیت کے پہلے اور ایک بیت بطور تمہید ہے دونون
بیت یہ ہین شعر وَلِطَيْبَةَ مُذْ عُدْتَ قُلْتُ مُوَرِّخًا + فِي بَيْتِ شِعْرٍ
بِالْمَحَاسِنِ يَفْرُدُ + قَدْ عَادَ جَارًا لِلرَّسُولِ مُحَمَّدٌ + بَجَلٌ نَمَا وَ
الْعَوْدُ مِنْهُ اَحْمَدُ + یعنی جب تو مدینہ منورہ کو پلٹا تو تاریخ کہی مین نے
١٢٧٧
بہتر شعر مین جو خوبیون مین یکتا ہو۔ تحقیق کہ اعادہ کیا جوار محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ اعلی مرتبہ کو ہم اچھا سمجھتے ہین اور
اعادہ اوسکا محمود زیادہ ہے پھر تھوڑے زمانہ کے بعد اپنے

وفاة والده بنحو ثمانية اشهر وجاءه التابيد من دار السلطنة العلية وهو مستمر بها الى هذا الوقت وامين الفتوى له اخوه العالم الفاضل مولانا السيد احمد ابن مولانا السيد اسمعيل ولهم اخ ثالث وهو السيد عبد الكريم وكان لهم اخ رابع وهو السيد علی توفی منذ سنين وتردد مولانا السيد جعفر الى دار السلطنة العلية مرارا وقلد قضاء صنعا خمس سنين آخرها شوال سنة اثنتين وثلثمائة والف ثم جاء الى مكة باهله ثم طلع الى الطائف وهو الآن مقيم باهله وقصده

فرزند فاضل مولانا سید جعفر کے واسطے آپ منصب فتوی شافعیہ سے اُتر گئے انہوں نے اپنے والد کے وفات کے آٹھ مہینے پہلے ۱۲۸۹ھ بارہ سو اٹھتر ہجری مین منصب مذکور کا جائزہ لیا اور اسکی منظوری دار السلطنۃ سے آگئی اور اسوقت تک اوسپر قایم ہین۔ اور امین فتوی انہی کے بہائی مولانا سید احمد ابن مولانا سید اسمعیل ہین اور انکے تیسرے بہائی سید عبد الکریم ہین اور انکے چوتھے بہائی سید علی تھے جو چند سال پہلے انتقال کئے مولانا سید جعفر کئی مرتبہ دار السلطنۃ علیہ کی آمد و رفت کی اور صنعاء کی قضارت کا کام انسے پانچ سال یعنے شوال ۱۳۰۲ھ تک متعلق تہا اسکے بعد اپنے متعلقین کے ساتھ مکہ معظمہ آئے پہر طائف گئے اور اب ہین

العود الی المدینة بعد اداء المناسك باهله وولده السید اسمعیل والسید محمد هاشم **وله** مولفات جلیلة **منها** شرحه المسمی بالکوکب الانور علی عقد الجوهر فی مولد النبی الازهر تالیف جده من جهة الام مولانا السید جعفر **ومنها** شواهد الغفران علی جالی الاحزان فی فضائل رمضان لجده السید محمد بن رسول السابق ذکره **ومنها** مصابیح الغرر علی جالی الکدر للسید علی ابن السید حسن السابق ذکره **ومنها** تاج الابتهاج علی ضوء الوهاج فی الاسراء والمعراج لجده السید زین العابدین المتقدم ذکره **ومنها** تاریخ عمارة المسجد النبوی

مقیم ہین۔ ادارمناسک کے بعداپنی اہل اور دونون فرزند یعنے سید اسمعیل اور سید محمد ہاشم کے ساتھ مدینہ منورہ لوٹ آنیکا قصد ہے اور انکے بہت تالیفات جلیلہ ہین بعض اون سے یہہ ہین الکوکب الانور جو شرح ہے عقدالجوہر فی مولد النبی الازہر کی جو انکے نانا مولانا سید محمد جعفر کی تصنیف سے ہے اور شواہد الغفران جو شرح ہے جالی الاحزان فی فضایل رمضان کی جسکو انکے دادا سید محمد بن رسول البرزنجی نے تصنیف کیا تہا۔ جنکا تذکرہ پیشتر ہوا ہے اور مصابیح الغرر جو شرح ہے جالی الکدر کی جو سید علی ابن سید حسن سے ہے جسکا ذکر بھی سابق گذرا اور تاج الابتہاج جو شرح ہے ضوءالوہاج فی الاسراء والمعراج کی جو انکے دادا سید زین العابدین سے ہی ہے

التی انشاؑھا مولانا السلطان الغازی عبد المجید خان وھو تاریخ جلیل سماہ نزھۃ الناظرین فی عمارۃ مسجد سید الاولین والاخرین ومنہا الروض الاعطر فی مناقب السید جعفر وغیر ذلک وبالجملۃ فاھل ھذا البیت کلہم اھل علم وفضل وصلاح نفعنا اللہ بہم ووفقہم لکل خیر وفلاح وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین وللہ در القائل

جنکا ذکر سابق گذرا۔ اور تاریخ عمارۃ مسجد نبوی جسکو مولانا سلطان الغازی عبد المجید خان نے تعمیر کیا ہے یہہ عمدہ تاریخ ہے جسکا نام نزہۃ الناظرین فی عمارۃ سید الاولین والآخرین رکہا ہے۔ اور الروض الاعطر فی مناقب السید جعفر انکے سوائے اور بہی تصانیف ہین۔ حاصل کلام یہہ تمام خانہ ان علم وفضل وصلاح والا ہے خدا تعالی اون سے ہمکو نفع دے اور اونکو ہر خیر و فلاح کی توفیق عطا فرماوے۔ و صلے اللہ علی سیدنا محمد صلعم و آلہ وصحبہ وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ وَلِلّٰہِ دَرُّ الْقَائِلِ یعنے قائل کے لئے بہتری اللہی سے ہی

| قِفَا بِمَطْلَعِ سَعْدٍ عَزَّ نَادِیَہٖ<br>وَاَمْلِیَا شَرْحَ شَوْقِیْ فِیْ مَغَانِیْہٖ | یعنے ٹہرو تم دونو ایسے مطلع سعد مین کہ عزیز کردیتا ہے پکارنے والیکو اپنے اور لکہو تم دونو میری محبت کی شرح اوس کے نغمہ سرائیا نمین۔ |
|---|---|

| | |
|---|---|
| وَاسْتَقْبِلَا مَطْلَعَ الْاَنْوَارِ فِیْ اُفُقِ | اور متوجہ ہو جاؤ تم دونو افق مکہ کے مطلع انوار کی طرف |
| الْحَجُوْنِ وَاحْتَرِسَا اَنْ تَمُرَّا فِیْہِ | اور حفاظت کرو تم دونو اپنی اس امر کہ مبادا کہ ہو گذر تم دونو |
| مُغْنًی بِہٖ وَابِلُ الرِّضْوَانِ مُنْھَمِرٌ | ایسا مغنی کہ سبب اوس کے خوشنودی کے بڑے بڑے بوند برسنے |
| وَنَائِرَاتُ الْھُدٰی دَلَّتْ مَنَادِیْہِ | برسنے والی ہین اور ہدایت کی روشن علامات نے راستہ دکھایا |
| قِفَا فَذَا بُلْبُلُ الْاَفْرَاحِ مِنْ طَرَبٍ | ٹھہر جاؤ تم دونو پس یہ خوشیوں کا بلبل کمال سرور سے بیان کرتا ہے |
| یُرْوِیْ بَدِیْعَ الْمَعَانِیْ فِیْ اَمَالِیْہِ | معانی عجیبہ اپنے آرزو میں۔ |
| وَاسْتَمْلِیَا الْاَحَادِیْثَ الْعَجَائِبَ عَنْ | اور لکھو تم دونو عجیب باتوں کو ایسے سمجھ سے کہ اس جگہہ |
| بَحْرٍ ھُنَاكَ بَدِیْعٍ فِیْ مَعَانِیْہِ | معانی مین اوسکے بدایع ہین۔ |
| حَامِی الذِّمَارِ مُجِیْرُ الْجَارِ مَنْ کَرُمَتْ | حمایت کرنے والا عہد کا پناہ دینے والا ہمسایوں کا وہ |
| مِنْہُ السَّجَایَا فَلَمْ یُفْخَرْ مُبَارِیْہِ | شخص کہ بزرگ ہو گئیں کل خصلتیں اوسکی۔ |
| عَمُّ النَّبِیِّ الَّذِیْ لَمْ یَثْنِہٖ حَسَدٌ | ایسے چچا نبی کے جنکو نہین موڑا کسی حسد حاسد نے نبی کے |
| عَنْ نَصْرِہٖ فَتَغَالٰی فِیْ مَرَاضِیْہِ | مدد سے بلکہ برقرار کر دیا وہ موڑنا آنحضرت کے خوشنودیوں کو پورا کرنے مین |
| ھُوَ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ حِصْنًا لِحَضْرَتِہٖ | یہہ وہ ہین کہ ہمیشہ آنحضرت کے قلعہ بنے رہے |
| مُوَفَّقًا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ یَحْمِیْہِ | رسول اللہ کے موافق اور محافظ |
| وَکُلُّ خَیْرٍ تَرَجَّاہُ النَّبِیُّ لَہٗ | اور ہر قسم کے خیر کی امید دلائے گئے ہین نبی واسطے |
| وَھُوَ الَّذِیْ قَطُّ مَا خَابَتْ اَمَانِیْہِ | اوسکے اور یہ وہ ہین جو کبھی حضرت کی آرزو برلانے |
| | مین کوتاہی نہین کی۔ |

| | |
|---|---|
| فيا من ام العلا في الخالدات غدًا | پس وہ ذات کہ امام ہوگیا تو ہمیشہ کے مراتب عالیہ کا فریاد |
| اغث لكفايته واسعف صنادیه | مین فریاد کو پہونچ اوسکے اندوہگینی کو اور حاجت پوری کر اوس دن کے منادی کی۔ |
| فخصك الله بالمختار تكلؤه | پر سنکہ خاص کیا تجھکو اللہ تعالی نے رسول مختار کے ساتھہ تا تو |
| وتستعزبه فخرًا وتطريه | اوسکی پاسبانی کرے اور فخر حاصل کرے تو بسبب اوسکے اور حد سے بڑہا دیوے اوس فخر کو۔ |
| عنيت بالحب في طه ففزت به | اور کوشش کیا تو نے آنحضرت کے حصول محبت مین پس پہونچ گیا تو |
| ومن ينل حب طه فهو يكفيه | اعلی مرتبہ محبت کو اور وہ شخص کہ پہونچ جاوے محبت طٰہ کو پس اوہی محبت کافی ہے اوسکو |
| كم شمت آيات صدق يستضاء بها | بہت دیکہا تو نے آیات صدق کو کہ روشنی حاصل |
| وتملأ القلب ايمانًا وترويه | کیجاتی ساتھہ اوس کے اور بہ دل کو ایمان سے بہر دیتے ہین اور اوسکو سیراب کرتے ہین۔ |
| من الذي فاز في الماضين اجمعهم | کون ہے تمام پچہلے لوگون مین جو تجہا آنحضرت سے |
| بمثل ما فزت من طه وباريه | اور اون کے پروردگار سے فایز المرام ہوا ہو۔ |
| كفلت خير الورى في يتمه شغفًا | تو نے رسول خدا کی حالت یتیمی مین کمال محبت |
| وبت بالروح والابناء تفديه | سے کفالت کی اور تو اپنے جان و اولاد سے فدا رہا |

عصمته حين عادته عشيرته
وكنت حائطه من بغي شانيه

تائید دیا تونے اوسکو جب اوسکے قبیلے کے لوگ دشمن ہوگئے تھے اور تونے اپنے سینہ کو سپر بنایا اوسکے دشمنوں کی سرکشی سے۔

نفحت من لم يشم الكون رائحة
الوجود لو لم يقدر كونه فيه

تو مدد دیا ویسی ذات کو جو تمام خلق وجود کی بو نہ سونگھتی اگر اونکا وجود دنیا مین قرار نہ پاتا

ان الذي قمت في تائيد شوكته
هو الذي لم يكن شيء يساويه

بدرستیکہ وہ شخص جسکے دبدبہ کی تائید مین ثابت قدم رہا وہ ذات ہے جسکا کوئی نظیر نہین۔

ان الذي انت قد احببت طلعته
حبيب من كل شيء في اياديه

بدرستیکہ وہ ذات جو تو دوست رکھتا ہے دیدار کو اوسکے محبوب ہے اوسکا جسکے ید قدرت مین سب چیز ہے

لله درك من قناص فرصته
مذ شمت برق الاماني من نواحيه

خدا ہی کے لئے خوبی تیری ہے وقت آنحضرت کے شکاری بننے سے۔ اوس زمانے سے کہ دیکھا تونے آرزون کے برق کو چمکتی ہوی نواحی سے آنحضرت کے

يهنيك فوزك ان قدمت منك يدا
الى امليء وفي في جوازيه

خوشگوار ہو تجھکو نصیبہ تیرا اس اعتبار سے کہ مقدم کیا تونے اپنے طرف سے احسان کو ایسے غنی کے طرف جو بڑا پورا کرنیوالا ہی بمکافات کو

من يسد احسن معروف لاحسن من
جازى بنيل فوق ما نالت امانيه

کون شخص روک سکتا ہے احسن معروف کو فعل احسن معروف سے وہ کون ہے احسن معروف جو مکافات کرتا ہے سلوک کا بڑھ کر اوس سے کہ پہونچے طرف اوس کے آرزوئین سلوک کرنے والی کی۔

وَمَنْ سَعٰى لِسَعِيْدٍ فِيْ مَطَالِبِهٖ
فَهُوَ حَرِيٌّ بِاَنْ يَّحْظٰى اَمَانِيْهِ

اور جس نے کسی نیکبخت کے پاس اپنے مطالب کے حصول مین کوشش کی تو وہ لایق ہے کہ بہرہ مند کیا جاے اپنی آرزوؤن مین

فَيَا سَعِيْدَ الْمَسَاعِيْ فِيْ مَتَاجِرِهٖ
قَدْ جِئْتُ رَبْعَكَ اَسْتَهْمِيْ غَوَادِيْهِ

اے بہرہ مند سعیون کے اپنے مقاصد مین - آیا ہون مین دورہ برج مین اپنی قسمت طلب کرتا ہوا ابر باران سے اوس برج کے -

مُسْتَمْطِرًا مِنْكَ مِنَ الْخَيْرِ مُعْتَرِفًا
بِاَنَّ غَرْسَ الْمُنٰى يَنْعٌ بِصَافِيْهِ

درانحالیکہ طلب باران کرنے والا ہون تجہسے ابر رحمت اس حالت مین کہ مقر ہون اس امر کا کہ درخت آرزو باردار ہوتا ہے اوسکے صافی پانی سے

وَمِنْكَ مُسْتَعْطِفًا خَيْرَ الْاَنَامِ وَمَنْ
تَكُنْ وَسِيْلَتَهٗ فَالْفَوْزُ يَاْتِيْهِ

اے خیرالانام آیا ہون آپکے بارگاہ مین درانحالیکہ آپکی مہربانی کا طالب ہون - اور جسکے آپ وسیلہ ہوے پس فلاح وکامیابی خود آتی ہے

فَيَا نَبِيَّ الْهُدٰى عَطْفًا عَلٰى دَنِفٍ
اَلشَّوْقُ يُدْنِيْهِ وَالْاَوْزَارُ تُقْصِيْهِ

اے نبی الہدی مہربانی فرماے ایسے بیمار پر کہ عشق لاغر کرتا ہے اوسکو اور بار گناہ تکلیف جہلا رہی ہے اوس سے

اَلْغَوْثُ اَلْغَوْثُ يَا طٰهٰ فَخُذْ بِيَدِيْ
مِنْ وَرْطَةِ النَّفْسِ وَالشَّيْطَانِ وَالتِّيْهِ

فریاد ہے فریاد ہے اے مسمی بہ طہ دستگیری کیجیے میری نفس اور شیطان اور عرصات حشر سے

فَقَدْ اَحَاطَتْ بِضُعْفِيْ وَهِيَ اٰسِرَتُهَا

بتحقیق گہیر لیا انہون نے مجہ ناتوان کو اور انہون نے قید کر لیا میرے نفس کو -

إِنَّ الأَسِيْرَ لَهَا صَعْبٌ تَنْجِيَتُهُ
اسکے قیدی کو تحقیق بڑی دشواری درپیش ہے نجات دینے میں

حَتَّى انْقَضَى العُمْرُ وَالَهْفَا عَلَيْهِ وَلَمْ
أَحْصُلْ عَلَى طَائِلٍ مِنْهُ أُرَجِّيْهِ
یہانتک کہ گذر گئی عمر افسوس اوس پر اور میں نے نہیں حاصل کیا کسی فائدہ کو کہ امید رکھوں میں اوس کے نتیجہ کی۔

فَلَيْتَنِي حَيْثُ لَمْ أَغْنَمْ فُرَيْصَتَهُ
مَا كُنْتُ أَوْدَعْتُهُ ذَنْباً يُغَشِّيْهِ
پس افسوس ہے مجھکو اس وجہ سے کہ غنیمت سمجھا میں نے فرصت مدت عمر کو۔ تاکہ وہ زمانہ جس میں ودیعت رکھا میں نے گناہ ڈھانپ لیتی وہ غنیمت فرصت اوسکو

بَلْ قَدْ تَجَاوَزْتُ فِي ظُلْمِي فَوَا أَسَفَا
إِذْ لَمْ أَزَلْ مِنْهُ فِي كَرْبٍ أُقَاسِيْهِ
بلکہ اپنے نفس کے ظلم میں حد سے گذر گیا ہوں اس لئے کہ ہمیشہ رہا میں اوس حالت کرب میں کہ جھیلتا ہوں میں اوسکو

وَقَدْ تَعَلَّقْتُ فِي أَذْيَالِ سَاحَتِكُمْ
فَمَا لَهَا بُدٌّ عَنْ مِثْلِي تُنَجِّيْهِ
اور تحقیق آپ کے دامن رافت میں لگا ہوں پس نہیں ہے واسطے اوس دامان کے کوئی چارہ مجھہ ایسے سے کہ چھٹکارہ دیوے اوسکو۔

لَمْ أَدَّخِرْكَ لِدُنْيَا لَا ثَبَاتَ لَهَا
بَلْ لِلَّذِي لَيْسَ لِي مِنْ مَفْزَعٍ فِيْهِ
میں نے آپکو بے ثبات دنیا کے لئے نہیں ذریعہ بنایا ہے بلکہ اوس دن کے لئے کہ نہیں ہے کوئی فزع زایل کرنے والا میرے لئے۔

إِنْ لَمْ تَكُنْ أَنْتَ فِي حَشْرٍ ذَخِيْرَتَهُ
لَتَغْتَدِي طَامِعَةً فِيْهِ عَوَادِيْهِ
اگر آپ قیامت کے دن ویسے شخص کے لئے وسیلہ نہتے ہیں البتہ متغیر کردیا جاینگے واقع ہونے والے اوسدن کے برائیاں اوس کے۔

هَا قَدْ ذَخَرْتُكَ لِلْعُقْبٰی تَقُومُ بِهَا
وَتَمْنَحُ الْعَبْدَ اِحْسَانًا وَتُولِيهِ

معلوم ہو میں نے آپکو ذخیرہ بنایا ہے عقبیٰ کے جسمیں کہ آپ قایم ہونگے احسان کرینگے اپنے بندے پر اور آزاد کرینگے۔

وَوَالِدَيْهِ وَاَشْيَاخًا وَاِخْوَتَهٗ
وَنَسْلَهٗ وَمِنَ الْاِيْمَانِ يَحْوِيهِ

اور اوس کے والدین اور استادوں اور بھائیوں اور اولاد کو اور اوس شخص کو جو ایمان حاوی ہو اسکو

## وَقِيلَ اَيْضًا

اِنَّ الْقُلُوبَ لَتَبْكِي حِينَ تَسْمَعُ مَا
اَبْدٰی اَبُو طَالِبٍ فِي حَقِّ مَنْ عَظُمَا

بدرستیکہ دلیں بلکتے ہیں جسوقت سنتے ہیں وہ اوس امر کو کہ اپنی طرف سے کیا ابو طالب نے اوس شخص کے حق میں کہ بلند مرتبہ ہے یعنے رسول خدا۔

فَاِنْ يَكُنْ اَجْمَعَ الْاَعْلَامُ اَنَّ لَهٗ
بَارًا فَلِلّٰهِ كُلُّ الْكَوْنِ يَفْعَلُ مَا

پس اگر متفق ہوں کل روایات واسطے ابیطالب کے تو تحقیق کہ یک بڑا نکوئی کرنے والا ہے اوس کے لیے پس کل کائنات اللہ ہی کے لیے جو چاہے کرے۔

اَمَّا اِذَا اخْتَلَفُوا فَالرَّاْيُ اَنْ نَرِدَا
مَوَارِدًا يَرْتَضِيهَا عَقْلُ مَنْ سَلِمَا

لیکن جب علما اونکے بارہ میں اختلاف کریں تو بہتر راے ہے کہ ہم اختیار کریں اوس شق کو جسے عقل سلیم پسند کرے

نُتَابِعُ الْمُثْبِتِي الْاِيْمَانَ مِنْ نَفَرٍ
فِي مُعْظَمِ الدِّينِ تَابَعْنَاهُمُ فَلِمَا

ہم پیروی کرینگے ان لوگوں کی جو ایمان ثابت کرنے والے گروہ کی جنکی ہم نے دین کے اصول اور اوس کے معظم مسائل میں اونکی پیروی کی ہے۔

| | |
|---|---|
| وَهُم عُدُولٌ خِيَارٌ فِي مَقَاصِدِهِم | حالانکہ یہہ وہ لوگ عادل پسندیدہ مقاصد کے ہین |
| فَلَا تَقُل إِنَّهُم لَن يَبلُغُوا عِظَمًا | تو تم نہین کہہ سکتے کہ وہ لوگ ہرگز نہین ہو پہنچینگے حق کو |
| لَا تَزدَرِيهِم أَتَدرِي مَن هُمُو فَهُمُو | تحقیر نکر اونکی کیا جانتا ہے تو وہ کون ہین پس وہ لوگ ہین |
| هُمُو عَرِي الَّذِينَ قَد أَضحَوا بِهِ زَعَمًا | کہ اونہین لوگون نے اعلی مقاصد دین کو ظاہر کیا از روے یقین کے |
| هُمُ السُّيُوطِي وَالسُّبكِي مَعَ نَفَرٍ | وہ لوگ سیوطی اور سبکی ہین ایک بڑی جماعت کے ساتھہ |
| كَعِدَّةِ النُّقَبَا حُفَّاظُ أَهلِ حِمًا | مثل چند بزرگون کے اور اہل حق کے حافظون کے۔ |
| وَأَهلُ كَشفٍ وَشِعرَانِيهِم وَكَذَا | اور صاحبان کشف اور اونکے علماء ایسے ہی قرطبی |
| القُرطُبِي وَالسُّحَيمِي وَالجَمِيعُ كَمَا | اور سحیمی باقی سب جیساکہ تو جانتا ہے۔ |

ای کما تری فی الوثاق اھ منہ

## هذا السوال رفع في امارة سيدنا ومولانا الشريف عبد المطلب رحمه الله تعالى رحمة الابرار سنة ۱۲۹۹

ما قولكم ايها العلماء الاعلام ومصابيح الظلام قمع الله بكم طغام اللئام ولئام الطغام فيمن انتدب ممن يزعم انه من طلبة العلم

## یہہ سوال سنہ ۱۲۹۹ بارہ سو ننانوے ہجری مین سیدنا و مولانا شریف عبد المطلب علیہ الرحمہ کے زمانہ حکومت مین پیش ہوا تہا

اے گروہ علماے نامی اور تاریکیون کے چراغ (تمہاری وجہ سے اللہ تعالی کمینون اور نالایقون کو خوار و ذلیل کرے) اوس شخص کے باب مین آپکا کیا قول ہے جو برانگیختہ کرے طالب العلم ہونے کا زعم کرکے اس امر

لهدم قبر ابیطالب عم النبی علیه افضل الصلاۃ والسلام زاعما انه
من المناکر المجمع علیها فی بلد الله الحرام وکتب عرضا للحکام یدور به
علی العلماء وخلافهم من الانام یحرضهم علی ان یساعدوہ علی هدم قبر
هذا الکافر بهذا اللفظ الشنیع ونحوہ من الکلام غیر مبال الی ما یترتب علی
ذلک من بعث فتنة نائمة لعن الله من ایقظها فان کثیرا من اهل
السنة والجماعة من بنی هاشم وغیرهم یعتقدون نجاته تبعا لما جاء
فی ذلک ولما نقله الجهابذة الفخام المحقیقون بان یتخذ واجة للخلق الذی

پر کر بنی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوطالب کی قبر کے مسمار کرنے
کے لئے اس ادعا سے دے کہ خدا کے اس مقدس شہر مین اس
قبر پر مجمع ہونا نہایت برا ہے اور حکام کے پاس پیش کرنے کے غرض
سے ایک کاغذ لکھے جسکو لئے ہوے علماء اور عوام کے پاس پھرے
اور اونکو اس امر پر برانگیختہ کرے کہ اس کافر اور ایسے ایسے کی قبر توڑنے
پر اوسکی امداد کرین۔ ایسے بُرے لفظ اور مکروہ کلام سے فتنہ برپا
ہونے کا اوسکو کچھہ خوف نہین ہے۔ (فتنہ برپا کرنے والے پر خدا کی لعنت)
کیونکہ بنی ہاشم اور غیر بنی ہاشم سے اہل سنت وجماعت کی ایک جماعت
کثیر نجات ابیطالب کی باتباع اون روایات کے جو اس باب مین
آئے ہین اور بلحاظ اوس دلیل کے معتقد ہے جسکو ایسے عظیم الشان

الملك العلام وهم الامام السبکی والامام القرطبی والامام الشعرانی رحمهم الله تعالی علی الدوام ان الله احیا ابا طالب وآمن بالمصطفی ومات مسلما قال الامام المحقق السحیمی بعد نقله ذلك وهذا هو الذی اعتقده والقی الله به فیکون هذا العذاب حصل له قبل احیائه ویکون المراد بالقیامة قیامته وهی خروج روحه من جسده فیا هل تری هولاء العلماء جهلوا ما ورد فی حق ابی طالب من نصوص الشریعة فلم یسع هذا المتذبذب المبغض السکوت تقلید القدحه فی ادعائه الاجماع الذی

بزرگون سے نقل کیا ہے جو اللہ کے پاس خلق کے لئے حجة ہونے کے سزاوار و لایق ہین۔ اور بزرگان ممدوح یہہ ہین۔ امام سبکی امام قرطبی امام شعرانی (خدای تعالی ان پر ہمیشہ اپنی رحمت نازل فرماوے) انہون نے نقل فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے ابو طالب کو زندہ کیا اور انہون نے مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور مسلمان ہو کر مرے امام محقق سحیمی نے اسکو نقل کرنے کے بعد کہا کہ یہہ وہی ہے جسکا مجھکو اعتقاد ہے اور اللہ تعالی نے اسکی القا فرمائی۔ پس عذاب ابو طالب کو اونکے زندہ کئے جانے کے پہلے ہوا ہوگا اور قیامت سے اونکی قیامت مراد ہوگی یعنے اون کے جسد سے اونکی روح کا نکلنا۔ پس تو کیا یہہ سمجھتا ہے کہ حق ابیطالب مین جو نصوص شرعیہ وارد ہین اونسے

زعمه مع ما فيه من اذية رسول الله صلى الله عليه وسلم وآله ومحبيه
وهل جهله بذلك يكون عذراله فيما تطلبه مما ليس يعنيه وهل
يجب على الحكام ايدهم الله تعالى زجر هذا المبغض بما يليق به ويكون
زاجراله ولغيره عن الحركات الباعثة للفتن وتنافر قلوب المسلمين
فان القائلين بنجاته اهل شوكة وشكيمة فى هذا البلد الامين
افيدونا نصر الله بكم الاسلام وانار مصابيحكم حالك الظلام
الحمد لله رب العالمين رب زدنى علما قال بعض المفسرين فى قوله تعالى

یہ علماء جاہل تھے۔ پس ایسے برانگیختہ کرنے والے کو سکوت کی گنجایش
ہنین کیونکہ فریب کی وجہ سے اتفاق اجماع کا ایسے مقدمہ مین زعم کرتا ہے
کہ جس مین اذیت رسانی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکی
آل ومحبین کے۔ اور کیا اس شخص کی جہالت اوسکے لئے عذر کافی
ہوسکتی ہے اور کیا حکام پر (اللہ انکی تائید کرے) اس بغض والے
کی تنبیہ مناسب واجب ہنین ہے۔ جو حرکات فتنے اور نفرت قلوب
اہل اسلام کے باعث ہون اون سے اسکو اور اسکے اغیار کو باز رکھنا چاہیے
کیونکہ جو لوگ نجات ابیطالب کے قایل ہین وہ اس شہر مین صاحب
قوت وعظمت ہین۔ اسے علماء کرام (تمہاری وجہ سے خدا اسلام کو
نصرت دے اور تمہاری روشنیون سے تاریکیون کو دور فرما وے) اس سوال

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ ای علی تبلیغ الرسالة ان تحفظوا قرابتی وتودونی وتصلوا رحمی وذلك انه لم یکن حی من قریش الا وفیهم له صلی الله علیه وسلم قرابة فکانه یقول ان لم تؤمنوا بی فاحفظوا قرابتی فیکم ولا تؤذونی اھ وقال تبارك وتعالیٰ ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والاخرة واعد لهم عذابا مهینا وفی شرح الشهاب لابن وحشی قال ابو الطاهر من ابغض ابا طالب فهو کافر بالله عز وجل وفی معروضات المفتی ابی سعود (سوال) طالب

کے جواب سے ہمکو فائدہ پہونچاؤ۔ پروردگار عالم ہی کے لئے کل حمد ہے خدایا میرا علم زاید فرما۔ اللہ تعالی کے اس قول مین قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى بعض مفسرون نے کہا ہے کہ اسکا معنی یہہ ہے کہ کہو ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین تم سے تبلیغ رسالت پر کچہہ اُجرت نہین مانگتا مگر میری قرابت کے حفظ مراتب کرو اور مجہہ سے محبت رکہو اور میرے ذی رحم کو مجہہ سے ملاؤ۔ یہہ اس لئے ہی کہ جتنے قریشی موجود تہے اون مین سے ہر ایک کے ساتہہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قرابت تھی پس گویا آپ فرماتے ہین کہ اگر تم مجہپر ایمان نہ لاتے ہو تو تم سے مجھکو قرابت ہے اوسکا لحاظ رکہو اور مجہکو ایذا نہ دو الخ۔ اور خدا تعالی فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ

علم ذکر عنده حدیث نبوی فقال اکل احادیث النبی صلی اللہ علیہ
وسلم صدق فاجاب بانہ یکفر اولا بسبب الاستفہام الانکاری
وثانیا بالحاقہ الشین بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم درمختار اذا تکلم بکلمۃ
الکفر ولم یدر انہا کفر قال بعضہم لا یکون کفرا ویعذر بالجہل وقال بعضہم
یصیر کافرا بذلک تنقیح وقال فی المختار ینبغی ان یحفظ اللسان
عما یجب الاحتراز عنہ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان یؤمن

---

عذابا مہینا یعنے جو لوگ اللہ ورسول کو تصدیع دیتے ہین اون پر سورۂ احزاب
دنیا وآخرت مین اللہ کی لعنت ہے اور اُن کے لئے سخت عذاب
مہیا کیا ہے۔ اور ابن وحشی کی کتاب شہاب ہی ابو طاہر نے کہا کہ جس نے
ابو طالب سے بغض رکھا پس وہ کافر ہے باللہ عزوجل۔ معروضات
المفتی ابو سعود مین سوال طالب علم کے مواجہت مین حدیث نبوی مذکور ہو
اور راوس نے کہا کہ آیا تمامی احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہین
پس جواب اس قول کا کہا کہ بلا شبہ اسطرح کہنے والا کافر ہے اولاً
بسبب استفہام انکاری کے یعنے بطریق انکار سمجھا جاتا ثانیاً کلمہ ناشایستہ
کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ الحاق کیا۔ درمختار مین مذکور ہے کہ جب
کلمہ کفر سے گفتگو کرے اور راوس نے خبر نہ کہی کہ یہ کلمہ کفر کا ہے
بعض نے کہا کہ کافر ہوگا کیونکہ بسبب عدم علم کے معذور ہے بعض نے

باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا اولیصمت وعنہ صلی اللہ علیہ وسلم البلاء
موکل بالمنطق اھ وعلیہ فیلزم الولاۃ ایدھم اللہ تعالی اجراء ما یستحقہ
علی ما صدر منہ مما یسد باب الجراءۃ ویزجر اھل الجراءۃ والفساد
کما قال تعالی انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ الی آخر الآیۃ واللہ
سبحانہ وتعالی اعلم۔

کہا کہ کافر ہوگا اس مقدمہ کا تصفیہ ضرور ہے۔ اور مختار مین کہا کہ زبان کو
اون اشیاء سے محفوظ رکھے جس مین احتراز واجب ہو۔ بمصداق فرمان
رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے یعنے جس نے اللہ کو اور روز آخرت کو
یقین جانا۔ پس کہے کلام نیک یا خاموشی اختیار کرے اور اسی لئے فرمایا
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْبَلَاءُ مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ یعنے بلاء مقام گفتگو
سے تعلق رکہتی ہے اھ اس حدیث پر حکام کو لازم ہوگا تا ئید دیوے اللہ تعالیٰ
نے اونکو اوس شئی کے اجراء کے لئے جو استحقاق رکہتے ہین اوس کے
صادر کرنے پر جسمین باب جرات بند ہو اور باز رکہے اہل جرات و فساد
کو جسطرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ
وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا
اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْہِمْ وَاَرْجُلُہُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ
ذٰلِکَ لَہُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ الآیہ سورہ مائدہ

امر بکتابته احمد بن عبد اللہ میر غنی مفتی الاحناف بمکۃ المشرفہ کان اللہ لہما حامداً مصلیاً مسلماً

الحمد للہ وحدہ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ والسالکین نہجہم بعدہ اللھم اسئلک ھدایۃ للصواب اعلم رحمک اللہ تعالے ان اباطالب عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ادعی اناس ان اھل السنۃ

یعنے یہی سزا ہے اونکی جولڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اوس کے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنے کو کہ اونکو قتل کیجئے یا سولی چڑہائے یا کاٹئے اون کے ہاتھ اور پانون مقابل کا یا دور کر اس ملک سے یہہ انکی رسوائی ہے دنیا مین اور انکو آخرت مین بڑی مار ہے واللہ سبحانہ تعالی اعلم

اس تقریر کو لکھنے کے لئے احمد بن عبد اللہ میر غنی مفتی الاحناف مکہ مشرفہ نے حکم کیا کان اللہ لہما حامداً مصلیاً مسلماً

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ وَالسَّالِکِیْنَ نَہْجَہُمْ بَعْدَہٗ یا اللہ سوال کرتا ہون تجھکو ہدایت کے لئے واسطے راہ راست کے معلوم کر تو اللہ تعالی رحم کریگا تجھکو کہ بلاشبہہ ابو طالب نے چچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھے لوگون نے دعوی کئے کہ اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے ابو طالب کو نجات

والجماعة اتفقوا علی عدم نجاته و تمسکوا فی ذلک بظواھر من الکتاب
والسنة و دعواھم اتفاق اھل السنة علی عدم نجاته دعوی غیر صحیحة
فقد وجد کثیر من اھل السنة یقولون بنجاته منھم الامام القرطبی
والامام السبکی والامام الشعرانی کما ذکرہ السائل فی سوالہ فقد راجعت
ما ذکرہ فی شرح العلامة السحیمی علی شرح الشیخ عبد السلام اللقانی
علی منظومة والدہ المسماة بجوھرة التوحید فی بحث الشفاعة عند
قول الناظم و واجب شفاعة المشفع فوجدته نقل عن القرطبی والسبکی

نہین اور اس مقدمہ کے لئے ظاہر کتاب و سنت سے دلیل پکڑے اور
اونکا دعوا جو اتفاق اہل سنت کہتے ہین دعوہٗ غیر صحیح ہے کیونکہ بہت سے
لوگ اہل سنت سے پائے گئے جو نجات ابو طالب کے قائل ہین
اور اونہین قائلین سے امام قرطبی اور امام سبکی اور امام شعرانی بھی ہین
جسطرح سائل نے اپنے سوال ہین ذکر کیا۔ پس مین اوس ذکر کے طرف
رجوع کیا کہ جو علامہ سحیمی نے اپنی شرح جو شیخ عبد السلام اللقانی نے
اپنے والد کے منظومہ پر لکھی ہے کہ جو مسمی بجوہرۃ التوحید ہے بحث
شفاعت مین نزدیک قول ناظم اور واجب شفاعۃ المشفع کے پس
مین نے اوسکو پایا جو نقل کی گئی قرطبی و سبکی و شعرانی سے کہ اللہ تعالے
نے ابو طالب کو زندہ کیا اور ایمان لائے مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم

والشعرانی ان اللہ احیا اباطالب وآمن بالمصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
ثم مات مسلما قال العلامۃ السحیمی وھذا الذی اعتقدہ والقی اللہ
علیہ وذکر العلامۃ السحیمی قبیل قول الناظم ومنجز لمن اراد وعدہ
ان ابن سعد وابن عساکر رویا عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ سأل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ترجو لابی طالب قال کل الخیر ارجوا
من ربی والامام القرطبی والسبکی والشعرانی کل منہم من اکابر
اہل السنۃ یحتج بقولہ وکذا العلامۃ السحیمی فبطلت دعوی من
ادعی ان اہل السنۃ متفقون علی عدم نجاتہ وثبت انہ یوجد

پر اوس کے بعد مسلمان ہو کے وفات پائی۔ علامہ سحیمی نے کہا
کہ یہہ وہ مقدمہ ہے جو مین اعتقاد رکھتا ہون اور اللہ تعالی نے
اسکی القا فرمائی۔ اور ذکر کیا علامہ سحیمی نے طریقہ قول ناظم کا اور جس نے
ایفا، وعدہ کا ارادہ رکھا ہو عباس رض سے ابن سعد اور ابن عساکر نے
روایت کی کہ عباس رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا
کہ ابو طالب کے لئے آپ بہلائی کی امید رکھتے ہین فرمایا تمام بہلائی کی
امید رکہتا ہون۔ اور امام سبکی وشعرانی جو اکابر اہل سنت سے ہین ہر ایک
انہون نے اپنے قول کو اسی سے دلیل گردانا اور اسی طرح علامہ
سحیمی نے بہی پس اوس شخص کا دعوا باطل ہوا جو اہل سنت وجماعت کا

من اهل السنة من يقول بنجاته وحيث وجد الاختلاف فاللائق الاحتياط واقل المراتب التفويض الى الله تعالى والسكوت والتوقف وعدم الخوض فی ذلك والاقتصار علی قدر الضرورة فی ذکر الاحادیث الواردة فيه مع غاية الادب والخوف لان الاحتياط من الورع فقد قال صلی الله عليه وسلم دع ما يريبك الی ما لا يريبك — وقال صلی الله عليه وسلم اليس وقد قيل لما جاء ه عقبة بن الحارث فقال يا رسول الله تزوجت امراءة فجاءتنا امراة سوداء فقالت قد ارضعتکما وهی کاذبة فقال صلی الله عليه وسلم كيف تصنع بما

اتفاق یا عدم نجات ابی طالب پر کیا۔ اور ثابت ہوئی یہ بات کہ اہل سنت وجماعت سے جس نے نجات کا قائل ہوا اور جب خلاف پایا تو لائق یہ ہے کہ احتیاط کرے اور اقل مرتبہ تفویض الی اللہ کرے اور ساکت رہے اور تلاش وجستجو مین نرہے اور بقدر ضرورت بحث و گفتگو کرے جسقدر احادیث وارد ہے معلوم ہوا وسیقدر خوف وادب سے بیان کرے کیونکہ احتیاط پرہیزگاری مین حاصل ہے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ یعنی چھوڑ اوس شئی کو جس مین تو شک کرتا ہے اوس شئی کے طرف جو تجھکو شک نہو۔ ورفرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلَيْسَ یعنی ایا نہین منقول ہے کہ یہ کلمہ ا دس وقت

وقد زعمت انہا ارضعتکما دعھا عنك ای طلقہا فراجعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقلت یا رسول اللہ انہا امرأۃ سوداء ای فلا یقبل قولہا فقال الیس وقد قیل فارشادہ صلی اللہ علیہ وسلم طریق الورع والاحتیاط وان لم تقبل شہادۃ تلك المراۃ وحیث قال جماعۃ من اہل السنۃ باحیاء ابیطالب وایمانہ ونجاتہ فالاحتیاط عدم التعرض لہ بتنقیص لان التعرض لہ لاسیما اذا کان بافحش العبارات یوذی

فرمایا کہ جب عقبہ بن الحارث نے آکے کہا کہ یارسول اللہ مین نے ایک عورت سے نکاح کیا بعد ایک عورت سیاہ نے آکر کہا کہ مین دونون کی مرضعہ ہون اور وہ کاذبہ ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے منکوحہ کے ساتھ کسطرح پیش آئیگا اور وہ عورت دونون کو دودھ پلانے کا زعم کرتی ہے در تو اپنی منکوحہ کو طلاق دے پھر حاضر ہوکے کہا کہ یارسول اللہ وہ عورت سیاہ ہے یعنے اوسکا قول معتبر نہین پس فرمایا اَلَیْسَ یعنے آیا نہین۔ اور نقل کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ورع واحتیاط کا تھا اگرچہ وہ شہادت مقبول نہ ہے۔ اور جب اہل سنت وجماعت سے ایک جماعت ابوطالب کا زندہ ہونا اور ایمان ونجات پانے کے قائل رہین مقام احتیاط وہی ہے جو کسی طرح سے تنقیص شان ابوطالب نہو کیونکہ

النبي صلى الله عليه وسلم لان اباطالب ربى النبي صلى الله عليه
وكان يحبه ويذب عنه لما بعث ويؤذي ايضا قرابة صلى الله عليه
وسلم الاحياء والاموات وقد قال تعالى قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة
في القربى وقد اخرج الديلمي عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اشتد غضب الله على من آذاني
في قرابتي وروى الطبراني والبيهقي ان بنت ابي لهب واسمها سبيعة
وقيل درة قدمت المدينة مسلمة مهاجرة فقيل لها لا تغني عنك

اسباب میں گفتگو کرنا خصوصاً جب برا کام حد سے تجاوز کرے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہوگی کیونکہ ابو طالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو پرورش کیا اور محبت رکھتے تھے اور ہمیشہ حمایت کرتے رہے جب مبعوث
ہوئے اور نیز رنجیدہ ہوتے ہیں موجودہ قرابتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جو
مر گئے ہیں ان کو بھی رنجیدہ کرنا ہے۔ اور کہا خدا تعالیٰ نے قل لا اسئلکم
علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ الآیہ اور سورہ شوریٰ ہے کہہ کہ تمہارے سے
مانگتا کسی اجرت کا نہیں مگر میرے رشتہ داروں کی محبت۔ ابو سعید خدری
سے دیلمی نے نقل کیا کہ فرمایا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے
غصہ اللہ تعالیٰ کا سخت تر ہوگا اوس شخص پر کہ جو میری قرابت کے بارے میں
کو اذیت دیکر مجھے رنجیدہ کرے۔ اور طبرانی و بیہقی نے روایت کیا

صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تؤذوا الاحیاء بسب الاموات ولا شک ان النطق بقبیح القول فی حق ابیطالب والتشدق بہ فی مجالس الخاصۃ والعامۃ وسفہاء الناس یوذی اولاد علی رضی اللہ عنہ الموجودین الآن بل ویوذی اسواتہم فی قبورہم ویوذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد قال اللہ تعالی والذین یوذون رسول اللہ لہم عذاب الیم وقال تعالی ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ

---

کہ جس نے میرے یک بال کو ایذا دیا تو یقیناً مجھکو ایذا دیا اور جس نے مجھے اذیت دی تو یقیناً خدا کو اذیت دی اور مغیرہ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ سے ترمذی نے روایت کیا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اموات کو برا کہہ کے زندوں کو رنجیدہ مت کرو اور اس بات مین شک نہین کہ ابوطالب کے حق مین برے الفاظ کہنا اور مجالس خاص اور عام اور جہلا ء مین بے ادبانہ زبان کہولنا جس مین اولاد علی رضی اللہ عنہ کے موجودہ اولاد کو رنجیدہ کرنا ہے بلکہ جو لوگ اموات سے ہین اونکو بھی رنجیدہ کرنا پس اللہ تعالی نے فرمایا کہ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ الآیہ سورہ توبہ یعنے جو لوگ اللہ تعالی کے رسول کو اذیت دیتے ہین اونکے لئے عذاب سخت ہے اور کہا اللہ تعالی نے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ

واعدّ لہم عذابا مہینا وھذا ھو ملحظ من قال بکفر مبغض ابیطالب لان فیه ایذاء للنبی صلی اللہ علیه وسلم کفر یقتل فاعله ان لم یتب وعند المالکیة یقتل وان تاب وسا ذکر لک نبذة من اخبار ابیطالب تعلم بہا محبته للنبی صلی اللہ علیه وسلم وتعلم محبة النبی صلی اللہ علیه وسلم له وانه یوذیه بغضه وتعلم بہا ان ما ذھب الیه القرطبی والسبکی والشعرانی والسحیمی له وجه وجیه (فمن اخبار) ابیطالب انه ربی النبی صلی اللہ علیه وسلم احسن التربیة وکان یقدمه فی البر علی اولاده وشرح

وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا الآیہ سورۂ احزاب ترجمہ سابق گذرا۔ اور یہ اوس مقصد کو نگاہ رکھتا ہے کہ جس نے ابوطالب سے بغض رکھنے والے کو کافر کہے کیونکہ ابوطالب کے بغض سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا اوس مرتبہ کا کفر ہے اگر اوس کا فاعل توبہ نہ کرے تو قتل کیا جاوے اور نزدیک مالکیہ کے لایق قتل ہے اگرچہ تایب ہو۔ اور تیرے لئے ذکر کرتا ہوں شمہ اخبار ابوطالب سے کہ آگاہ ہوگا تو اوس بات پر کہ ابوطالب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسقدر محبت تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی محبت کہ رکھتے تھے اور بتایا بغض ابوطالب سے اذیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوگی۔ اور معلوم کریگا تو نے اوس شئی کو جو طریقہ روشن سے قرطبی اور سبکی اور شعرانی

ذلك بقول ثوران بعثه الله تعالى تعرض قريش لايذائه صلى الله عليه وسلم فمنعهم ابو طالب وقال لهم ان ابن اخى فى حمايتى فلم يستطيعوا ان يردوا حمايته فصار صلى الله عليه وسلم يدعو الناس الى الله جهرا فلما فشت دعوته صلى الله عليه وسلم شق الامر عليهم فاجتمعوا وجاؤا الى ابى طالب بعمارة بن الوليد وقالوا له خذ هذا بدل محمد ويكون كالابن لك واعطنا محمدا لنقتله فقال ما انصفتمونى يا معشر قريش اخذ ابنكم اربيه واعطيكم ابنى تقتلونه ثم قال

گئے ہیں پس بعض اخبار ابو طالب سے یہہ ہیں کہ یہ قریش کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین طریق سے اور جمیع نیک امور میں اپنے فرزندوں پر سبقت رکہتے تھے جس کی شرح طوالت رکہتی ہے۔ پہر جب صاحب لباب صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے تو قریش نے اذیت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آمادہ ہوے پس ابو طالب مانع رہے اور قریش کو کہے کہ میرا بہتیجا میری نگاہبانی میں ہے تم لوگ کو استطاعت نہیں کہ میری حمایت کو رد کر سکے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوت الی اللہ برملا دیتے تھے اور جب دعوت الی اللہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آشکارہ فرمایا تو یہہ امر قریش پر دشوار گذرا اور مجتمع ہوکے ابو طالب کے نزدیک عمارۃ بن الولید کو لاے اور کہے کہ اسکو لو بعوض محمد کے

| | |
|---|---|
| واللّٰہ لن یصلوا الیک بجمعھم | حتی اوسد فی التراب دفینا |
| فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ | وابشر بذاک وقر منک عیونا |
| ودعوتنی وعلمت انک ناصحی | ولقد دعوت وکنت ثم امینا |

اور یہ تیرا فرزند ہے اور ہمارے واسطے محمد کو دے تاکہ ہم اوسکو قتل کرین بعدہ ابو طالب نے کہا کہ اے گروہ قریش یہ برا خوب انصاف کیا تمہارے بیٹے کو لیکر مین پرورش کرون اور میرے بیٹے کو واسطے قتل کے تمہارے سپرد کرون بعد ازان یہ شعر کہا۔

| | |
|---|---|
| وَاللّٰہِ لَن یَّصِلُوْا اِلَیْکَ بِجَمْعِھِمْ | حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِیْنَا |
| فَاصْدَعْ بِاَمْرِکَ مَا عَلَیْکَ غَضَاضَۃٌ | وَابْشِرْ بِکَ وَقَرِّمِنْکَ عُیُوْنَا |
| وَدَعَوْتَنِیْ وَعَلِمْتُ اَنَّکَ نَاصِحِیْ | لَقَدْ دَعَوْتَ وَکُنْتَ ثَمَّ اَمِیْنَا |

+ کتب الشنوانی علی شرح الفاکھی عند قول ابی طالب ودعوتنی وعلمت الخ ما نصہ ھو مات کافرا وھو عم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بخلاف ابویہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فانھما ماتا مومنین لکن نقل الشیخ البراوی عن الشیخ السحیمی عن غیرہ ان اللّٰہ احیا ابا طالب وآمن بہ واماتہ ثانیا مومنا ودخل الجنۃ وقال البراوی من کان یحب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ واتباعہ فلیعتقد ذلک ونقل ما تقدم من احیائہ واماتتہ ثانیا مسلما عن اربعۃ

لولا الملامة او حذار مسبة لوجدتنی سمحا بذاک مبینا

ولما تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجة بنت خویلد رضی اللہ عنہا خطب ابوطالب وحضر ابوبکر ورؤساء مضر فقال ابوطالب

لَوْلَا الْمَلَامَةُ اَوْ حِذَارُ مَسَبَّةٍ لَوَجَدْتَنِیْ سَمْحًا بِذَاکَ مُبِیْنًا

ترجمہ صفحہ ۷۷ - ۸۵ بیان کیا گیا۔

اور جس وقت نکاح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بی بی خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے ساتھ تو ابوطالب نے خطبہ نکاح کا پڑھا اور حاضر تھے

عشر صحابیا وھو من خصوصیات ابیطالب وھذا الابیات فی الاخبار الواردة بموتہ کافرالانا نقول انہ مات ثم احیی کما مر اھ ترجمہ۔

لکھا شنوانی شرح قاکہانی پر نزدیک قول ابی طالب کے جو دَعَوْتَنِیْ وَعَلِمْتُ الخ یعنی مجھکو بلایا تو نے اور یہین سے جان لیا تحقیق کہ تم میرے ناصح ہو الخ کہ یہ قول ثابت کیا کہ ابوطالب کفر پر وفات پائی اور وہ چچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے بخلاف والدین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بلاشبہہ ہر دو ایمان پر وفات پائے لیکن شیخ البراوی نے شیخ السحیمی سے اور انہون نے دوسرے سے نقل کیا کہ تحقیق اللہ تعالی نے زندہ کیا ابوطالب کو اور ایمان لائے اور مومن ہو کے بارثانی وفات پائی اور داخل جنت ہوے۔ اور کہا براوی نے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم و تابعین اصحاب سے محبت رکھتا ہو تو

فی خطبته الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراہیم وزرع اسمعیل وضئضی معد وعنصر مضر وجعلنا حضنۃ بیتہ وسواس حرمہ وجعل لنا بیتا محجوجا وحرما آمنا وجعلنا الحکام علی الناس ثم ان ابن اخی ہذا محمد بن عبد اللہ لا یوزن برجل الا رجح بہ شرفا ونبلا وفضلا وعقلا فان کان فی المال قل فان المال ظل زائل

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور رؤساء مضر بھی پس کہا ابوطالب نے اپنے خطبہ میں باین طور کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرَاهِیْمَ وَذَرْعِ اِسْمٰعِیْلَ وَضِئْضِیْ مَعَدٍّ وَعُنْصُرِ مُضَرٍ وَجَعَلَنَا حِضْنَتَہٗ بَیْتِہٖ وَسِوَاسِ حَرَمِہٖ وَجَعَلَنَا بَیْتًا مَحْجُوْجًا وَحَرَمًا آمِنًا وَجَعَلَنَا الْحُکَّامَ عَلَی النَّاسِ ثُمَّ اَنَّ ابْنَ اَخِیْ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا یُوْزَنُ بِرَجُلٍ رَجَحَ شَرَفًا وَنُبْلًا وَفَضْلًا وَعَقْلًا فَاِنْ کَانَ الْمَالُ قَلَّ فَاِنَّ الْمَالَ ظِلٌّ زَائِلٌ وَاَمْرٌ حَائِلٌ

ضرور اسی پر اعتقاد رکھیگا۔ اور جو کہ مقدم ذکر ہوا یعنے زندہ ہونا ابیطالب کا اور اسلام سے مشرف ہوکے وفات پانا اس مقدمہ کو اصحاب سے چودہ صحابی نے نقل کئے اور وہ خصوصیات سے ابوطالب کے ہے اور یہہ اثبات کی منافی نہین جو اخبار اونکی موت کفر پر ہوی سو وارد ہوے ہین کس لئے ہم قائل اس معنی کے ہین کہ متوفی ہوے اور بعدہ زندہ ہوے جسطرح بیان کیا گیا۔

وامر حائل ومحمد من قد عرفتم قرابته وقد خطب خدیجة بنت
خویلد وبذل لها ما آجله وعاجله کذا وهو والله بعد هذا له نبأ
عظیم وخطر جلیل جسیم فلما اتم ابو طالب الخطبة تکلم ورقة
بن نوفل وهو ابن عم خدیجة فقال الحمد لله الذی جعلنا
کما ذکرت وفضلنا علی ما عددت فنحن سادة العرب وقادتها وانتم
اهل لذلک کله لا تنکر العشیرة فضلکم ولا یرد احد من الناس فخرکم
وشرفکم وقد رغبنا فی الاتصال بحبلکم وشرفکم فاشهدوا علیّ

وَمُحَمَّدٌ مَنْ عَرَفْتُمْ قَرَابَتَهٗ وَقَدْ خَطَبَ خَدِیْجَةَ بِنْتَ خُوَیْلِدَ
وَبَذَلَ لَهَا مَا آجِلَهٗ وَعَاجِلَهٗ کَذَا وَهُوَ وَاللّٰہِ بَعْدَ هٰذَا نَبَأٌ عَظِیْمٌ
یعنے حمد ہے اوس جناب باری کی کہ جس نے کیا ہمکو ذریت ابراہیم
اولاد اسمعیل اور اصل معد اور بنیاد مضر سے اور گردانا ہمکو اپنے مکان
کا محافظ اور اپنے حرم کا سیاست کنندہ اور ہمارے لئے گردانا ایک
مکان جو حج کریں اور ایک حرم امن دینے والا اور ہمکو خلق پر حاکم بنایا
پس میرا بھتیجا محمد بن عبد اللہ ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) شرف وعظمت
وفضل وعقل میں کوئی مقابلہ نکر سکیگا اگرچہ مالدار نہیں۔ پس تحقیق
کہ مال بہت ہی ناپائدار چیز ہے اور ایک امر ہے پھرنے والا اور
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ شخص ہے جسکی خویشی کو جان لیا تم نے

معاشر قریش بانی قد زوجت خدیجۃ بنت خویلد من محمد بن
عبد اللہ علی کذا ثم سکت فقال ابو طالب قد احببت ان یشرکک
عمہا وھو عمرو بن اسد فقال عمہا اشہدوا یا معشر قریش انی قد
انکحت محمد بن عبد اللہ خدیجۃ بنت خویلد فقبل النبی صلی اللہ

اور تحقیق خدیجہ بنت خویلد نے خواہان نکاح ہوی اور بخشدی جو کچھ
کہ اپنے لئے حال و آیندہ پر تھا اسطرح پر یہہ ایسا شخص ہے کہ چند
روز کے بعد شہرت عظیم اور بزرگی جسیم حاصل کریگا۔ جب تمام کیا
ابو طالب نے خطبہ کو تو گفتگو کیا ورقہ بن نوفل جو چچا زاد بھائی خدیجہ
کا تھا پھر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا کَمَا ذَکَرْتَ وَفَضَّلَنَا
عَلٰی مَا عَدَدْتَ فَنَحْنُ سَادَۃُ الْعَرَبِ وَقَادَتُہَا وَاَنْتُمْ اَھْلُ ذٰلِکَ
کُلِّہٖ لَا تُنْکِرُ الْعَشِیْرَۃُ فَضْلَکُمْ وَلَا یَرُدُّ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ فَخْرَکُمْ
وَقَدْ رَغِبْنَا فِی الْاِتِّصَالِ بِحَبْلِکُمْ وَشَرَفِکُمْ فَاشْہَدُوْا عَلَیَّ مَعَاشِرَ
قُرَیْشٍ بِاَنِّیْ قَدْ زَوَّجْتُ خَدِیْجَۃَ بِنْتِ خُوَیْلِدٍ مِّنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ
عَلٰی کَذَا۔ یعنے جمیع حمد ثابت ہین اللہ کے لئے بنایا ہمکو جیسا تونے
بیان کی اور بزرگی دی ہمکو جیسے تونے محسوب کی پس ہم سردار اور
رہنما عرب کے ہین اور تم جمیع فضایل و مراتب کے لایق ہو اور کوئی
قبیلہ تمہاری بزرگی کو انکار نہین کرسکتا اور رد احد من الناس تمہارے فخر

علیه وسلم النکاح فتامل خطبة ابی طالب و ذکره شان النبی صلی الله علیه وسلم وتفرسه فیه کل خیر وکان ذلک قبل مبعث النبی صلی الله علیه وسلم بخمس عشرة سنة واخرج البیهقی عن انس رضی الله عنه قال جاء اعرابی الی النبی صلی الله علیه وسلم وشکا الجدب والقحط وانشد

کو رد نہین کرسکتا۔ اور تحقیق کہ ہم نے خواہش کی تمہارے سلسلے و اعلی مرتبہ کے ملنے کو پس گواہ رہو ہمیر اے گروہ قریش کہ تحقیق مین نے متزوجہ کیا خدیجہ بنت خویلد کو محمد بن عبد اللہ کے ساتھ ابسطور پر بعدہ سکوت کیا۔ پھر ابو طالب نے کہا کہ مین بہتر سمجھتا ہون کہ تو اپنے چچا کو جو عمرو بن اسد ہے اس امر مین اوسکو بھی شریک کرے بعدہ اوس کے چچا نے کہا کہ گواہ رہو اے گروہ قریش تحقیق کہ مین نے متزوج کیا محمد بن عبد اللہ کو خدیجہ بنت خویلد کے ساتھ بعدہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو قبول فرمایا۔ یہ خطبہ بعثت کے پندرہ برس پہلے کا ہے پس ابو طالب کی فراست پر نظر کر قبل از بعثت شان و مرتبت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کیا ہے۔ انس بن مالک سے بیہقی نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک اعرابی آیا اور تنگی و قحط کی شکایت کی اور چند ابیات بھی پڑہا۔ پس رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم اوٹھے

ابیا تا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی صعد المنبر فرفع یدیہ الی
السماء ودعا فما رد یدیہ حتی التقت السماء بابراقہا ثم بعد ذلک جاؤا
یضجون من المطر خوف الغرق فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی
بدت نواجذہ ثم قال للہ در ابی طالب لو کان حیا لقرت عیناہ من ینشدنا
قولہ فقال علی رضی اللہ عنہ وکرم وجہہ کانک ترید قولہ

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

فقال صلی اللہ علیہ وسلم اجل وھذا البیت من قصیدۃ

اور منبر پر سوار ہو کے اپنے ہاتھوں کو آسمان کے طرف اُٹھایا
اور دعا کیا ہنوز دست مبارک نیچے نہیں فرمایا تھا کہ آسمان پر ابر جمع
ہو گیا بعد ازان کثرت بارش کی شکایت کرتے ہوے آئے کہ
کثرت بارش سے خوف غرق پیدا ہوا ہے۔ پس ہنسا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہانتک کہ کوچلیان نمایان ہوے بعد ازان فرمایا
ابی طالب کی بہتری اللہ ہی کی ہے اگر ابو طالب زندہ ہوتا تو البتہ
اوس کے آنکھون کو ادسکا شعر ٹھنڈا کرتا جسکو اوس نے ہمارے
لئے بنایا تھا پس علی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ نے عرض کیا
کہ شاید آپ کی مراد یہہ قول ہے وَاَبْیَضَ یَسْتَسْقِی الْغَمَامُ بِوَجْہِہٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِلْاَرَامِلِ ٭ ترجمہ سابق گذرا۔ رسالت آب صلی اللہ

طویلة لابی طالب قالها حین کان یذب قریشا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہا قولہ

| | |
|---|---|
| کذبتم وبیت اللہ نبزی محمدا | ولما نطاعن دونہ ونناضل |
| ونسلمہ حتی نصرع حولہ | ونذھل عن ابنائنا والحلائل |
| لعمری لقد کلفت وجدا باحمد | واحببتہ داب المحب المواصل |

علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھہ کہا۔ یہہ بیت ابوطالب کے اوس قصیدۂ طویلہ سے ہے جسکو اونہون نے اوسوقت کہا تہا جبکہ قریش نے شعب ابیطالب مین محاصرہ کیا تہا اور یہ بڑا قصیدہ ہے نہایت بلیغ دلالت کرتا ہے تصدیق نبوت اور شدت حمایت اور انتہاے محبت ابیطالب پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اوسی قصیدہ سے یہ چند ابیات ہین

| | |
|---|---|
| کَذَبتُم وَبَیتِ اللّٰہِ نُبزِی مُحَمَّدًا<br>وَلَمَّا نُطَاعِن دُونَہٗ وَنُنَاضِل | یعنے جھوٹے ہو تم ای قریش قسم بیت اللہ کی کہ محمد کو ہمارے سے جدا کر سکینگے جب تک تیرونکا اونکے بہانے مقابلہ نہ کرینگے |
| وَنُسلِمُہٗ حَتّٰی نُصَرَّعَ حَولَہٗ<br>وَنَذھَلُ عَن اَبنَائِنَا وَالحَلَائِلِ | یعنے اور ہم سپرد نہ کرینگے جب تک کہ اوس کے اطراف جان فشانی کرینگے جس جان فشانی مین اپنی اولاد و عورات کو بہول جاوینگے۔ |
| لَعَمرِی لَقَد کُلِّفتُ وَجدًا بِاَحمَدَ<br>فَمَن مِثلُہٗ فِی النَّاسِ اَیُّ مُؤَمَّلٍ | وَاَحبَبتُہٗ دَابَ المُحِبِّ المُوَاصِلِ<br>اِذَا قَاسَہُ الحُکَّامُ عِندَ التَّفَاضُلِ |

| | |
|---|---|
| فمن مثله فی الناس ای مومل | اذا قاسه الحکام عند التفاضل |
| حلیم رشید عاقل غیر طائش | یوالی الٰها لیس عنه بغافل |

**ومنہا قوله**

| | |
|---|---|
| وقد علموا ان ابننا لا مکذب | لدنیا ولا یعزی بقول الاباطل |
| واصبح فینا احمد فی ارومة | تقصر عنها سورة المتطاول |
| حدبت بنفسی دونه وحمیته | ودافعت عنه بالذری والکلاکل |

والقصیدة طویلة وله اشعار کثیرة غیرها فی مدح النبی صلی الله علیه وسلم ولما حضرت الوفات اباطالب جمع اشراف قریش و اوصاهم بوصیة تدل علی کمال محبته النبی صلی الله علیه وسلم

| | |
|---|---|
| حَلِیمٌ رَشِیدٌ عَاقِلٌ غَیْرُ طَائِلٍ | یُوَالِی اِلٰهاً لَیْسَ عَنْهُ بِغَافِلٍ |
| وَقَدْ عَلِمُوا اَنَّ اِبْنَنَا لَا مُکَذَّبٌ | لَدَیْنَا وَلَا یَعْزِی بِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ |
| وَاَصْبَحَ فِینَا اَحْمَدُ فِی اَرُومَةٍ | تُقَصِّرُ عَنْهَا سُوْرَةُ الْمُتَطَاوِلِ |
| حَدِبْتُ بِنَفْسِی دُوْنَهُ وَحَمَیْتُهُ | وَدَافَعْتُ عَنْهُ بِالذُّرَی وَالْکَلَاکِلِ |

ترجمہ صفحہ ۶۰ و ۶۱ مین گذرا — یہہ اشعار مطول قصیدہ سے ہین مدح نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین اور جب ابیطالب کے موت کا وقت قریب ہوا اشراف قریش جمع ہوے اور اونکو وصیت کی جس سے کمال محبت وصدق معرفت متحقق ہے پس ارشاد فرمایا کہ ای معشر

ومعرفته صدقه فقال یا معشر قریش انتم صفوة الله من خلقه وقلب العرب فیکم السید المطاع وفیکم المقدام الشجاع والواسع الباع واعلموا انکم لم تترکوا للعرب فی المآثر نصیبا الا احرزتموه ولا شرفا الا ادرکتموه فلکم بذلک علی الناس الفضیلة ولهم به الیکم الوسیلة والناس لکم حرب وعلی حربکم الب وانی اوصیکم بتعظیم هذه البنیة یعنی الکعبة فان فیها مرضاة للرب وقواما للمعاش وثباتا للوطاة وصلوا ارحامکم فان فی صلة الرحم منساة ای فسحة فی الاجل وزیادة فی العدد واترکوا البغی والعقوق

قریش تم برگزیدہ خلایق ہو اور تم قلب ہو عرب کے اور تم مین اطاعت کرنیکے لایق ایک سردار ہے بڑا بہادر اور واسع البیعت اور معلوم کرو کہ عرب مین کوئی ایسا کار خیر نہین ہے جسکو تم نے حاصل نہ کیا ہو اور کوئی بزرگی ایسی نہین ہے جس کو تم نہ پا ے ہو اسی وجہ سے تمکو اور لوگون پر فضیلت ہے اور اسی وجہ سے تم اون کے وسیلہ ہو اور تعظیم کعبہ کے لئے بھی تمکو وصیت کرتا ہون۔ اس مین خدا کی خوشنودی اور معاش کا انتظام اور اتفاق کا ثبات ہے۔ اور صلہ رحم کیا کرو کیونکہ اسمین آیندہ کی کشایش اور تم لوگون کی کثرت ہے۔ اور بغاوت و نافرمانی والدین کو

ففيهما هلكت القرون قبلكم اجيبوا الداعی واعطوا السائل فان فيهما
شرف الحياة والممات وعليكم بصدق الحديث واداء الامانة
فان فيهما محبة فی الخاص ومكرمة فی العام واوصيكم بمحمد
خيرا فانه الامين فی قريش والصديق فی العرب وهو الجامع
لكل ما اوصيتكم به وقد جاء بامر قبله الجنان وانكره اللسان مخافة
الشنآن وايم الله كانی انظر الی صعاليك العرب واهل الاطراف
والمستضعفين من الناس قد اجابوا دعوته وصدقوا كلمته

چھوڑ دو انہیں اسباب سے اگلی امتیں ہلاک ہوئیں اور اللہ
کے طرف بلانے والے کو قبول کرو اور عطا کرو سائل کو کہ انمیں
حیات وممات کی بزرگی ہے۔ اور راستی گفتار وادا امانت کو لازم
کرلو اس سے خواص محبت کرینگے اور عوام میں بزرگی ہوگی۔ اور
تم کو وصیت کرتا ہوں خیر کی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ
وہ قریش میں امین ہے اور عرب میں سچا۔ اور وہی وصایاء مذکورہ
کا جامع ہے اور بالتحقیق ایسا امر لایا ہے جسکو دل قبول کر لیئے
اور انکار زبان خوف دشمنی سے ہے۔ خدا کی قسم گویا بالتحقیق میں
دیکھ رہا ہوں کہ اسکی دعوت کو فقراء عرب اور دوسرے اہل
اطراف اور ضعفا نے قبول کرلیا ہے۔ اور اسکے کلمہ کی تصدیق

وعظموا امرہ فخاض بهم غمرات الموت فصارت رؤساء
قریش وصنادیدها اذنابا ودورها خرابا وضعفاؤها
اربابا واذا اعظمهم علیہ احوجهم الیہ وابعدهم منہ
احظاهم عندہ قد محضتہ العرب ودادها واعطتہ قیادها
یا معشر قریش کونوا لہ ولاۃ ولحزبہ حماۃ وفی روایۃ
دونکم ابن ابیکم کونوا لہ ولاۃ ولحزبہ حماۃ واللہ لا یسلک
احد سبیلہ الا رشد ولا یاخذ احد بهدیہ الا سعد ولو کان
لنفسی مدۃ ولاجلی تاخیر لکففت عنہ الهزاهز ولدفعت عنہ

اور امر کی تعظیم کی ہے اور سختیاں بھی اپر وارد ہوے اس کے بعد
رؤسا اور صنادید قریش ذلیل اور اون کے مکان خراب ہوگئے
اور ضعفا سردار بن گئے اب اون مین کے بڑے سردار
اوس کے زیادہ تر محتاج ہین اور بہت دور کے اشخاص اوسکے
پاس سرفراز ہین اوس کے ساتھ عرب نے خالص دوستی کی
ہے اور اپنی اختیار کی رسیون کو اوس کے سپرد کر دیا ہے
ای معشر قریش ہو جاؤ تم اوس کے دوست اور اوس کے
لشکر کے حامی خدا کی قسم جو شخص اوس کے طریقہ پر چلیگا رشید
ہوگا اور جو شخص اوسکی ہدایت پر عمل کریگا سعید ہوگا اگر میری

الدواهی وقال لہم مرة لن تزالوا بخیر ما سمعتم من محمد وما اتبعتم امرہ فاطیعوہ ترشدوا فانظر واعتبر کیف وقع جمیع ما قاله من باب الفراسة الصادقة وقد روی ابوطالب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احادیث منہا ما ذکرہ الحلبی فی سیرته فقال وروی ابوطالب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال حدثنی محمد ان اللہ امرہ بصلة الارحام وان یعبد اللہ وحدہ ولا یعبد معه غیرہ وقال سمعت ابن

---

زندگی وفا کرتی تو بیشک مین اوس سے سختیون اور آفتون کو دفع کرتا۔ اور ایک وقت اسطرح کہا کہ تم محمد سے خیر ہی سنتے رہے لیکن تابع نہوے پس اوسکی اطاعت کرو فلاح پاؤگے پس نظر کرے اور عبرت لے کہ کس طرح پر وہ تمام امور واقع ہوگئے جنکو ابوطالب نے سچی فراست سے کہا تہا۔ حلبی نے اپنی سیر مین بیان کیا کہ روایت کی ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچہہ حدیثین تحقیق اللہ تعالی نے حکم صلہ رحم کے لئے اور بندگی اسینے کی اور نہ بندگی کرا سینے ساتھ غیر اور کہا کہ سنا مین نے کہ بہتیجا میرا کہتا تہا کہ شکر کرو تم رزق پاؤگے اور کفران نعمت کروگے عذاب پاؤگے۔

اخی یقول اشکر ترزق واکفر تعذب ولما مات ابوطالب
نالت قریش من النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاذی مالم تکن
تطمع فیہ فی حیاۃ ابی طالب حتی ان بعض قریش نثر
التراب علی راسہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم وکان صلی اللہ
علیہ وسلم یقول ما نالت منی قریش شیئا اکرھہ حتی مات
ابوطالب ولما رای قریشا تھجموا علی اذیتہ قال یا عم ما اسرع
ما وجدت بعدک ومات ھو وخدیجۃ فی عام واحد

اور جب ابوطالب نے وفات پائی قریش آمادہ رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم کے اذیت پہ ہوے اوسوقت طاقت
نہ تھی اذیت پہونچانے کی۔ بعد موت ابی طالب قریش نے
راس مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالی۔ اور فرماتے
تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ راغب ہوے قریش کسی
شئے مکروہ پر یہانتک کہ ابوطالب نے وفات پائی۔ اور جب
دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اژدحام قریش کا اپنے
ایذا پر تو فرمایا یَا عَمّ مَا اَسْرَعَ مَا وَجَدْتُ بَعْدَكَ
اے چچا نہ سرعت کی اوس شئے نے جسکو آپ کے بعد پایا
مین نے۔ اور وفات پائی ابوطالب اور خدیجہ رض نے

فکان صلی اللہ علیہ وسلم یسمی ذلک العام عام الحزن وانما أطلت الکلام فی ذلک لتعلم محبة ابی طالب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ومحبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم لہ وتعلم ایضا ان ما قالہ الائمة الاعلام وهم الامام القرطبی والسبکی والشعرانی والسحیمی من ان اللہ احیاہ وآمن بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم لہ وجہ وجیہ ولذلک قال السحیمی وهو الذی اعتقدہ والقی اللہ بہ واقول ایضا کما قالہ انہ هو الذی اعتقدہ والقی اللہ بہ

ایک ہی سال مین پس موسوم فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سال کو عَامُ الحُزنِ یعنے ملال کا سال اور اس مقدمہ مین مین نے کلام کو طول نکیا مگر تا کہ معلوم ہو تجھکو کہ ابو طالب کی محبت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس درجہ پر تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طالب سے محبت کس درجہ پر تھی اور بھی تم معلوم کرو اوس شی کو جو ائمہ نے کہا جن ائمہ سے امام قرطبی اور سبکی اور شعرانی اور سحیمی ہین کہ تحقیق اللہ تعالی نے ابو طالب کو زندہ کیا اوہنون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اسی لئے سحیمی نے کہا کہ یہہ وہی ہے جسکا مجھکو اعتقاد ہے اور اللہ تعالی نے اسکی القا فرمائی ہے اور مین بھی

وَهٰكذا ينبغي لمن له محبة للنبي صلى الله عليه وسلم وقرابته فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر فيجب على ولاة الامر ثبت الله بهم قواعد الدين اجراء التاديب اللازم بما يحصل به الزجر سدّا للذريعة وحسما للخوض في مثل ذلك لما يترتب عليه من الفتن العظيمة والله تعالى اعلم وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم امر برقمه خادم طلبة العلم بالمسجد الحرام كثير الذنوب والآثام المرتجي

کہتا ہون جسطرح سمیمی نے کہا بلاشبہ میرا بھی وہی اعتقاد ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسیکی القا فرمائی۔ اور اسیطرح سزاوار ہے کہ جس نے محبت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور انکے قرابت دارون سے رکھی ہو پس جو چاہے ایمان لاوے اور جو چاہے کافر ہووے۔ پس حکام پر کہ جن سے جل جلالہ نے دینی قواعد کو استوار کیا ایسی ضروری سزا کا نافذ کرنا واجب ہے کہ جس سے مفسدون کی قوت روکنے کے لئے اور اسطرح کے مقدمہ مین کہ جس سے بڑے بڑے فتنے قایم ہوتے ہین جرأت کی بیٹھنے کے لئے زجر حاصل ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا ہے و صلے اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم اس تحریر

من ربہ الغفران احمد بن زینی دحلان مفتی
الشافعیۃ بمکۃ المحمیۃ غفر اللہ لہ ولوالدیہ ومشایخہ
والمسلمین اجمعین آمین۔

مامور ہوا خادم طلباء علم مسجد الحرام کثیر الذنوب والآثام امید وار
اپنے رب سے بخشش کا احمد بن زینی دحلان مفتی الشافعیہ
مکہ محفوظہ کا غفر اللہ لہ ولوالدیہ ومشایخہ والمسلمین اجمعین آمین

قطعہ تاریخ طبع محبوب الرغائب از جناب مولوی حفیظ اللہ صاحب المتخلص بہ پابس

| | |
|---|---|
| مترجم ذی فراست مولوی عمر بن نجم اللہ | کیا اردو انہوں نے خوب اسنی المطالب کو |
| رکھا نام اوسکا محبوب الرغائب واہ کیا کہنا | لکھی یوں پابس نے تاریخ محبوب الرغائب ہے سنہ ۱۳۰۱ھ |



یہہ کتاب حسب ضابطہ رجسٹری کی گئی ہے لہذا کوئی صاحب
قصد طبع نہ فرماویں اور بعوض نفع نقصان نہ اٹھائیں فقط